

قصص علم

مکتبہ لکھنؤ قلا امان کے نوافل

شاہجہانی
قرآن مجید

تفسیر
ایجاز البیان

فی التفسیر
المنجصر

سواطح الالہام
(بے نقط)

فتوح الاسلام

تلیقہ نجوم الاثرہ

تالیعہ بین

طبقات شاہجہانی

مفتاح الاسرار

قرآن مجید
عالمگیری

تفسیر
زاد المیسر

تقدیر النصوص

شمس العلوم

قرۃ العیون

تاریخ احمدی

اسیر نامہ

تاریخ راجستھان

اصول لکھنؤ (فتوہ کتب علیہ السلام)

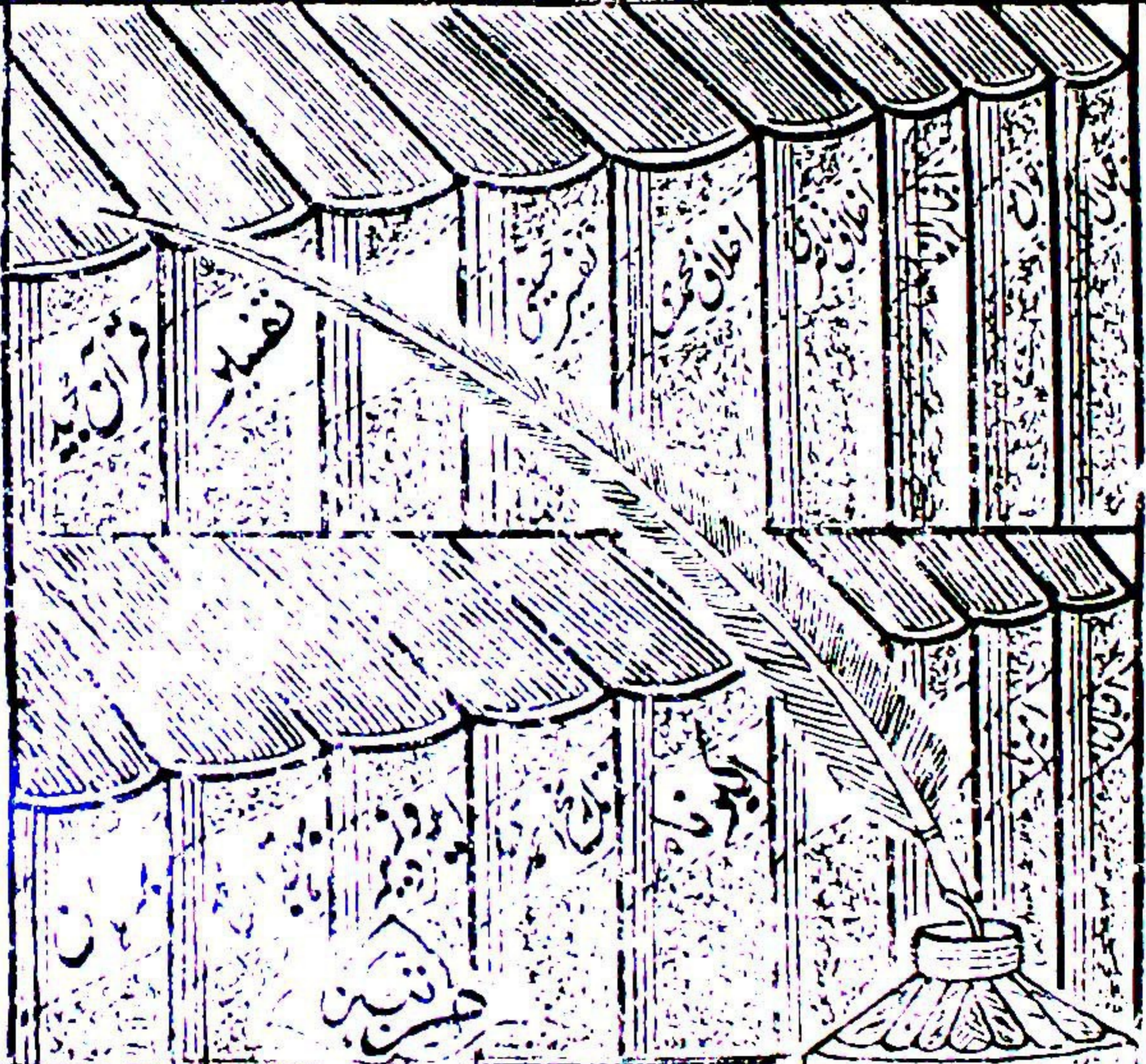
ڈاکٹر سید عابد علی
عربک اینڈ پرنٹنگ ریسرچ اینڈ پبلسٹیٹی راجستھان ٹونک



**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ





اصحابی از ده تنوکت علی بن ابی طالب
 و ارباب و کرب. این طرز است. این طرز است. این طرز است.



137439

ترتیب

نام کتاب _____ قصہ علم - ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر

تعداد اشعار _____ ایک ہزار

ترتیب _____ (صاحبزادی) شوکت علی خاں

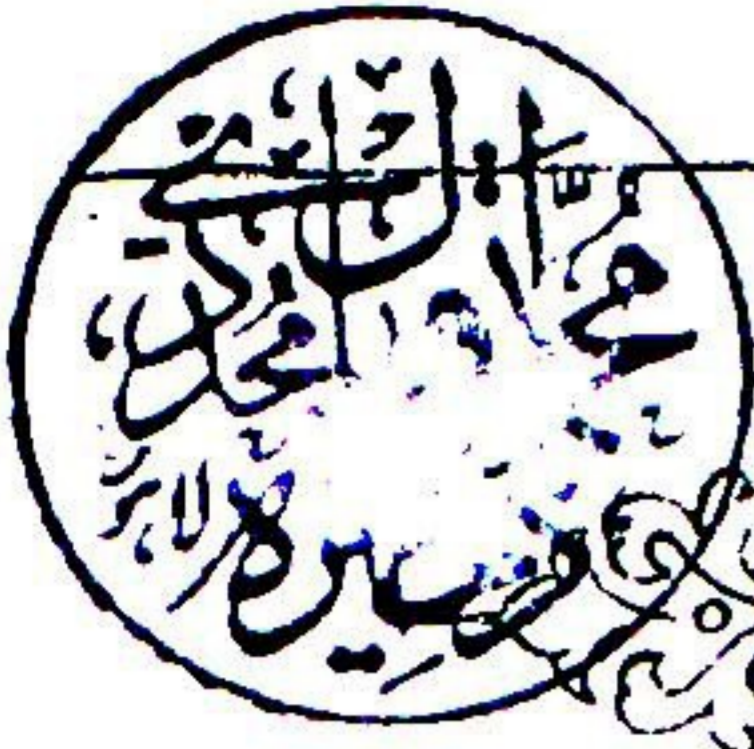
کتابت وارث _____ سلیم و آصف فرقانی ٹونکی

اشاعت _____ عریک اینڈ پرنٹرز سیرج انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

طباعت _____ خواجہ پریس دہلی

قیمت _____ 60/-





انسیب

ٹونک کی عظمت رقتہ اور ثقافت پارینہ، کی مقدس یاد کو زندہ و تابندہ رکھنے

والی اس کتاب کو میں اپنے جد امجد، بانی کتب خانہ، خلد آشتیاں

نواب محمد علی خاں بھادر

تیسرے فرماں روا ٹونک کے نام نامی سے ممنون کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں

جن کے

مقام علیہ اس ادارہ اور کتب خانہ کی ایک ایک کتاب کے سرورق، تمہید اور عنوان
بنے جوئے آج بھی ان کو اپنی اس مقام کردہ علمی آثار و سلطنت میں زبرد جاوید دیکھ رہے ہیں

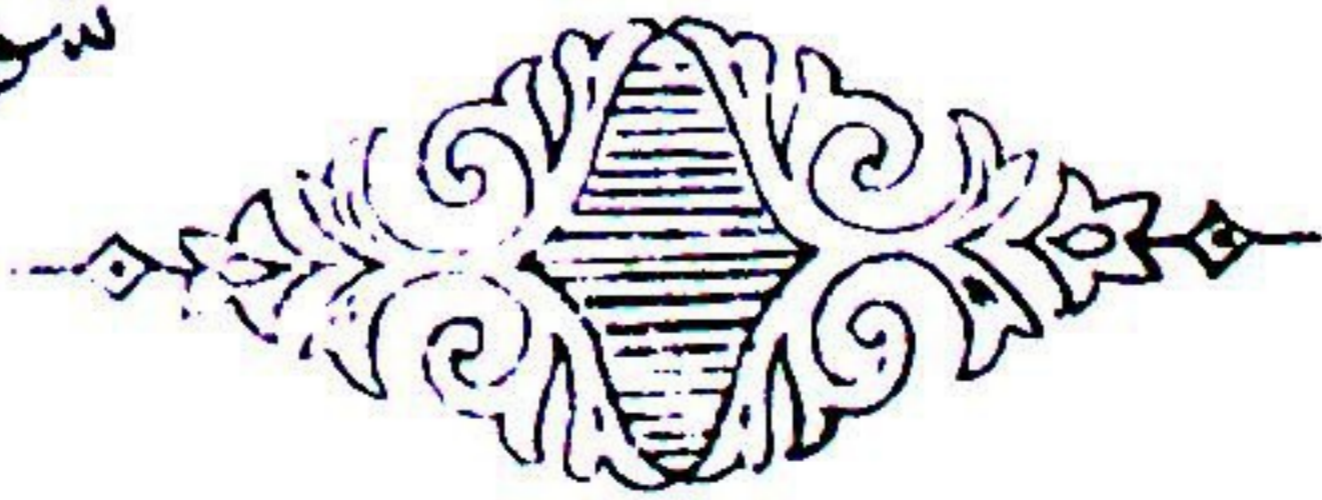
ادب کی

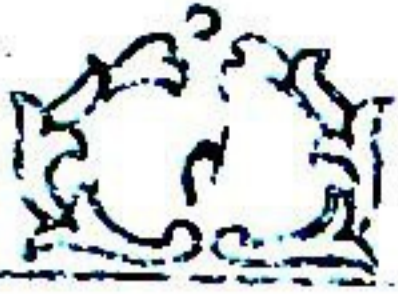
علم دوستی اور ادب نوازی کے نقوش اور چرچے ان کے ان جمع کردہ کتب جو اہر قیمتی منظر
ذو آدرا ہیں اس نثر روشن ہیں جیسے آسمان میں کہکشایا عروس نو بہار کی انگلیں آفتاب

ہنوز آں ابر رحمت در نشان است

نم و خم خانہ باہر سرد نشان است

شوکت





فہرست مضامین

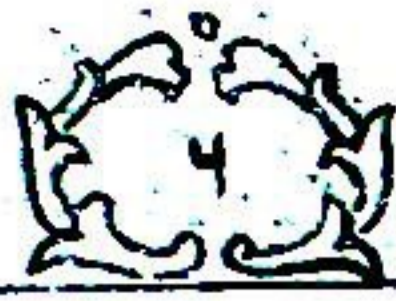
نمبر شمار	مضامین	اہل قلم	صفحہ
۱	انتساب	(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	۳
۲	فہرست مضامین		۴
۳	فہرست کتب شمولہ مضامین کتاب ہذا		۶
۴	اظہار تشکر	" "	۱۸
۵	ایک خواب جو حقیقت بنا	مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی	۲۱
۶	آپ بزرگواروں	ڈاکٹر تنویر علوی صاحب	۲۶
۷	مہتر مہ	(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	۲۹
۸	کتب خانہ ٹونک کے بعض مخطوطات	مولوی ابوالطیب عبدالرشید صاحب	۳۹
۹	ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر	(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	
۱۰	فن تاریخ کے نوادر	(مستطاول)	۸۲
۱۱	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(دوم)	۹۳
۱۲	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(سوم)	۱۰۶
۱۳	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(چہارم)	۱۲۲
۱۴	ٹونک کے باوز تاریخی مخطوطات - اکبر کے نورتن کی ایک نادر تحریر	" "	



نمبر شمار مضامین اہل قلم صفحہ

- ۱۵ جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ
۱۶ ٹونک کے دو قدیم کتب خانے
۱۷ اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے عربی فارسی ریسرچ ڈائریکٹریٹ تک
۱۸ سی پارتھ دل ٹونک کے صاحبزادگان کے کتب خانے صاحبزادہ سعید احمد خان صاحب
۱۹ ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے (قسط اول)
۲۰ ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے (دوم)
۲۱ ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے (سوم)
۲۲ کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات (قسط اول)
۲۳ کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات (دوم)
۲۴ کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات (سوم)
۲۵ فن سیرت اور ٹونک (قسط اول)
۲۶ فن سیرت اور ٹونک (دوم)
۲۷ کتب خانہ وزیر الدولہ ٹونک کے چند نوادر
۱۴۹ دصاحبزادہ شوکت علی خاں
۱۵۵ مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی
۱۷۲
۱۸۲
۱۹۲ مولوی حکیم محمد عمران خاں صاحب
۱۹۵
۲۰۵
۲۱۶
۲۳۶
۲۵۲
۲۶۶
۲۷۹
۲۹۷ مولانا حکیم محمود احمد صاحب بے کاتی





فہرست کتب

صفحہ	اسماء کتب	صفحہ	اسماء کتب	صفحہ
	(الف)			
۷۲	اشتہ اللغات فی شرح مشکوٰۃ	۱۷	۱۶۹	۱ آداب الصوفیہ
۲۲۱	الاعراب عن قواعد الاعراب	۱۸	۹۷	۲ آرائش محفل
۷۷	اعراض اسباحتہ فی اغراض اریانہ	۱۹	۲۵۲	۳ احد نامہ
۸۳	اقبال نامہ جہانگیری	۲۰	۸۰	۴ احکام الاعوام
۸۲	اقبال نامہ	۲۱	۱۳۱	۵ احوال سلاطین متاخرین
۱۰۷	اکبر نامہ	۲۲	۱۳۵	۶ احوال فرنگ
۱۱۴	امیر السیر فی سیر خیر البشر	۲۳	۲۹۹	۷ اخبار الابرار (ہدیہ امیر)
۷۵	امیر نامہ	۲۴	۲۸۳	۸ اخبار الزمان
۸۲	امیر و وزیر	۲۵	۸۱	۹ اختیارات بدیعی
۲۷۰	انتخاب مدارج النبوة	۲۶	۷۱	۱۰ اختیار اعتماد المبدأ
۲۸۳	انوار البروق فی انوار الفروق	۲۷	۱۴۹	۱۱ اخلاق جہانگیری
۷۹	انوار سہیلی	۲۸	۷۳	۱۲ اخلاق محمدی
۸۸	اوسط	۲۹	۲۶۱	۱۳ اخلاق نامہ
۱۷۹	اولاد نامہ چنگیزی	۳۰	۱۶۹	۱۴ الارشاد الی ہمات علم الاستاد
۲۲۴	ایجاز البیان	۳۱	۵۲	۱۵ اسئلہ القرآن
۱۸۳	الایضاح شرح الاصلاح للوقایہ	۳۲	۱۷۱	۱۶ اشرف الوسائل فی شرح الشامل
۲۳۴	ایضاح المجتبی ترجمہ نسائی	۳۳	۵۹	
۲۶۱				
۱۴۶				
۱۲۳				
۵۲				
۱۹۹				
۱۷۷				
۲۲۳				
۲۸۹				



صفحہ	اسماء کتب	صفحہ	اسماء کتب	صفحہ
			(ب)	
۱۳۶	تاریخ عجائب الغرائب	۵۸	بادشاہ نامہ	۳۳
۸۶	تاریخ قلندر تقی پور	۵۹	بحر الجواهر	۳۵
۹۷	تاریخ گزیدہ	۶۰	بحر الحیات	۳۶
۱۰۳	تاریخ مدینہ	۶۱	بحر العلم شرح عین العلم	۳۷
۱۲۵	تاریخ منظر فری	۶۲	المبداہ والنہایہ	۳۸
۷۵	تاریخ نادری	۶۳	برصان	۳۹
۱۱۳	تاریخ ہندوستان	۶۴	بستان العارفین	۴۰
۱۰۲	التبیان فی تفسیر القرآن	۶۵	بوستان سعدی	۴۱
۲۱۹	تبیض الضعیفہ	۶۶	بہجتہ العالم	۴۲
۱۰۳	تحفۃ العالم	۶۷	(ف)	
۱۰۱	تحفۃ العارفين	۶۸	تاریخ ابن حجر	۴۳
۲۵۹	تحفۃ الکرام	۶۹	تاریخ احمدی	۴۴
۱۶۷	تحریر اوقلیدس	۷۰	تاریخ پرگنات	۴۵
۸۰	تحریر قواعد المنطقیہ	۷۱	تاریخ تاج محل	۴۶
۸۰	تحفۃ وزیر	۷۲	تاریخ ٹونک	۴۷
۳۰۲	تذکرۃ الواقعات	۷۳	ایبنا	۴۸
۱۲۲	تذکرہ شفق القمر (فارسی)	۷۴	ایبنا قلمی یادداشت	۴۹
۲۸۷	تذکرہ الماثران ویکھو ذکر الملوک	۷۵	تاریخ جہاں کشاہے جونی	۵۰
۲۸۲	ترتیب ابراق فی فتوح مصر و العراق	۷۶	تاریخ جہاں نامی	۵۱
۲۸۹	ترجمۃ الادب اللولون فی شہرت اللذیب النبوی	۷۷	تاریخ الحکماء	۵۲
۱۸۶	ترجمہ امیر نامہ	۷۸	تاریخ تہذیبی ویکھو تاریخ ہندوستان	۵۳
۱۸۵	ترجمہ تاریخ فتوح امیرین اعظم کوئی	۷۹	تاریخ احمید فی احوال انیسیس النیسر	۵۴
۱۸۹	ترجمہ تذکرہ جہاں گیری	۸۰	تاریخ ذکر اغاناک ویکھو ذکر الملوک	۵۵
۲۴۰	ترجمہ بارخ صغیر اردو	۸۱	تاریخ تراجم ستوان	۵۶
	ترجمہ سنن ابنی و اولاد	۸۲	تاریخ صوبجات ہند	۵۷
۲۸۱	ترجمہ فتوحات واقعات و شوکت الاسرار	۸۳		
۲۸۲				



صفحہ	اسماء کتب	صفحہ	اسماء کتب	صفحہ
	(ج)	۷۵	تزک جہانگیری	۸۳
۱۶۹	جامع ابن بیطار	۸۲	ایضاً دجہانگیرنامہ	۸۵
۲۲۳	جامع الرموز شرح مختصر الوقایہ	۱۰۹	تسہیل الکافیہ	۸۶
۸۵	جغرافیہ عالم	۸۰	تشریح الالاک	۸۷
۱۸۶	جغرافیہ سیر	۱۱۱	التفہیم حاشیہ تلویح	۸۸
۲۷۲	جلال الیوم منظم سرور المحزون	۲۲۷	معہ حاشیہ عبدالحکیم	۸۹
۲۸۵	جمالین حاشیہ جلالین	۲۳۱	تعلیق الانوار فی اصول المنار	۹۰
۲۲۰	جنگ نامہ فارسی	۲۱۹	تفسیر پارہ عظم	۹۱
۲۷۲	جوامع الحکایات و لواحق الروایات	۱۱۵	تفسیر تبیان و کیمو التبیان	۹۲
۲۸۰	جوامع الکلم	۷۰	تفسیر الجلالین	۹۳
۷۳	جواهر الاصول فی حدیث الرسول	۱۱۷	تفسیر القرآن شاہ اہل الشرع	۹۴
۵۸	جہاں آرا	۱۱۸	ایضاً شاہ ولی اللہ	۹۵
۱۰۰	جہاں گیر نامہ و تزک جہانگیری	۱۱۹	تفسیر حسینی	۹۶
۷۵	(ج)	۱۲۱	انتہیات	۹۷
۱۰۳	چہار گلشن	۶۹	تقریب المنشر	۹۸
۱۵۹	(ح)	۸۱	تقویم الادویہ	۹۹
		۷۱	تکرر حدیث فاروقی و کیمو نوح السلام	۱۰۰
		۱۶۹	استخیص فی التفسیر	۱۰۱
۷۸	حاشیہ سید علی المتوسط	۲۳۵	تخصیص المفتاح	۱۰۲
۲۳۲	حاشیہ شرح عقائد الخیالی	۷۳	تلخیص فہوم الاثرہ فی التاریخ و السیرۃ	۱۰۳
۲۲۷	حاشیہ عبدالحکیم بر تلویح	۲۱۰	تلخیص و توضیح	۱۰۴
	حاشیہ علی العافیہ شرح کافیہ و کیمو کشف السوائب	۱۲۴	التلویح حاشیہ توضیح شرح تنقیح	۱۰۵
۸۰	حاشیہ قطبی	۱۲۵	تواریخ الحکماء	۱۰۶
۲۹۱	حاشیہ المحمدیہ علی السنائی	۵۱	تیسیر البیان لادکام القرآن	۱۰۷
۲۳۵	حاشیہ مختصر المعانی للخطابی	۱۲۷	(ط)	
۷۷	حاشیہ مشکوٰۃ	۱۲۸	تذکرہ جشن میلاد النبوی فی ایک جہاد	۱۰۸
۱۷۱		۲۷۳		



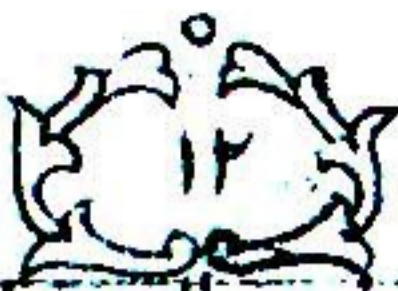
صفحہ نمبر	اسماء کتب	صفحہ نمبر	اسماء کتب	صفحہ نمبر
	(د)			
۲۶۰	دانش آموز شرح کریمیا	۱۵۵	۲۲۸	۱۲۹ حاشیہ مطول
۲۳۹	درالمجالس	۱۵۶	۸۰	۱۳۰ حاشیہ معالم الدین
۲۴۱ ۲۸۶	الدر المضمین فی حلیة نجر البرید	۱۵۷	۲۲۱	۱۳۱ حاشیہ ملاجلال الدین دوانی
۲۶۲	در منظوم	۱۵۸	۲۲۳	۱۳۲ حاشیہ ملاعصام شرح جامی
۷۸	الدر النشر	۱۵۹	۱۶۸	۱۳۳ حاشیہ بیندی (دخون یوسف)
۲۰۴	دستنبو	۱۶۰	۹۸	۱۳۴ حاوی الارواح
۷۹	دستور اللغہ	۱۶۱	۱۰۵	۱۳۵ حبیب السیر
۱۸۷	دلائل الخیرات	۱۶۲	۲۶۳	۱۳۷ حدیقۃ الاقالمیم
۲۰۷	ایضاً	۱۶۳		۱۳۸ حدیقۃ الحقیقۃ
۲۱۷	دوار الاصول حاشیہ اثر شرح مینار	۱۶۴	۲۷۱ ۲۷۷	۱۳۹ حرر علیہ علیہ
۲۲۱	"	۱۶۵	۲۲۲	۱۴۰ حسام الاسلام فی فتوحات سیدالانام
۱۸۷	دیوان خلیل	۱۶۶	۲۸۶ ۲۸۷	۱۴۱ الحسن الحسین
۷۹	دیوان آصفی	۱۶۷	۲۷۱	۱۴۲ دلیہ شریف (منظوم اردو)
۷۹	دیوان اسیر	۱۶۸	۲۸۷	۱۴۳ ہمایہ مبارک
۱۵۷	دیوان جان	۱۶۹		۱۴۴ " منظوم عربی (ترجمہ)
۷۹	دیوان زائر	۱۷۰	۲۱۸	۱۴۵ حواشی تفسیر بیضاوی
"	دیوان ثانی	۱۷۱		۱۴۶ (سورہ یوسف و سورہ انا فتوحنا)
"	دیوان صائب	۱۷۲	۲۲۹	(ح)
"	دیوان صفدر	۱۷۳	۲۶۳	۱۴۷ خزائن الغرائب شرح حای
"	دیوان عالی	۱۷۴	۹۸	۱۴۸ خمہ شمس البین مع شرح
۱۸۶	دیوان عبدالشکور خان	۱۷۵	۱۸۵	۱۴۹ خلاصۃ الاخبار
۷۹	دیوان غلام	۱۷۶	۷۵ ۹۵	۱۵۰ خلاصۃ البیض عالم شاہی
"	دیوان متاسم	۱۷۷	۱۲۷ ۱۲۸	۱۵۱ خلاصۃ التوارخ
۲۵۷	دیوان قصاب	۱۷۸	۶۱	۱۵۲ ایضاً
۷۹	دیوان مظہر	۱۷۹	۷۱	۱۵۳ انجیب الکثیر



ردیف	اسماء کتب	ردیف	اسماء کتب	ردیف
۵۲	رساله کثیر الفوائد فی تشریح و توضیح	۶۹	دیوان نامرسلی	۱۸۰
۱۴۰	امثال القرآن	۲۰۶	دیوان دانی	۱۸۱
۲۳۴	رساله ماکول و مشروب	۲۰۷	دیوان واقف	۱۸۲
۲۵۵	رساله منظوم اردو	۲۰۸	دیوان ولی	۱۸۳
	رساله منظوم	۲۰۹		
۲۱۹	رنج الحجاب عن الساتر و المنوع	۲۱۰	ذکر الملوک	۱۸۴
	من آئی کتاب	۲۱۰	ذکر ملوک	۱۸۵
۸۰	رموز الاسماء	۲۱۱	ذوالفقار علی و کچھو علی نامہ	۱۸۶
۷۴	روضۃ الاحباب	۲۱۳		
۱۰۰	روضۃ الافراح	۲۱۳		
۲۲۲	روضۃ الخطباء و منتقنم الاقبیاء	۲۱۳		
	(س)			
۵۱	زاد المسیر فی علم التفسیر	۲۱۵	رث یرم	۱۸۷
۱۶۸	زیب التواتر	۲۱۶	رسائل	۱۸۸
۱۳۴			ایضاً دیکھو مجموعہ رسائل	۱۸۹
	(س)		رسائل تصوف	۱۹۰
۲۷۱	سرور المحزون فی ترجمہ نور الیون	۲۱۷	رسائل و در بیان قدم رسول و	۱۹۱
۲۷۲	سکرات نامہ	۲۱۸	نعلین مبارکہ	۱۹۲
۲۵۳	سلسلہ الذریب	۲۱۹	رسالہ تنقیح المراتق و الاضراق	۱۹۳
۲۶۱	سلک گوہر	۲۲۰	رسالہ جہنم	۱۹۴
۱۸۷	سلک نورانی علیہ النبی منظوم	۲۲۱	ایضاً	۱۹۵
۲۸۷	سلوک السارفتین	۲۲۲	رسالہ در بیان میلاد	۱۹۶
۲۳۴	سوانح انانہام	۲۲۳	رسالہ زمان و مکان	۱۹۷
۷۰	سیر الانبیاء و کچھو فرحت الناظر	۲۲۴	رسالہ شیخ الریس فی مسائل معدودہ	۱۹۸
			رسالہ فی الادویۃ القلبیۃ	۱۹۹
۲۷۹	سیرتہ السمدی	۲۲۵	رسالہ فی الاتیانی	۲۰۰
۷۴	سیرتہ سکا ذروفی	۲۲۶	رسالہ فی اصلاح الادویۃ المسبلہ	۲۰۱
۲۷۲	سیرتہ مرتضوی	۲۲۷	رسالہ فی اعمار الادویہ	۲۰۲
۲۸۲		۲۲۷	رسالہ فی فن القیافہ	۲۰۳
		۲۲۷	رسالہ تشریح	۲۰۵



نمبر	اسماء کتب	نمبر	اسماء کتب	نمبر
۷۷	شرح حرف میر	۲۲۷		
۲۳۲	شرح عقائد التسنی	۲۲۸	سیر المتأخرین	۲۲۸
۲۳۳	شرح قصص الحکم	۲۲۹		
۲۳۹	شرح قانون ازگیلانی	۲۵۰	سیر منظوم فارسی	۲۲۹
۲۵۹	شرح قرآن السدید	۲۵۱	السيف المامنی لقطع القوال	
۷۹	شرح قصائد خاقانی	۲۵۲	لشکر الشقاق القرنی الماضی	۲۳۰
۲۳۹	شرح قصید الشکر نظم نخبۃ الفکر	۲۵۳	(ش)	
۲۷۰	شرح قصیدہ بانث سواد	۲۵۴		
	شرح قصیدہ بردہ	۲۵۵	شاه جہاں نامہ	۲۳۱
۲۳۲	شرح مائة عامل	۲۵۶		
۷۰	شرح مراح الارواح	۲۵۷	شجرہ سید احمد شہید	۲۳۲
	شرح مسلم الثبوت	۲۵۸	شرح آداب القضاء لکھفان	۲۳۳
	شرح مشکوٰۃ ویکھو طیبی	۲۵۹	شرح الفیہ ابن مالک	۲۳۴
۲۲۰	شرح مہتاب السنۃ	۲۶۰	شرح ایسا غوجی	۲۳۵
۲۶۰	شرح میزان الصرف	۲۶۱	شرح ایسا غوجی للسکاکی	۲۳۶
۷۸	شرح نقاب الصبیان	۲۶۲	شرح بوستان سعدی	۲۳۷
۲۴۰	شرح التمر لمعجزہ سید ابوبکر	۲۶۳	شرح جامع لغیر اردو	۲۳۸
۲۸۰	شمائل الترمذی	۲۶۴	شرح جامی	۲۳۹
۲۷۱	شمس العلوم	۲۶۵	شرح الگاسہ	۲۴۰
۱۶۸	شمس العین من شریح	۲۶۶	شرح دیوان الی تام	۲۴۱
	شمس السیاح	۲۶۷	شرح خمس شمس العین ویکھو نمبر	۲۴۲
	شمس السیاح	۲۶۸	شرح سفر السعاده	۲۴۳
	شمس الامام	۲۶۹	شرح سکندر نامہ بری	۲۴۴
۲۷۱	شرح شہادت و اتحادی	۲۷۰		
۲۶۲	شمس السیاح	۲۷۱	شرح شمائل ترمذی	۲۴۵
	شمس السیاح	۲۷۲	شرح شمائل نبوی	۲۴۶
۲۷۲	شمس السیاح	۲۷۳		
۲۸۲	شمس السیاح	۲۷۴		



نمبر	اسماء کتب	نمبر	اسماء کتب	نمبر
۷۵	عالمیگرنامہ	۲۸۹	(ص)	
۱۲۰				
۱۲۶	عجائب القرائب	۲۹۰	۲۳۳ صحائف	۲۷۱
۲۳۲	المروءة الوثقی	۲۹۱	۱۸۵ صحیح البخاری (بخاری شریف)	۲۷۲
۱۸۲	عشقیدہ داستان	۲۹۲	۲۱۶ ایضاً	۲۷۳
۲۲۵	عقود الدرر		۷۹ صحیفہ شاہی	۲۷۴
	دقی قل ابیات المطول والمختصر	۲۹۳	۲۷۱ نعم صدام الاسلام منظوم فتوح الشام	۲۷۵
۲۵۰	علم المكتتب فی زراعتہ الذهب	۲۹۴	۲۷۸ د مجاہدات الاغیار	
۲۷۲	علی نامہ منظوم اردو	۲۹۵	۷۴ صوتت ناروقی	۲۷۶
۲۸۰			۲۷۳	
۲۲۶	عنوان الشرف	۲۹۶	(ض)	
۲۱۷	عوارف المعارف	۲۹۷	۲۸۹ ضبط مشکل	۲۷۷
۲۳۳			۲۲۵ ضواء السراج شرح سراجی	۲۷۸
	(ع)		۵۷ ضواء مشکوٰۃ	۲۷۹
۹۸	غریب القرآن دیکھو ترجمہ الخواطر	۲۹۸	۲۹۱ نیباد البصائر ترجمہ الاشباہ والنظائر	۲۸۰
۱۶۶	الغریبین	۲۹۹	(ط)	
	(ف)		۷۵ طبقات اکبر شاہی	۲۸۱
۲۳۶	فاکیتہ البستان	۳۰۰	۸۲	
"	فتاویٰ برہنہ	۳۰۱	۱۱۶	
۲۲۴	فتاویٰ قاضی خاں	۳۰۲	۹۳	۲۸۲ طبقات شاہجہانی
"	فتاویٰ مجمع البرکات	۳۰۳	۵۶	۲۸۳ طبیی شرح مشکوٰۃ المصابیح
۷۸	فتح المشافی	۳۰۴	۱۷۱	
۳۰۴	فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب	۳۰۵	۸۹	۲۸۴ ظفر نامہ امیر
۲۷۷	فتوحات حیدریہ (فتوح الاسلام)	۳۰۶	۱۳۲	۲۸۵ ظفر نامہ کابلی
"	فتوحات عثمانیہ ()	۳۰۷	۹۱	۲۸۶ ظفر نامہ ہانقی
	فتوحات عجم و ایران وغیرہ	۳۰۸	۱۱۸	۲۸۷ ظفر نامہ یزدی
۷۴	فتوح الاسلام (تکملہ مولانا فاروقی)	۳۰۹		(س)
۲۷۱			۷۵	
۲۷۳	فتوح بھنبیا مقام انارکام	۳۱۰	۸۲	۲۸۸ عالم آرائے عباسی
			۱۱۹	



ردیف	اسماء کتب	ردیف	ردیف	اسماء کتب	ردیف
۲۵۸	قصائد خاقانی	۲۳۵	۲۴۵	فتوح الروم (فتوح الاسلام)	۳۱۱
۷۹	قصائد عربی	۲۳۶	۲۴۶	فتوح الشام	۳۱۲
//	قصائد کمال خمندی	۲۳۷	//	فتوح الجحیم و دیار بکر و غیره	۳۱۳
	قصه عبداللہ تمیم القاری	۲۳۸	۲۴۵	فتوح العراق	۳۱۴
۲۴۱ ۲۴۸	نظام الاسلام منظوم	۲۳۹	۲۳۸	فتوح القاری عن فیوض الباری	۳۱۵
۱۹۷	قواطع الاول	۲۴۰	۲۴۶	فتوح المصر	۳۱۶
۲۹۰	قواعد علی شبیر	۲۴۱	۱۲۰	فرحت الناظرین	۳۱۷
۷۸ ۱۹۷	قواعد المطارحه	۲۴۲	۸۱	فرح جمالی	۳۱۸
۲۴۹	القول السدید فی ثبوت استتبراک فضل سید الارزاق	۲۴۳	۷۸	فرہنگ جہانگیری	۳۱۹
	(ک)		//	الفوائد الضیائیہ	۳۲۰
	کتاب الاقناع بالدرامین خواص الاغنیاء	۲۴۴	۷۱	الفوز الکبیر	۳۲۱
۲۳۸	کتاب الاسرار والصفات	۲۴۵	۷۲	فہرست ابن ندیم	۳۲۲
۲۳۹	کتاب بالنبیوں فی شرح الطہ	۲۴۶	۱۶۰	فہرست مؤلفات السیوطی	۳۲۳
//	کتاب فی اسطقسات	۲۴۷	۱۸۸	فیضان المجد علی قلب المستفید	۳۲۴
۲۴۵	کتاب الردت فتوح الاسلام	۲۴۸		(س)	
//	کتاب فی تحویل سنی الموالید	۲۴۹	۲۴۱	قال اقول دیکھو شرح ایسا غوی	۳۲۵
	کثیر الفوائد	۲۵۰	۲۴۹	قاموس	۳۲۶
	فی تشریح و تفسیر امثال القرآن	۲۵۰	۶۸	قانون شیخ	۳۲۷
۲۰۱	کشف الاسرار یزدوی	۲۵۱	۶۹	القرآن	۳۲۸
۲۵۰ ۱۸۴	کحل العیون شرح قرۃ العیون	۲۵۲	۱۵۹	ادبک زہبی	۳۲۹
۲۴۱	کشف العوائق فی شرح الکافیہ	۲۵۲	۲۵۰		۳۳۰
۲۳۷	کشف الغمی و علی الممینی	۲۵۲	۵۱		۳۳۱
۷۲	کشف الریاء عن محرمات الاہل البیاض	۲۵۳	۳۰۲	قرآن مجید	۳۳۲
۱۸۳	کلمات الشعراء	۲۵۴	۱۶۱	قرۃ العیون شرح سرور العزیز	۳۳۳
			۲۵۰		
			۲۵۱		
			۲۵۲		



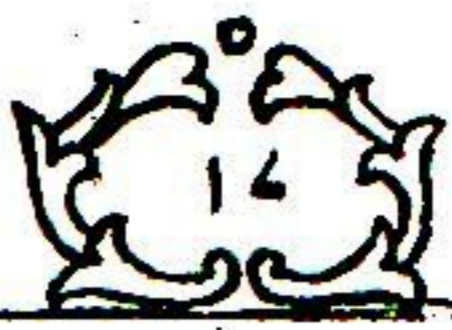
نمبر	اسماء كتب	نمبر	اسماء كتب	نمبر
۲۴۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۲	(گ)	
۲۸۱	(ترجمہ فارسی فتوحات باقدي)			
۱۸۸	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۱	(د)	۲۵۷ گمر مخزون نظم سردا لمخزون
۲۲۶	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۲۸۵		
۲۱۰	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۲		
۸۹	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۳		
۹۰	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۴		
۵۹	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۵		
۲۱۷	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۶		
۷۵	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۷		
۸۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۸		
۱۲۶	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۴۹		
۱۷۹	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۰		
۱۹۷	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۱		
۲۲۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۲		
۱۱۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۳		
۲۸۸	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۴		
۲۳۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۵		
۷۳	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۶		
۲۲۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۷		
۱۳۸	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۸		
۱۳۵	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۵۹		
۳۰۸	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۶۰		
۲۳۲	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۶۱		
۳۰۰	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۶۲		
۲۱۱	مخارج ابواب الارباح الملاحده والاشترار	۳۶۳		
		۳۶۴		
		۳۶۵		
		۳۶۶		
		۳۶۷		
		۳۶۸		
		۳۶۹		
		۳۷۰		
		۳۷۱		
		۳۷۲		



صفحہ	اسماء کتب	صفحہ	اسماء کتب	صفحہ
۲۰۰	منح الغفار شرح تنوير الالبصار	۲۲۰	منايع الستة	۳۹۱
۲۲۳		۱۶۹	مصنف ابن ابي شيبة	۳۹۲
۲۶۱	منطق الطير	۱۶۸	مصنف عبد الرزاق (جامع)	۳۹۳
۱۲۳	منظومة مشاهير	۷۹	مطول	۳۹۴
۷۲	منظومة النسخي	۷۴	معارض النبوة	۳۹۵
۷۸	مشهد هاشمي في شرح داني	۲۸۲	معارك الاسود مع الاعداء الحسود	۳۹۶
۲۳۵	المواهب اللدنية	۱۹	(شوكت الاسلام)	۳۹۷
۲۷۳	ميلاد خليل	۲۲۶	معدن الحقائق شرح كثر الدقائق	۳۹۸
۲۷۲	ميلاد النبي	۲۷۲	مراج نامہ اردو	۳۹۸
		۲۸۱		
		۱۳۶	مفتاح الاسرار	۳۹۹
			مفتاح المشكلات في الدلائل والقرينات	۴۰۰
		۲۹۲	(شرح رسال اصول فقه)	
۲۷۲	نجانامہ	۲۲۲	مفاتيح في العقبين والقارورة	۴۰۱
۲۸۰		۲۲۳	المقدمه في اصول الترجمة	۴۰۲
۲۳۲	نتيجة الاولياء	۲۹۰	مقصد الوفاء ترجمه و شرح ابي داؤد	۴۰۳
۲۵۵	نجات نامہ	۹۰	مکتوبات احمد شہید	۴۰۴
۲۶۳	نزهة الارباب	۸۹	مکتوبات احمدی	۴۰۵
۵۲	نزهة الخاطر و سرور الناظر	۹۰	مکتوبات اسماعيل شہید	۴۰۶
۱۷۱	" "	۲۰۱	مکتوبات امام رباني	۴۰۷
۲۲۰	نشوة النفوس في مداہم الكفوس	۹۰	مکتوبات منفرق	۴۰۸
		۳۰۶	مکتوب سيد احمد شہید	۴۰۹
۲۷۲	رضب الاعلام في قوميات الشام	۹۰	مہيات احمدیہ	۴۱۰
	(شوكت الاسلام)	۲۲۷	علم الغیب	۴۱۱
۷۴	نظم الدر والمرجان	۲۸۱	مناقض الابرار منظوم بخاری	۴۱۲
۲۷۲	نظم السیر	۲۳۸	نخبة الشفاء	۴۱۳

(د)

نمبر	اسماء کتب	نمبر	اسماء کتب	نمبر
۷۷	واقعات ہفتہ سالہ امیر	۲۲۳	نظم صدیق بن عمر و مجبور مجبور	۲۳۱
۱۷۷	ولادت سالہ وزیر	۲۲۲	نقرک شرح زرادعی	۲۳۲
۱۸۳	وصایای بادشاہ چغتائیہ	۲۲۲	الغس الیانی فی الروح والریحانی	۲۳۳
۱۵۸	وصایای وزیر	۲۲۵	نقائے مختار الوقایہ	۲۳۴
۱۸۳	ذبیات الاعیان	۲۲۶	نقد النصوص فی شرح الفصوص	۲۳۵
۷۲	(۷)		نکارستان	۲۳۶
۱۶۸			نوادراحمدیہ	۲۳۷
			نوادردیہ	۲۳۸
۲۶۹	ہریرہ امیر	۲۲۷	النواقض فی الرد علی الروافض	۲۳۹
۲۸۲	ہریرہ محمدیہ	۲۲۸	نور العیون	۲۴۰
	ہفتہ سالہ امیر ولایت سالہ وزیر		نور النبیین فی اختلاف المذہب	۲۴۱
	دیکھو واقعات	۲۲۹	(۸)	
۱۲۳	ہمایوں نامہ	۲۵۰	واقعات شکار اردو انگریزی	۲۴۲

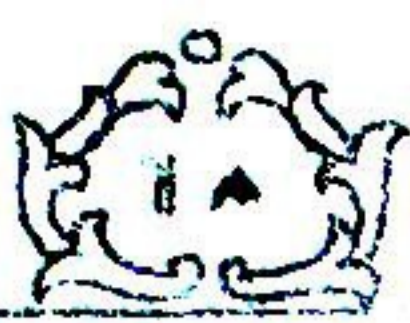


پیش گفتار

شمع کو ہے جس طرح جانسور پر والوں پہ ناز
ٹونک کو ہے اس طرح اپنے کتب خانوں پہ ناز
(بہار ٹونکی)

عربک پشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تاریخی جشن افتتاح کے موقع پر مارچ ۱۹۷۹ء پر
یہ عمر میں نے انسٹی ٹیوٹ کے سچے دھجے ڈسپلے سیکشن میں وصلی پر دیکھا تھا آج اس کی تبصر اس کتاب میں لکھ رہا ہوں
یہ ٹونک کے کتب خانوں اور ان کے نوادر کا ایک جائزہ، ایک تنقیدی تبصرہ اور ایک تاریخی مطالعہ ہے۔
شوکت علی خاں نے نہ صرف ٹونک کے راجستھان کی علمی ادبی اور ثقافتی تاریخ کے گمشدہ اوراق کو بجا
کر کے بڑا کام انجام دیا ہے۔ یہ کچھل میرٹھیج ٹونک کے ستاندار راضی کی حسین یادگار اور راجستھان سے
مستقبل کی امانت ہے۔ ایک طرف اگر ٹونک کے خواب نگین کی داستان ہو تو دوسری طرف راجستھان
کی عظمت رفتہ کی تبصیر لگیں بھی اس کتاب کے اوراق میں جلوہ گرہے

مجھے فخر ہے کہ میں نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ایک آنا خود مختار ڈائریکٹریٹ بنانے میں اپنا فرض
منصوبی ادا کیا۔ جس کا یہ ادارہ سچی تھا۔ جو عربک پشین کنسٹریوٹو ہندوستان کے قریب کرنا ہے،
نمایاں کا زامہ انجام دے گا۔ شوکت صاحب کی ایک لائق رفیقہ، صاحبہ اور بیٹے اور نکلکا
میں جنہوں نے ٹونک کا نام راجستھان میں اور راجستھان کا نام ہندوستان میں روشن کرتے ہوئے ہندوستان
کے عربی فارسی کنسٹریوٹو کو پورے عالم اسلام میں روشناس کرایا۔ مجھے امید ہے ان کی مرتبہ یہ کتاب ان
ذوق اور اہل علم و ادب سے خیراچہ تحسین حاصل کرے گی۔ چین، سکرٹری راجستھان، پور



اظہارِ شکر و امتنان

حرد معلوہ کے بعد — خدائے رحیم و کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں ہمیں یہ پرست مرتع مرحمت فرمایا۔ کہ ہم آج عربی و فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ کے اسٹاف پر وگرام کے تحت اردو زبان میں انسٹی ٹیوٹ کی پہلی کتاب ”قصر علم“ کے نام سے زیور طبع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ذلک فضل اللہ

یہ حقیقت ہے کہ اگر فضل ایزدی ہمارا مساعذ نہ ہوتا تو یہ مشکل کام اس قدر جلد منضوہ ہو پورا ہونا محال تھا جس فضل ایزدی کے سبب یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔ اسی کے فضل خاص سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔ سچ ہے۔ ۵۔ اس سعادت بزرگ و باریک نیت

تانا بخشہ خدائے بخشندہ

اس وقت مجھے اپنے محترم اور لونگ کے بزرگ و صوفی استاد سخن، مولانا، مرشدی، سیدی محترم مولانا میر محمد الحسن صاحب مولکت کی یاد دہانی ہے جو آج بھی اس ادارے اور میری ترقی کی ہمیشہ نشان رہیں آج سے دس سال قبل مرحوم نے مجھے تقریر کو ڈائرکٹریٹ اور اس ادارہ کو ڈائرکٹریٹ بنانے کی پیش گوئی فرمائی تھی اور اپنے دلی احساسات کو اس طرح شعر کے قالب میں ڈھال کر مجھ پر اپنے اطراف و اکرام کی بارش کی تھی۔ باب دیار علم کہا ہے حضور نے دراصل قصر علم کی شوکت علی سے ہے۔

ان کے متعلق میرا یہ نثرانہ عقیدت بھی نہیں بلکہ خلوص و عقیدت کے گہکے سطر سے بہا ہوا وہ حقیر شخص ہے جو ان کی مقدس روح کو اتنا شکر و کرم سے پہنچائے گا۔

اس کے بعد میں اپنے والد بزرگوار کے نام و ختم جناب صاحبزادہ ادیس علی خاں صاحب نے غلامی کی بارگاہ شرف میں

بعد ادب باہر شکر و سپاس سر نیاز مندی خم کرتا ہوں جن کی بے پایاں پیرائے شفقین، نوازشیں اور دعائیں قدم

قدم پر میرے شمال حال رہیں۔ سچ پوچھئے تو مجھے ان کی مستجاب دعاؤں نے ہی اس مقام تک پہنچایا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر عالی جناب بھیروں سنگو شیخاوت سابق وزیر

اعلیٰ حکومت اجسٹھان اور عالی جناب گوپال کرشن بھانوشیہ جیٹ سکریٹری راجسٹھان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے

جنہوں نے اس ادارہ کو ایک آزاد ڈائریکٹریٹ بنا کر عربی فارسی علوم کی قدر شناسی اور اپنی علم دوستی کا ثمرنا

حق ادا فرمایا بلکہ نئے علم و فن میں راجسٹھان کے نام کو تابندہ بنا اور زرخندہ تر بنا دیا۔ اگر نواب

محمد علی خاں اس ادارہ کی روح رواں ہیں تو بھانوت صاحب یقیناً اس کے جان جانان

اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے سابق وزیر تعلیم عالی جناب ڈاکٹر سید نور الحسن صاحب، اور

ڈاکٹر پی سی چندر نیز راجسٹھان کے سابق ریاستی وزیر جناب سید رفیع حسن صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی

اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں جن کی خصوصی توجہ اور مساعی جمیلہ کی بدولت یہ ادارہ منازل ترقی طے کرتا رہا۔ اس

کے عروج و فروغ میں ان معزز و محترم وزراء تعلیم نے جو خصوصی الطاف بھرپور اور اس ادارہ پر فرمائے ان

کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں

ایک اور اہم شخصیت میرے شکر و سپاس کی مستحق ہے جس کا نام لیتے ہوئے تیرا قلم ادب سے

بھک جائے۔ وہ ہیں جناب ڈاکٹر پیلاوتسیا این صاحبہ جو انٹرنیٹ ایڈوائزری وزارت تعلیمات حکومت ہند

آپ کی نظر کرم کا بھی دل سے محترف ہوں جو اس ادارے کے فروغ کے لئے ہر وقت سرگرم رہیں۔

آخر میں اپنے کرم فرما مولانا محمد عمران خاں صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جو ہمیشہ نئی نئی

کے ہر کام میں میرے معاون رہے اور اس کتاب کی تصحیح اور فہرست سازی کی ذمہ داری کو قبول کیا اور

اس طرح مجھے ایک بڑے درد سے بچا لیا۔

اسی طرح میرے مہمان کرم سید منظور الحسن برکاتی اور جناب مولانا سید قاسم علی صاحب

کاشکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کی مساعی جمیلہ مجھے اور اس ادارہ کو چمکانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہیں برکاتی صاحب نے اس کتاب کی پیش گفتار بعنوان "ایک خواب جو حقیقت بنا لکھ کر اس کی اور میری وقعت بڑھا دی ہے۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ادارہ کے رفقاء و احباب کاشکریہ ادا نہ کروں جن کے بھرپور تعاون سے میں اس کام کی انجام دہی کا اہل بنا۔ رفقاء کار میں جناب مولانا سید عبد القادر خندان، استاذ السلطان نواب محمد ریل علی خاں قاجر مرحوم فرماں روا کے محترم ٹونک جناب حمید اللہ خاں صاحب عزیز صاحبزادہ عبدالحی خاں (استاذ زادہ) کے نام خصوصیت سے قابل فکر ہیں۔

سب سے آخر میں میں اپنا بزرگ عقیدت اپنے استاد محترم جناب صاحبزادہ عبد المنعم خاں صاحب کو پیش کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جن کے فیض صحبت و تسلیم و تربیت نے مجھے مسلم بکر بنا سکھایا۔

جناب تباری سلیم اللہ صاحب و آصف فرقانی بھی تہ دل سے میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی کتابت میں اپنے فن کا پورا پورا مظاہرہ کیا۔ اور مختلف خطوں کے نمونوں اور رنگارنگ تزئین کاری گلکاری کے ذریعہ اس کتاب کے صفحات کو رشک گلزار بنا دیا۔

اس کے ساتھ ہی وہ تمام اہل لیاں ٹونک بھی شکریہ و سپاس کے مستحق ہیں جنہوں نے دلمے دلمے قدمے سخن اس ادارے کی سرپرستی فرما کر شوکت نوازی کا ثبوت دیا۔ و جزاھم اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء

ممتون کرم
شوکت علی خاں



لہ آئی سی۔ ایچ۔ آر پروجیکٹ میں لکویج اسٹنٹ ہیں۔

ایک خواب جو حقیقت بنا

مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی - لکچرر دارالعلوم خلیفہ نظامیہ ٹونک راجستھان

لکڑا پھر ہر اس چیز کہ خاطر می تو است
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پرید

کار از حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے وہی کاموں کو بنا تا اور آرزووں اور امیدوں کو پوری کرتا ہے۔ وہ کسی کی مخلصانہ کوششوں اور محنت کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ بس ضرورت اس کی ہے کہ یقین محکم کے ساتھ عمل پیہم بھی ہو۔ ایک نکتہ وہ تھا۔ جب کہ ٹونک کے اس نادرا لوجود وندیم کتب خانہ کو عربی فارسی رسم بیچ ڈاڑھ بکریا کے روپ میں دیکھنے کی آرزو اور تجویز ایک خوش آئند حسین خواب سے زیادہ نہ تھی لیکن جب اے فضل و اہم سے یہ حسین خواب حقیقت بنا اور وہ دل خوش کن آرزو اور تجویز عملی جا رہی ہے کہ سا منی آئی تو جو لوگ اس کو گونگے کے خواب اور جذبہ وب کی بڑے زیادہ حشریت دیتے تھے انکشت بد زبان رہ گئے۔ حکومت راجستھان کے سربراہ دل اور علم دوست چیف منسٹر اور چیف سکرٹری صاحب نے عربی فارسی کے عالموں اور دانشوروں کو تیب یہ خوشخبری سنائی اور حکومت کے اس اہم اور تاریخی فیصلہ سے ارباب علم کو مطلع کیا تو ٹونک ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام ہی حصوں کے محققین و مورخین اور عربی فارسی علوم سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم و دانش نے اس اقدام کی تحسین و ستائش کی اور اس عملی حیات نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا۔

ٹونک چونکہ علم و ادب کا مرکز رہا ہے اور اہل فضل و کمال کا منبج، نیز آج بھی دنیا کے علم و ادب میں اور عربی فارسی حلقوں میں اس کی ساکھ باقی ہے اس لیے راجستھان کے اس شہیراز صفت شہر کو عربی فارسی کا صوبائی مرکز قرار دینا فطری طور پر اہل علم کے لئے مسرت و اطمینان کا سبب بنا۔

قدیم علوم پر مشتمل ہزاروں مخطوطات اور نوادرات کا جو قدیم کتب خانہ آج سے سو سال قبل ٹونک کے تیسرے فرماں روا بین الدوزخ اب محمد علی خاں جنت آرام گاہ نے قائم فرمایا تھا وہ عروج و زوال کے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا آج عربی فارسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ راجستھان کو نام سے ایک ترقی یافتہ شکل میں اس کو جو اہمیت ڈالر گیارہ ماہ جزا دہ شوکت علی خاں کی خزانہ اور نظام میں ایک اہم علمی ادبی مرکز کے طور پر علم فن کے فروغ کا سبب بنا ہوا ہے۔ بادی النظر میں یہ مخطوطات و نوادرات کا ایک انمول دنیا یافتہ خیرہ کتب ہو لیکن اگر بنظر حقیقت دیکھا جائے تو یہ تصنیفی و تالیفی مرکز بھی ہر اور علم و فن کا ایک اشد اہمی ادارہ بھی اور صرف شاعری اور بلکہ ریسرچ اسکالرس کے لئے ایک تحقیقی و تاریخی حوالہ جاتی مخزن و منبع بھی۔ یہاں سینکڑوں کتابیں بھی موجود ہیں جو تاریخ اور دوسرے علوم و فنون پر کام کرنے والوں کے لئے مستند آخذ کے طور پر کام آتی رہتی ہیں اور جن سے صد ہا نیشنل گان علوم فریڈیا رہتے رہتے ہیں

اس ادارہ کی حقیقی عظمت و اہمیت اور اس میں موجود مخطوطات کی فضیلت و برتری کا اندازہ ایک حد تک ان مضامین و مقالات سے لگایا جاسکے گا جو زیر نظر کتاب میں شامل ہیں۔ ایک عرصہ سے ارباب علم و تحقیق کو انتظام تھا۔ ان کی خواہش تھی۔ اور خود صاحبزادہ شوکت علی خاں کی دلی آرزو اور کوشش تھی کہ جلد سے جلد اس ادارہ اور اس کتب خانہ کی تفصیلی تاریخ اس کے خاص خاص نوادرات و مخطوطات کا تعارف اردو زبان میں کتابی صورت میں شائع ہو لیکن حالات کی نامساعدت اور وسائل کا فقدان اس ارادہ کو اب تک عملی جامہ نہ پہناسکا تھا۔ باری خدا کا شکر ہے کہ ایک مدت کے بعد جو بڑے بڑے کتب خانوں سے متعلق اہل قلم کے مضامین و مقالات کی اس کتب خانہ کے ساتھ ٹونک کے پورے پورے بڑے بڑے کتب خانوں سے متعلق اہل قلم کے مضامین و مقالات کی کتابی صورت میں طبع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اگرچہ سب کو ہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں۔ بہر حال افادیت و اہمیت کے لحاظ سے ان مضامین کی اشاعت کی سخت ضرورت تھی ان کو شائع کر کے ادارہ "عربی فارسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ" نے ایک عسری تقاضا کو کسی حد تک پورا کیا۔ ان کی حیثیت "مشکوٰۃ از خروار"

کی ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر پیمانہ پر جاری رہے گا۔

گماں میر کہ بیاباں رسید کارمخاں ہزار بادۂ ناخوردہ و درگ تاک است
 آج جب کہ اس ادارہ کے متعلق مضامین و مقالات کتابی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں مناسب معلوم
 ہوتا ہے کہ بطور اعتراف خدمت اور اظہارِ تشکر کچھ اس کے ناظم اعلیٰ، اس کے مختلف فعال ڈائریکٹر اور اس کو اور سٹوڈنٹ
 وائے کی ان خدمات کا ذکر کر دیا جائے جو انہوں نے اس کی توسیع و ترقی کے سلسلہ میں انجام دی ہیں
 یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس ادارہ کو جو یہ مقام عروج حاصل ہوا ہے وہ اس کے ڈائریکٹر صاحبزاد
 شوکت علی خاں کی بے لوث مساعی اور انتھک جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ شوکت صاحب نے بڑی دماغ پاشی
 دل سوزی اور شبانہ روز جانفشانی سے اس ادارہ کی بد حالی دور کرنے اور اس کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے
 اسکیمیں بنائیں تجاویز مرتب کیں اور اہل علم و دانش اور اربابِ سکرٹن کو اپنا فریضہ کار و معاون اور دست و بازو بنا کر
 ان کی کامیابی کے لئے کوششیں کیں جس کی وجہ سے یہ ادارہ آج راجستھان کے اعلیٰ پر آقا نایب صفا النہار کی شکل میں
 درخشاں نظر آ رہا ہے۔ اور ٹونک جو انقلابات زمانہ و تفرات حالات کے باعث اپنی مرکزیت اور اپنی امتیازی
 خصوصیات کو ایک ایک کر کے کھوتا جا رہا تھا، اس کی بہاریں خزاں رسید ہو رہی تھیں۔ شوکت صاحب ہی کی
 مسلسل و ہمہ اور نکلے باز جدوجہد کے طفیل اس خزاں رسید چمن کی بہاریں واپس لوٹ آئی ہیں۔ اور اس
 ادائے کے باعث یہ سرزمین پھر سے مرجع اہل علم بنی ہے۔

ایک دفعہ وہ تھا۔ اس ادارہ کے شوکت صاحب ہی تھے انہی نے شوکت صاحب ہی فکر کی ہے اس
 کے چوکیدار تھے تو وہی نگران ان کی حیثیت "خود کوزہ و خود کوزہ گرد و خود گل کوزہ" کی تھی لیکن آج خدا کا شکر ہے
 کہ وہ ڈائریکٹر جیسے جلیل القدر عہدہ پر سرفراز ہیں اور ان کے ماتحت اس ادارہ کے مختلف شعبوں میں ایک
 معقول عملہ کام کر رہا ہے جن میں ایک نہیں، دو، دو سو ہیں، کاپیسٹ بھی ہیں، ٹوٹرانسیلٹ بھی، ٹائپسٹ بھی
 ہیں تو اکاؤنٹینٹ بھی، جلد ساز بھی ہیں تو چوکیدار اور چیرا ہی۔

پھر یہ کہ ان کی سپروائزری میں این این ڈی کے وظائف یاب ایک نہیں دو نہیں چھو اسکا رس تحقیقی و تدوینی کام میں مصروف ہیں۔ تصنیف و تالیف کا کام الگ ہو رہا ہے اور انگریزی اور دوسری زبانوں کی ٹیکنالوجی کا پروجیکٹ علیحدہ چل رہا ہے۔ فرنیچر کا معقول انتظام ہو گیا ہے۔ خاص خاص نامہ اور تاریخی اہمیت کی حامل کتابیں الماریوں سے نکل کر حسین و خوبصورت شوکیسوں میں آراستہ نظر آرہی ہیں حسین و خوبصورت بلند بالا شو روم، شوکیسوں کی قطاروں، خوشنما و خوشخط و صلیوں، حسین و جاذب نظر معلوماتی چارٹوں سے مزین ہر والیان ریاست کی فدا آور تصویریں سنہری، روپہلی فریموں میں آویزاں ہیں۔ جن کے نظارہ سوار باب ذوق نہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ بہت کچھ معلومات لے کر جاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ شوکت صاحب کو اس ادارہ سے ایک قسم کا جذباتی تعلق ہے وہ اس کو اسلاف کی پاکیزہ میراث تصور کر کے سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، اور ہر وقت اس کی اصلاح و تنظیم، اس کی فلاح و بہبود اور اس کی ترقی میں لگے رہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ انھوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس ادارہ کی ترقی اور برتری کے لئے وقف کر رکھا ہے وہ سفر کرتے ہیں تو اسی کی فلاح و بہبود کے لئے، وہ حضر میں ہوتے ہیں تو اسی کی ترقی کی اسکیموں کی تیاری میں مصروف ہو جاتا ہے اس ادارہ کی برتری و ترقی ان کا مقصد حیات ہے۔

شوکت صاحب بانی ریاست نواب امیر الدولہ کے فائز ان کے ایک ہونہار باصلاحیت ممتاز فرد ہونے کے ساتھ ساتھ امیر الدولہ کے خسر ادران کے دوش بدوش جنگ آزادی میں حصہ لینے والے انوں نے زیادہ خیرایاز خاں کے مایہ ناز اخلاق میں سے ایک ہیں۔ اگر انوں صاحب نے نواب امیر الدولہ کے ساتھ کارہائے شجاعانہ انجام دے کر ریاست ٹونک کی بنیاد کو مستحکم کیا تھا تو ان کے ایک خلف شوکت علی خاں نے نواب امیر الدولہ کے پوتے نواب محمد علی خاں کی قائم کردہ ریاست (کتب خانہ) کی بنیاد کو نہ صرف مستحکم و مضبوط کیا بلکہ اس کی توسیع و ترقی میں تن و دھن نہ بازی لگا رکھی ہے۔

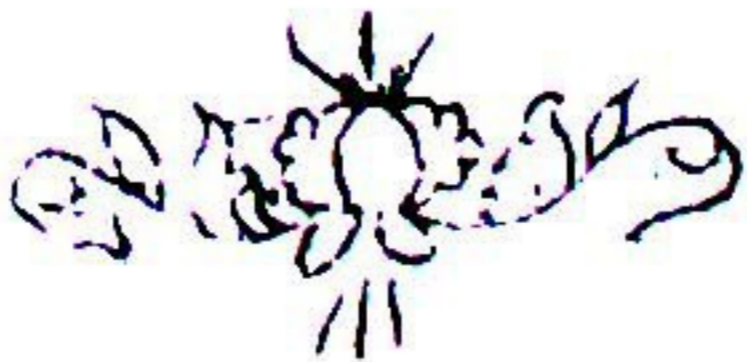
ان کی ان ہی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کل ہند کانفرنس اردو اساتذہ منقذہ ٹونک کے موقع پر

ہونے والی ایک تفریب میں ٹونک کے اہل علم نے اپنے پیش کردہ سپاسنامہ میں کہا تھا۔
 ”سیف و قلم کا ہمیشہ سنجوگ رہا ہے؛ آپ کے صاحب سیف اسلاف نے نوک شمشیر بڑے بڑے
 سنگین اور ناقابل تسخیر قلعے فتح کئے ہیں۔ اور ان کی حفاظت اور قلعہ داریاں کی ہیں خالق کائنات
 آپ کو صاحب تسلیم بنایا جو اپنے اپنے جادو نگار قلم کے ذریعہ ایک ایسے قلم کو متح کیسا ہے جو علم و حکمت، تاریخ و آثار
 ادب و شعر کے پیش بہا جو اہر سے مہر ہے اور ایسے قلم کی قلعہ داری آپ کے سپرد ہے جس کے دامن میں
 قیامت تک اصحاب علم و فن اور ارباب فکر و تحقیق منفعت اور افادہ حاصل کرتے رہیں گے۔“
 بلاشبہ شوکت صاحب اس انسٹی ٹیوٹ کے افسر علی ہون کے ساتھ ساتھ ایک زنجین انشا و پرواز ہیں تحقیقی
 مقالہ نگاری انگریزی و اردو سیمیناروں و سمپوزیموں ہسٹری کانگریس کنشستوں میں ان کی شرکت اور دینی و تاریخی و
 تحقیقی عنوانات پر ان کی مقالہ خوانی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کا تاریخی مطالعہ بہت وسیع ہے وہ اکثر تاریخی
 موضوعات پر قلم برداشتہ مضامین لکھ دالتے ہیں گویا ہندوستان کی تاریخ حفظ بزبان ہے پیش نظر کتاب میں ان کے
 تاریخی تحقیقی کئی مقالے شامل ہیں اور کتاب کے شروع میں ان کا براہ تفصیلی، جامع اور نمبر گیر مقدمہ ہے جو ان کی بے پناہ مہمت
 اور ان کے اسلوب نگارش کا ترجمان ہے۔

بہر حال کتب خانہ، یہ ڈائرکٹریٹ، یہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جو چاہے آپ نام دیدیکھیے۔ آج دنیا
 بھر کے ان چند گنے چنے عالی شان کتب خانوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے جن کے کراں قدر لوادر کی زیادتی کے لہذا اس
 علم و تحقیق دور و دراز کا سفر اختیار کر کے یہاں آئے اور اپنی تشنگی ذوق کی سیرانی کا سامان پاتے ہیں۔

اللہ کرے یہ علم کدہ تاریخ و آباد رہے۔

ہر آفت سے محفوظ رہے، ہر خدشہ سے آزاد رہے



سرسبز آتش گارواں

بہ تقریباً ۱۰۰۰ اشعار اور ۱۰۰۰ تصنیفات عربی و فارسی ٹونک
بہ لطف نگاہ محب گرامی قدس جہزادہ ٹونک علیہ السلام

ہندوستان کے مایہ ناز ادیب و محقق جناب ڈاکٹر تنویر احمد علوی ریڈر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی نے اس ڈاکٹر کی طرف سے پیش کردہ اشعار کے
موقع پر اس ادارہ اور ٹونک نیوٹونک کی ایک مقبول صنف شاعری چارمیت کے بارے میں اپنے تاثرات و احساسات کا
اظہار ایک فارسی نظم میں فرمایا تھا۔ یہ مکررہ الآرا نظم اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایک نئی نظم ہے اس کو عربی فارسی سیرج انسٹی
ٹیوٹ سے شائع ہونے والی اس پہلی اردو کتاب میں اس نظم کو بطور خاص شامل کیا جا رہا ہے۔ اراکین ادارہ اور ادارہ باب ٹونک
تنویر علوی کے ان پر خلوص عقیدت مندانه جذبات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بصمیم قلب ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں (ایڈیٹر)

ٹونک آن رہ گزار دل ریشیاں	ٹونک آن منزل وفا کیشاں
آتشی چوں ز کارواں ماندہ	داستانے ز رفتگان ماندہ
یاد گلے ز ترک و نازی ماست	ہر بہیرے دینگیے کیں جا ست
چوں جس ہم نور و ستارہ ہا	بے نیاز تمام و راحلہ ہا
غازیاں راضف نماز این جا	تینج داراں شہسید نماز این جا
ہم بدستش چراغہا دارد	سخن از درد و داغہا دارد
ہم چوں شمعے بہ سایہ محراب	گوہرے چوں بہ حلقہ گروہاب
پر بھیا در آستین دارد	نقش فر داسے بر حبیبیں دارد
ٹونک آن مرکز ہنرمندراں	ٹونک آن شہر شیشہ و سنداں
ہم چوں صحیے بہ چاک دامانے	چوں گل لالہ داغ مسامانے
دست گل خوردہ بہسائے بہت	ساز و برگے دل نوگائے بہت

حسن برگ گلے بہ طمنازی
 سادہ کارش بدست پرکائے
 نقش نائے بہ کام دانی ہا
 ہم چوں شبیم بہ شیشہ سمنے
 چوں عروسے بہ جلوہ سامانی
 چاربتی کہ حرف و افنونے سرت
 چوں مرصافے بہ تیغ و میدانی
 ہم چوں دستاں سہرا خوش آہنگے
 نغمہ خواناں بہ جوش و مستیہا
 ساز بردوش ہم چوں موج رواں
 چوں حریفان سرت می آہند
 شکر ہا شکوہ ہا شکرکایت ہا
 شعلہ ہا ہم چوں جام می رقصند
 لوگت آن بزم خوش کلاماناں
 منکر دین را چوں مردم ویرہ
 شعر و افسانہ را روایت ہا
 بہ عبارت چٹاں اشاراتے
 ہم بصورت درے دبستانے
 بہ لطافت چوں شیشہ عدلے

کماں بریشم کذر نمند سازی
 بگریباں نہفتہ ز تارے
 حسن لطفے بہ جام دانی ہا
 چوں نگارے بگوشہ چہنے
 چوں گل تر بہ پاک دامانی
 ضرب مزباد و رقص بھونے سرت
 چوں طوائفے بکوئے جانانے
 پئے کویاں بہ ضرب مہ چنگے
 دفت نوازان بہ تیسر دستہا
 ہم چوں گرداب شعلہ چہا
 تیغ و خنجر بدست می آہند
 شکر ہا لطف ہا حکایت ہا
 تیغ ہا بیسام می رقصند
 خوش نگاہانہ و گل بداماناں
 آہن را عیار سنجید ہا
 نغمہ خواناں بہ جوش و مستیہا
 بہ اشارت چٹاں عباراتے
 ہم بہ سخن دلیل و برہانے
 بہ صفا چوں سفینہ غزلے

ہم چوں شاخ گل از بمن زارے
 پس آشیاں حفر کردہ
 بہ سنہری محل چوں می آئی
 چوں بہشتے بخواب می بینی
 چوں گریبان غنچہ نوش رنگے
 ہم بہ ترسیع چوں بدخشانے
 ہم چوں شاخ گلے بہ ترسینے
 ہم چوں دئے نگار خوش تابے
 سقف و محراب زر نگار ایجا
 چہ قدر نقش دل نشینے بہت
 بہ جلوخانہ چوں گذر داری
 کان بالآخر ادوہ شدہ است
 شرر جاں بخاک او زندہ
 حرف شیریں ز علم و فن ایجا
 ہم چوں شہسورے خجستہ آئینے
 غنچہ ہا ہم چوں نور ایمانے
 حکمت و شعور را خزینہ درد

عندلیبے چوں از بمن زارے
 ہم بدوشش صبا سفر کردہ
 بہ شبستان حسن و زیبائی
 از رخ ماہتاب گل پسینی
 ہم چوں سارے مجسن آہنگے
 ہم چوں ماہ مسبین درخشانے
 ہم چوں موج گہر خوش آئینے
 چو در آئینہ عکس ماہتابے
 بہت افتاد بہار ایجا
 ہم چوں فردوس بر زینے بہت
 ہم بہ لوح و قلم نظر داری
 دیدہ ہارا اشارہ شدہ است
 داغ دل ہم چوں ماہ تابندہ
 صدر چراغے زاجمن ایجا
 صد کتاب و ورق بہ ترسینے
 نقش ہا چوں حدیث و قرآنے
 قدر و معیار را سفینہ درد

چوں سرایے ز حسن انجمنے
 تا بہ ایران می رود سخنے
 ڈاکٹر تنویر احمد علوی

مقدمہ

تاریخ انسان کو دانا بینا اور عاقل و باطن براتی ہے۔ شواہد و حقائق کے ساتھ استدراکِ علم و حکمت، استدلال اور فکر و تنقید دیتی ہے۔ انتقالِ مکانی اور انتقالِ زمانی کے باوجود کبھی مردہ کرداروں میں توانائی اور حرکت و حور نشینی ہے۔ گویا انہی کے بجز زمانہ میں کھو کر ان کو سیکھنے کی جستجو تاریخ کا مزاج ہے لیکن انہی کے ان اور ان میں ہر دور اور ہر زمانہ کی تصویر کشی بھی تاریخ کا مذاقِ عظیم ہے۔ واقعات و شواہد سے وتر کے دفتر پیدا ہو جاتے ہیں یہاں زمانے کروٹیں بدلنے، انقلابات سانس لیتے اور عہدہ اور قرن بدلنے دکھائی دیتے ہیں۔

تاریخ کا مزاج کائنات کو اتنا محیط ہے کہ اس کی ہر شے بولتی نظر آتی ہے۔ سرد و ستھن ہوتے ہیں عہدہ قرن بننے ہیں ادوار و ازمنا وضع ہوتے ہیں سنگ ہائے میں ضرب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ گذشتہ احوال و احوالِ درو دیوار، نقش و نگار اور شہتہائے قدیم بولتے دکھائی دیتے ہیں۔ ذرہ ذرہ اپنے اپنے زمانوں کا آئینہ بن کر تاریخ کی بونہی کو دکھائی دیتا ہے۔ کہیں زمانہ خود تاریخ بن جاتا ہے اور کہیں تاریخ زمانہ بن جاتی ہے۔ صنایع عظیم کی زبانی ہو کہ شواہد و حقائق کی ترجمانی تاریخ ہر شے میں ترسم اور نقش نظر آتی ہے کسی قوم کی کہانی ہو کہ ملک و ملت کی ترجمانی فرقی، طبقہ، زبان علم و حکمت، شہر و سخن، فکر و فہم اور گفتار و کردار کی بات ہو سب میں تاریخ چھائی ہوئی ہے۔ یہیں علم و حکمت کی اقدار متعین کرتی ہے تو کہیں تہذیب تمدن کی جلوہ نمائی کرتی ہے۔ کہیں شواہد و حقائق پر منبہہ کرتی ہے تو کہیں قوموں کی اور ان کے غرور و زوال کا جائزہ اس انداز سے لیتی ہے کہ قوم اور ملک اپنے رنگ و بو مزاج و رفتار اور گفتار و کردار سے آشکارا ہو جاتے ہیں۔

انسانی انسانیت سے لے کر نباتات، حیوانات اور مہادات تک، ان کی تاریخ مرتب کی جاتی ہے۔ انسان نے شوق کی تاریخ اس کے قبلیوں سے لے کر اس کے بعد کی تاریخ میں انسانی علم و حکمت کی تاریخ بیان تک کہ انسان

کے احساسات و انتشارات اور اس کے ایک ایک جذبے کی تاریخ ڈھالی جاتی ہے۔ جذبات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ حسیات اور عقولیات و مغزولات تک کو احاطہ تاریخ سے باہر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ صرف سلاطین اور ممالک کے عروج و زوال ہی کے حالات میں مقید نہیں ہے۔ بلکہ آثار و اعلام، اسبابِ علیٰ اور تغیر و تحقیق کی روشنی میں زمانے کے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ اور معاشرے اور طبقات و عمرانیات کا مطالعہ بھی اسی سے متعلق ہے۔

اس کا دامن اتنا وسیع و عریض ہے کہ سلفیات و عقیدات، مسکوکات و مخطوطات اور مکتوبات سب پر تاریخ چھانی ہوئی ہے۔ فنون لطیفہ ہوں کہ جمالیاتی آئین فکر، مرکب و اخلاق ہوں کہ معاشرتی نظام زندگی، علم و حکمت کے باب ہوں کہ عقل و عمل کی بیدار طاقتیں، عقول عشرہ ہوں کہ مذہبی، معاشی اور سماجی تحریکات سب میں تاریخ جلوہ گر، سب سے تاریخ نمایاں اور سب کو تاریخ محیط ہے۔

ہر زمانے اور ہر دور میں مختلف القوم مآخذ، تاریخ کو بناتے ہیں۔ کسی دور میں پتھر، چٹانیں، کھنڈرات اور شجریات و حجریات اور جہادات اپنے اپنے دور کی تصویریں لے کر تاریخ بناتے دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں تحریریں، قلم کی بدوششیں، حرکاتِ علیٰ و خفیٰ، اس کے دامن اور دائرے، نوک پلک، زمانے کی رفتار و سمت اور قوموں کے مزاج و عقل کر دار کو سمجھنے ہوئے تاریخ کا سرمایہ جیات نظر آتی ہیں۔

قلم کی رفتار انسان کی تاریخ کی ایندھن و محافظ ہے جبے تقریر ایجاد ہوتی ہے انسان کو شہہ با زندگی کی ہر پہلو سے اور ہر زمانے میں تقریر نے تصویر لیا ہے۔ وہ کہیں، شک بن کر یاد کی شکل میں پلک پر آتا۔ کہیں آہ بن کر امراد عاشق زار کے جذبات میں رہنما ہو گیا کہیں یادداشت بن کر قوم و ملت کے دل و دماغ پر ترسم ہو گئی۔ کہیں وہ شاعر کی فکر میں ڈھل گئی تو کہیں مصور کے موت قلم میں سما گئی۔ کہیں غزل کی جان بزم گئی۔ کہیں رشاعر کا خواب رنگیں بن گئی کہیں قوم کا سرمایہ بن گئی اور کہیں زمانے کی رفتار و کردار بن گئی۔ کہیں مصور فطرت کا حسین و منتر نمشا ہر کار اور کہیں مصنف کا سحر کار قلم بن کر ہر کتاب و لہر

زیرنگی کو سراپا نغم، سراپا حسن و جمال، سراپا تغزل و تکلم بنا دیا۔ جہاں رعنائیوں کے جلوے بکھر کر سنو گنوا اور سنو کر نکھر گئے اور نکھر کر کہیں مصنف کے قلم میں کہیں مفکر کے ذہن میں کہیں صوفی کے ذوق فکری، اور کہیں مورخ و محقق کے اسلوب و انداز، گفتار و کردار، انداز فکر اور طرز بیان میں ڈھلنے لگے اور قوم و ملک و ثقافتی و علمی خزانے بنیے لگے۔

ہر زمانے اور ہر دور میں تخریر، تقریر اور فکر و خیال کے ساپنوں میں علمی و فکری دنیاں، ثقافتی جلوہ نمایاں اور علمی و ادبی حیرت سامانیاں منعکس ہونے لگیں جو کتاب صحیفہ، منشور، مسودہ، مخطوطے کی شکل میں آج تک جلوہ گر ہیں۔ سیدبات کی ترجمانی اور عکاسی نے انسان کو بچھوڑ کیا۔ کہ وہ پتھر کا سہارا لے۔ اور اس کو تراش و تراش کر کے اپنے جذبات کی عکاسی کا مظہر اور ترجمان بنا لے۔

یہی وجہ ہے کہ مصوری اور نقاشی معرض وجود میں آئیں۔ اسی طرح تخریری جذبات و احساسات کی مصوری اور عکاسی ہے قدیم سے قدیم ترجمان سے تخریر کا وجود ملتا ہے۔ پاپے مٹی کی تختیوں میں ملے یا بھوج پتر، تابنا پتر، چھال پر، کھالی پر، یا چٹانوں اور پتھروں پر، یا پیرا کوٹا پر (Pillar, column) یہی کتاب گھر، کتاب خانے، کتب خانے، بیت الحکمت، گرتھ بندا روں کی تخلیق کا سبب بن کر ہندوستان میں میگستھینس کی آمد سے پہلے ہی قائم ہو گیا۔ یہاں کتاب کی دنیا شروع سے آباد رہی۔ یہاں مناہگ یہاں کے حالات قلمبند کرنے کے لئے۔ ابن بطوطہ سفر نامے ترتیب دے کر ہندوستان شروع ہی سے علم کا گھر، کتاب خانہ اور علم کی دنیا کہا جاتا تھا۔ پٹلی پتھر، لکڑی، آجین، تاروں، بھروج پتر، نیلمسہ اور اچھوٹے درویدوار، کندرات اور شیشے آنا گواہ ہیں کہ یہاں کتاب گھر اور بیت الحکمت رہے ہیں۔ اسی طرح اسلامی دنیا میں بھی کتب خانوں کی ابتداء عروج اسلام سے شروع ہو چکی تھی۔ عربیہ کوثر، بقرہ، دمشق، طوس، بخارا، شیراز، قاہرہ، غزنی، قرطبہ، اندلس وغیرہ صرف علوم و فنون کے سرچشمے بن گئے۔ خزانہ الفصوح، خزانہ النوادر، اور بیت العلم اور دار الحکمت کے فنون ابھی بنے ہوئے تھے۔

۱۰ مٹی کی پکی ہوئی اینٹیں اور ٹیکریاں جو پانچ ہزار سال سے پہلے سے ملتی ہیں

اسلامی دنیا میں کتابوں کی ابتداء حضرت محمدؐ سے ہونا بتائی جاتی ہے لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی کتابت شروع ہو چکی تھی۔ قرآن کی ترتیب اور کتابت جی کے ذریعہ کتابت وغیرہ کا اہتمام اسی دور مقدس کی یادگار ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کتاب خانے کی ابتداء کی جس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز متوفی ۱۰۱ھ نے فروغ دیا۔ پھر تقاسیر و احادیث کی ترتیب تدوین نے ذوق کتب اندوزی کو اور سرور دیا۔ اس ذوق کتب اندوزی نے ذوق کتابت اور شوق خطاطی کو مائل بہ ارتقاء کیا اس لئے بے محل نہ ہوگا۔ اگر یہاں فن خطاطی کی آغاز و ارتقاء اور اس کی اقسام کا مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے۔

فن خطاطی مسلمانوں کی ایک ایسی دین ہے جو تمام فنون لطیفہ مصوری، نقاشی اور سنگ

تراشی میں نزاکت، نفاست اور دلربائی کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ و بالا اور ارفع اعلیٰ ہے۔

کوہ جو اس عہد میں دارالعلم تھا یہیں سے خط کوفی کا آغاز ہوا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری

میں خط کوفی میں اصلاح ہوئی۔ اعراب کی ایجاد، حرکات کشش، کرسی اور شان و صفایں خط کوفی ترقی کر کے نکلتے رہے۔

خلافت ہوا میر کے زمانے میں خط کوفی سے قدرے تغیر و تبدل و اصلاح سے قطعاً نے چار خط ایجاد کئے۔

دوسری صدی ہجری میں ناموزنا بیخ ساز فاضل خلیل بن احمد نخوی متوفی ۱۸۶ھ نے خط کوفی کی اصلاح کر کے وجود اعراب ایجاد کئے۔

مشہور محقق ابن ندیم نے لکھا ہے کہ اشاعت اسلام سے پہلے ایران میں سات خط رائج تھے ان

کو ایرانی ہفت قلم کہتے تھے۔ خلیفہ امون رشید کے استاد کے علی بن حمزہ سانی متوفی ۱۸۲ھ سے ۱۹۸ھ نے بھی

خط کوفی سے کئی شاخیں نکالیں اور امون کے زمانے تک خط کوفی کی مروجہ شاخیں قائم الجلیل، قلم السجلات

۱۔ مسماق، فن تحریر، تالیف، انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۲ء، ص ۶۱۴۔ ۲۔ ایضاً ص ۲۱۵

۳۔ علی نقیہ شاہوند کے خطوط و فراہین اور صاحب کے کتبوں میں مستحسن تھا۔

۴۔ ان میں سے آدھریں کسی جاتی تھیں

قلم الدبیاج (دیباچہ اسی سے نکلا ہے) قلم طومار، قلم الثلثین، قلم الحرم، خطارخس، خطیامن، خط بدیح وغیرہ وغیرہ راجح نہیں۔

ابن مقلہ متوفی ۳۲۸ھ بم ۹۳۹ء نے خط کوفی سے چھ خط ایجاد کئے جس کو رباعی میں اس طرح کہا

گیا ہے۔ بکار بن خط خوش می نوید بنایت خوب لکشت می نوید

مناسیر و محقق، نسخ و رتجان رتقاع و ثلث ہر شش می نوید

چوتھی صدی ہجری مطابق دسویں صدی عیسوی میں حسن بن حسین علی فارسی نے رتقاع اور توجیح

سے ایک اور دل پسند اور محبوب خط تملیق وضع کیا جو بعد میں امیر تمپور کے زمانے میں خط نسخ کی آمیزش سے سب سے

جاذب نظر خط نستعلیق میں تبدیل ہو گیا اس خط کو خواجہ میر علی تبریزی نے ایجاد کیا تھا۔

ابوالفضل نے دیباچہ مرتق بادشاہی میں لکھا ہے کہ میں نے تمپور کے عہد سے پہلے کی نوشتہ و صلیان

خط نستعلیق میں دیکھی ہیں پھر اسے ادارہ میں کئی دو تین برس سے اس خط میں وجود ہیں تو آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے

نوشتہ ہیں۔ ان میں سے ایک کلیات خواجہ کرمانی ہو، خود خواجہ کے عہد کا مکتوبہ نسخہ ہو۔

نستعلیق کے بعد خط شفیقہ اور پھر خط شکست ایجاد ہوئے جو اب تک مروج ہیں لیکن خط نستعلیق

سے بہتر اب تک کوئی دوسرا خط ایجاد نہیں ہوا۔ دینے ترین و آرائش کے لئے خط سے خط اور شاخ سے شاخ

پھوٹی رہیں کئی خط ایجاد ہوئے جن میں خط کلزار، خط ماہی، خط طاووس، خط ہلال، خط گوہر، خط خشت، خط

غبار، خط لرزہ، خط زلف عروس، خط منشور، خط طغری، خط اشن، خط منگوس، خط توام، خط گنج و

پیوند، خط نور و بینی۔ ان خطوط کی اصطلاحات بھی قابل ذکر ہیں۔ مثلاً:-

۱۔ اس خط میں کتابوں کے اجند ایسے لکھے جاتے تھے کہ اس کی دستیں نہیں طومار اکبیر اور مختصر الطومار

۲۔ مناسیر خط توجیح کو کہتے ہیں۔ اس میں فرامین، انشائیہ اور اعلام لکھے جاتے تھے۔

۳۔ بعض لوگ خط نستعلیق کا موجود اوقات مستعملی توفی ۱۰۹۷ھ میں لکھا ہے کہ یہاں کو بتاتے ہیں جو میرے نزدیک قرین قیاس ہے

اس لئے کہ آٹھویں صدی کے نسخے خط نستعلیق میں ملتے ہیں خواجہ میر علی تبریزی نے اس میں اصلاح کی ہوگی اور اس کی

نشان و صفحہ میں اضافہ کیا ہوگا۔ اس کو خط نستعلیق کا مصلح کہا جاسکتا ہے۔ نہ کہ وجود۔

سر، گردن، پیٹ، ٹوک، پلک، دامن، دائرہ، کشش، کرسی، نشست، نشان
 صفا، فصل، ریح، فصل، یک، رہ، دودھ، یک، دانگ، دودانگ، سہ دانگ وغیرہ وغیرہ
 ان تمام ہی خطوں میں فراین، منشور، نشان، سووی، مخطوطات، مکتوبات، نخر اطر، حرب الحکم
 دستک، رقعات، بیاضیں، وصلیاں، طنزے، دیباچے، پارچے، روماں وغیرہ لکھے جانے لگے۔ ہر
 کتاب خانے میں یقیناً جملہ قسم کے خطوں کے نمونے ضرور ملیں گے مخطوطات زیادہ تر کوئی، رقاغ، ثلث، نسخ
 اور شکست ہیں ملیں گے۔ ویسے نرسین اور زمیہ زیبائش کے لئے لوح کتاب، بین السطور، حواشی یا
 ترقیموں میں مختلف خطوں کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ ان خطوں کی شان کو برقرار رکھنے کے لئے اس کتاب
 میں بھی مختلف قسم کے خطی نمونے کہیں عنوانات میں کہیں مقالے کے آخر میں اور کہیں ترقیمے میں دیے ہیں۔

کتاب خانے

کتاب کی دنیا بھی کیا دنیا ہے ایک خاموش دنیا۔ مگر گویا یہاں قوم
 اور ملک مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ علم، تہذیب و تمدن اور ثقافت ہی کسی قوم اور ملک کو زندہ رکھتے
 ہیں۔ اگر کسی ملک کے علم اور اس کی تہذیب میں توانائی اور دوامیت باقی ہے تو وہ ملک صدیوں
 تک زندہ رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ زندہ قومیں اپنے علم کی بستیاں، تہذیبی پونجیوں اور ثقافتی آثار
 کتابوں کی دنیا میں پورے گئے ہیں۔ وہ بستیاں چاہے ہندوستانی گرتھ بھتاروں میں ہوں کہ خزان القرآن
 بیت الحکمت اور دارالعلم میں ہوں آج بھی تاریخی عظمت سمیٹے ہوئے دعوت نکر عمل دے رہی ہیں۔
 تاریخ کبھی اس عالمی واقعہ کو فراموش نہیں کرے گی جب مائون رشید نے یونان کی علمی
 دولت سمیت سمیرٹ کرخانے کے خزانے بھر لئے تھے۔ یونانی علوم و فنون کے قافلے اور کارواں رحیل درجیل
 مخطوطات اور علمی نوادرات لئے بغداد میں اترے۔ اور ادٹوں سے لہرے ہوئے یونانی اساطیر داستان
 کتابی اور علمی صحیفے اس تاریخی دیار علم کو مرکز علم و فن اور خزان القصور بناتے رہے۔

مائون رشید نے تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری کا ایک قصر علم تعمیر کیا۔ جو بیت الحکمت

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ زمانگی قیمت کتاب لانے والے کو دیتا تھا۔ اس وقت بغداد میں گھر گھر کتب خانہ اور بیت الحکمت بنا ہوا تھا

ماموں رشید کے دور میں بغداد میں دس لاکھ مخطوطات محفوظ تھے۔ قاہرہ میں ۱۶ لاکھ کتابیں قرطبہ میں ۴ لاکھ، طرابلس میں تیس لاکھ اور مراغہ میں چار لاکھ مخطوطات موجود تھے۔ اس روح فرسا اور ہولناک حادثہ سے بغداد کی علمی دولت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جب کہ ۶۵۶ء تا ۱۲۵۰ء میں ہلاکوفان نے بغداد کو تباہ کیا تھا اور وہاں بیت الحکمت کی تمام کتابیں و جلدیں دریا برد کر دی تھیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ سات روز تک دریائے دجلہ کا پانی سیاہ بنا ہلاکوفان کی کثافت قلبی اور دل کی سیاہی پر روبرو رہا۔ دریائے دجلہ میں کتابوں کا پل بن گیا تھا۔ ان دریا برد مخطوطات میں سرور مخطوطات، ہائے ادارہ میں بھی اس تاریخ ساز بیت الحکمت کی عظمت کو لے ہوئے رقع عبرت بنے ہوئے ہیں اور بغداد کی ثقافت و حکمت ان کے ایک ایک نقطے ایک ایک سطر اور ایک ایک صفحے سے نمایاں ہے

یہ کتابیں اپنے حروف کے دائروں اور دامن میں اب بھی علمی بہاریں اور ثقافتی عظمتیں سمیٹے ہوئے بغداد کی عظمت رفتہ اور سطوت پاریزہ کی منظر بنی کسی دل کو تڑپا رہی ہیں اور کسی آنکھ کو رلا رہی ہیں اور کسی اہل نظر اور اہل دل کے لئے راحت قاب و عجز بنی ہوئی ہیں۔

مسلمانوں کے اس فن کتابت اور جمالیاتی و تعمیری ذوق و شوق نے چنانوں، پہاڑوں اور کینٹونوں اور خزاں رسید مخطلات میں بھی کتب خانے کھڑے کر دیے۔ بیت الحکمت بنا ڈالے اور کتابوں کے سینکڑوں تک محل تعمیر کر ڈالے جہاں ایک ایک مصنف کے خود کے خطی نسخے سینکڑوں کی تعداد میں اب تک محفوظ ہیں۔

ابن تیمیہ کے استاد احمد بن عبدالرہم نے اپنے قلم سے تنہا دو ہزار کتابیں لکھی تھیں۔ سید بن مین نے چھ لاکھ احادیث لکھی تھیں۔ ابن جوزی نے اس کثرت سے کتابیں لکھی تھیں کہ ان کے کلمے تراشوں سے

۱۰ محمد زبیر، اسلامی کتب خانے۔ نفع العنقین دہلی میں ۳۵۔ ۱۰ ایضاً

ان کے غسل میت کا پانی گرم کرنے پر بھی تراشے نہ کچے گئے تھے علامہ جو زوی کی وصیت تھی کہ میرے مرنے کے بعد ان تراشوں سے پانی گرم کیا جائے۔ وہ جس طرح اخیر دم تک کتابوں کو سینے سے لگائے رہے اسی طرح اپنے قلم کو تراشوں کو جمع کرتے رہے جو قلم کبھی حدیث درجالی کی خدمت میں تراشا جاتا تھا کبھی سیر و معازمی کیلئے کبھی تفسیر وفقہ کے باب کے لئے تراشا جاتا تھا

اسی طرح امام بخاریؒ کے شاگرد امام محمدؒ نے تبرکات تقدس کی غرض سے اس روشنائی کو جو اپنے استاد کے قلم میں لگی رہ جاتی تھی پوری حدیث کی کتاب ترتیب دے لی

اس جانفشانی، لگن، اور ذوق پیہم نے اسلامی کتب خانوں کی بنیاد رکھی ویسے تو دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلامی کتب خانے پھیلے ہوئے تھے لیکن مصر کا کتب خانہ جسے خزان القصور کہا جاتا تھا بغداد کا بیت الحکمت، جامعہ ازہر کا کتب خانہ، کتب خانہ محمودیہ، کتب خانہ نظامیہ، طوسی کتب خانہ جامع دمشق، دہلی، سوہیس کتب خانے، نیشاپور، طرابلس، شیراز، غزنی، ہرات، حلب اور مدینہ منورہ کے کتب خانے دنیا کے مشہور و معروف کتب خانے تھے۔

ہندوستان میں بھی غزنوی کی آمد سے کتاب خانے کی ابتدا ہو چکی تھی لیکن ضابطہ میں سب سے عظیم الشان کتب خانہ محمد تقی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد فیروز تغلق نے بھی وجہ کی۔ عہدِ مغل میں مصوری، خطاطی اور نقاشی کا بہت فروغ ہوا۔ خود امیر تیمور اور بابر کتابوں، مورخوں اور تذکرہ نویسوں کو اپنے ہوا رکھتے تھے اور۔ ہمایوں نے تو اپنی جان ہی کتابوں کی نذر کر دی تھی۔

اکبر جہاںگیر اور شاہ جہاں کے عہدوں میں بھی کتب خانوں کو خوب سرپرستی ملی۔ یہاں گیر شاہ جہاں اور عالمگیر کے خود کے مطاب کے ہوئے نسخے، عادی ہائے ہونے اور عرض دیدہ، جائزہ نمودہ لکھی ہوئی تقریریں اور مہربانی ہونی کتابیں آج دنیا کے اکثر بیشتر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

کسی کتاب پر صرف تحویل دار کی مہر لگی ہوئی اس بات کی علامت ہے کہ یہ شاہی کتب خانہ کی ہے لیکن اگر جائزہ، صاد، یا عرض دیدہ بھی لکھا ہوا ہو تو یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ بادشاہ نے خود اس کتاب کو نفیس نقیس پڑھا ہے۔

راجستھان میں بھی کتب خانوں کی کمی نہیں رہی۔ الور، جے پور، جودھپور اور دسے پور کو پونجی خانے اور جین بھنڈار، گرنٹھ بھنڈار۔ بیکانیر اور بھرت پور، جھالاوار اور اجمیر کی نئی طرز کی لائبریریاں اب بھی گرنٹھوں، کتابوں اور مخطوطات سے ہلالاں ہیں۔ جے پور کے کپڑا دوار پونجی خانہ جو اب سوانی مان سنگھ دوم کے میوزیم میں محفوظ ہیں، اور بیکانیر میں اسٹیٹ آرکائیوز، جس میں پورے راجستھان کے دستاویزات فراہم، خرائط، نشان، دستک، حرب حکم، روزنامے جات، اخبارات اور روزنامے محفوظ ہیں جن میں تاریخ و تمدن کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

مغلیہ دور کی تاریخ پر راجستھان سے بڑھ کر اور کہیں بہتر آرکائیوز نہیں ہے اسی طرح جو دھ پور میں راجستھان اور سیٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جس میں ایک زائل سے زائد منسکرت، پالی پراکرت اور ہندی کی قلمی کتابیں ہیں تحقیق و تنقید کا بے پناہ سرمایہ لگے ہوئے ہے۔

ٹونک عربی فائری کا چیرشمہ راجستھان میں ٹونک کے کوچی مقام حاصل ہے جو عراق میں بغداد کو، ایران میں شیراز کو، روس میں سمرقند و بخارا کو اور اودھ میں لکھنؤ یا ہندوستان میں دہلی کو حاصل ہے۔ یہ روکش سمرقند و بخارا۔ اگر ہندوستان کا شیراز نہیں تو راجستھان کا شیراز و طوس و بخارا ضرور ہے۔ علوم و فنون کا سرچشمہ ثقافت و حکمت کا کاشانہ، شعر و سخن کا دبستان، ہندو ملت کا گہوارہ دہلی اور لکھنؤ کا سنگم اور سینا امتزاج رہا ہے۔

یہ بھی کبھی دلی کی طرح انتخاب نامہ اور علم و فضل کا کاشانہ تھا۔ اور از منہ رقمہ اور عظمت پارینہ کی یادیں لئے اب بھی نفوس قدس اور علی و ثقفانی آثار و اعلام کو زندہ کئے ہوئے ہے مقدس تاریخ کی اوراق

نہ جانے کتنی انہیں سجانے ہوئے قرون وسطیٰ کی عظمت و شہرت اور محبت و شہادت کو زندہ کئے ہوئے ہیں
عربک پرشین ریسرچ انسٹیٹیوٹ عربی اینڈ پرشین ریسرچ انسٹیٹیوٹ
 کا اندرون ایاب خزینہ کتب گنج گراں مایہ اور تاریخی کتب خانہ اس شہر آفریں دور کی بہار ہے جب ٹونک
 علی گھوڑہ، ادینا، دبستان اور مرزا علم فن اور مرزا حیات اللہ تھا۔ جہاں اساتذہ، شعراء اور ادباء کا
 مسکن و محفل تھا۔ وہاں شعر و سخن اور علم و فن کا جلوہ صدف رنگ بھی تھا۔ علم دوست اور ادب نواز لوہا
 والا تبار نے اس چھوٹی سی بستی کو روکش دبستان دئی اور شیرازہ بغداد بنا رکھا تھا۔

۱۸۱۷ء میں مجاہد آزادی نواب امیر الدولہ و لہا بھادور (امیر خان) نے انگریزوں
 سے جنگ کر کے یہ ریاست قائم کی تھی۔ ۱۸۲۰ء میں غاں کے ہمراہ جہاں اہل سیف نے درازہ سورما اُسے تھے
 وہاں اہل قلم اور ارباب علم و بصیرت بھی آئے تھے پھر ۱۸۶۱ء کے بگڑے ٹونک دہلی اور گھنٹو کا
 ختم بن گیا تھا۔

امیر الدولہ و لہا ۱۸۱۷ء - ۱۸۲۰ء کے جانشین نواب وزیر الدولہ و لہا
 ۱۸۶۱ء کے ہندوستان کے خانان برادر شاہ شہر شعراء و ادباء کو آباد کر کے گویا دہلی اور گھنٹو کی اسی ہونے
 بسا اہل ٹونک میں پھر سے پچھلایا تھا۔ چونکہ اکبر شاہ ثانی رشتے میں نواب وزیر الدولہ و لہا کے خالو
 ہوتے تھے اسی لئے ان کی رسائی لال قلعہ کے دیوان خاص اور دیوان عام تک تھی وہاں کی ڈیڑھ ڈیڑھ
 شاہی رکھ رکھاؤ اور خلوت و جلوت کے آداب شاہی اور علم مجلسی کی ٹونک میں آبیاری کی اور دربار کو
 ارکستہ و پیراستہ کر کے ٹونک کو مغلیہ طرز پر ڈھال لیا

نواب وزیر الدولہ و لہا نے قلعہ محل میں ایک کتب خانہ بھی قائم کیا جس کا تذکرہ
 کتب خانوں کے باب میں دیکھیں گے۔

ان کے جانشین نواب یحییٰ الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں

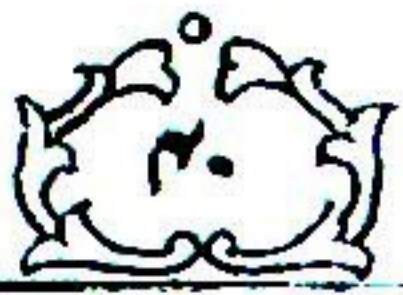
اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۸۶۴ء میں سندھ آرائے حکومت ہوئے نواب محمد علی خاں خود بھی اپنے باپ کی طرح جید عالم اور سحر فاش تھے انھوں نے نام والیان راجستھان بالخصوص کوٹہ بوندھ اور جھانڈا کی انگریزوں کے خلاف بڑے شہیدانہ طور پر ایک فیڈریشن بنانے کی دانتھیل ڈالی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی فوج کو نئے انداز سے عسکری نظام کے تحت آراستہ کرنا شروع کیا۔

انگریزوں نے اس بہادر آزمودہ کار خیراں کے بیورجھانپ نے اور ٹونک کے پڑوسی راج واڑے لاوا کے ٹھاکرے قتل کے الزام میں نواب محمد علی خاں کو ۱۸۶۷ء میں سزواں کر کے بنارس بھیج دیا

ٹونک سے جاتے وقت وہ اپنے ہمراہ اپنا کتب خانہ بھی لے گئے تھے۔ جہاں انھوں نے اس میں مزید اضافہ کیا اور ایک زکریا مرزا کے ایک ایسا علمی خزانہ بے بہا بنارس میں اکٹھا کر لیا جو آج تک قائم ہے۔ آج زکریا ٹونک ہے نہ ٹونک کی ریاست لیکن نواب محمد علی خاں کی علمی ریاست آج بھی اس عریک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی شکل میں زندہ جاوید ہے۔

ٹونک کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ اگر مابھی دی جائے تو نواب محمد علی خاں کا یہ کتب خانہ ٹونک ہی کو نہیں بلکہ مشرقی علوم و فنون اور اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ودانی ہے۔ ٹونک کی وہ عظمت رفتہ گوہرست برون زمانہ ہو گئی لیکن علمی ادبی اور ثقافتی گہرائی اب بھی کسی کاشانی کی زینت، کسی دبستان کی آبرو نہیں اہل علم اور ارباب فکر و بصیرت سے داد و تحسین لے رہی ہیں۔

یہاں تاریخ زندہ ہے، صدا و سچائی کے آثار و نشانیوں کا راز افکار و اجار اور اعلام و آثار نقطے نقطے اور حرکت و الفاظ کی زبانی اپنی عظمت رفتہ اور سطوت پارینہ کی کہانی کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ نادر و نایاب کتب خانہ اسی دور زریں اور عہد آفرین علمی عظمت کی یادیں



اپنے دامن تازنار میں کب سے جاہ و جلال، عزت و ناموس، جبروت و سطوت، عسولت و شوکت کا
ایک دار ہر دور اور ہر زمانے کی تصویر لے بیٹھا ہے کس کس دور کن کن مراحل اور کن کن نامساعد
حالات سے گزرنا ہوا اب ایک خود مختار آزاد ریگریٹ کی حیثیت سے ماضی کی داستان رزم و
بزم زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

یہاں ایک عالم کا علم سمٹ آیا ہے۔ علوم و فنون کی دنیا بکھر گئی ہے ایک جہان بس گیا
ہے۔ اس طرح یہ انتخاب زمانہ ہے ویسے کہنے کو صرف کتب خانہ ہے جہاں زندگی کے ان گنت صفحات
انٹرویوں کی طرح کسی کے دامن میں تھمنے کے لئے بکھرے ہوئے ہیں ان صفحات میں کسی کے آئینہ کسی کی آہ
اور کسی کی واہ کے ساتھ ساتھ حق و صداقت کے دفتر کے دفتر چھپے ہوئے ہیں۔ انجمنوں کی انجمنیں سچی دھجی پڑی
ہیں کہیں فردوسی کا شاہنامہ کھلا ہے تو کہیں فیضی اور ابوالفضل کے دفتر دیوان کہیں شاہجہاں نامے
تو کہیں رزم نامے، ایک طرف ملا علی قاری، ابن جوزی، بوعلی سینا اور سیوطی اپنی نگارشات میں زندہ
ہیں تو دوسری طرف سلاطین و ملوک اپنی نوازخ و اساطیر میں آج بھی یہاں زندہ ہیں کہیں مرصع
ہزاراد کا قلم بول رہا ہے تو کہیں شہزادوں اور شہزادیوں کے دربارے شاہوار سلک تحریر میں جڑے ہوئے
ہیں۔ کہیں داراشکوہ کہیں عالمگیری اور کہیں بہانگیری تحریریں شاہی محفلیں آراستہ کئے ہوئے
ہیں وہ اب بھی یہاں زندہ ہیں اور ہم زندہ رہ کر بھی مردہ ہیں۔

یہیں بغداد کی دریا بردکنابوں کی شانیاں ہیں۔ قرون وسطی کے علوم و فنون
کی یارگاریں ہیں۔ مصر و دمشق کی امانتیں ہیں۔ طوس و بخارا کے تقدس و تبرک کی دولت ہے۔
اس طرح اگر دیکھا جائے تو یہیں بصرہ و بغداد بھی ہر اور طوس و بخارا بھی، تبریز و شیراز بھی ٹیکسلا،
بھی نالندہ بھی اور پانڈلی تیر بھی۔

اس گنج گراں مایہ میں تفسیر و حدیث، فقہ و رجال، سیر و معاشی و سلوک و فلسفہ



والہیات، اسلامیات، ادبیات، فلکیات، ہیئت و ریاضی اور تاریخ و تنقید کے بے عدیل و بے نظیر ماخذ محفوظ ہیں جس میں عہد در عہد اور قرن در قرن سیاسی، ادبی، ثقافتی، معاشرتی اور مذہبی و سماجی تحریکات ان کا ارتقاء و فروغ اور تاریخ کے دفتر کے دفتر پوشیدہ ہیں۔

ہر دور کی جدوجہد، طبقاتی کشمکش، سلاطین، امراء اور عوام کے احوال و واقعات ان خراب و خستہ و دریرہ مخطوطات میں نظر آئیں گے۔ کہیں کہیں عصری رجحانات تاریخ ساز واقعات و واردات، زمانے کے گرد و پیش کے وہ واقعات جو پھر و تسلط کے دور میں مسنفین و علماء کے قلم سے نہیں نکلے ہوں بوقت مطالعہ بطور یادداشت ان مخطوطات میں لکھے ہوئے ملنے ہیں۔

کہیں بادشاہ اور شہزادوں کی قلمی تحریریں مثلاً عرض دیدہ، جائزہ نمودہ، ملاحظہ گرفتہ اور صاد کا نشان وغیرہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ بادشاہ نے خود ان کتب کا مطالعہ کیا ہے یا اسے ذخیرہ ہیں ایسی متعدد کتب محفوظ ہیں۔ ایسے مخطوطات میں اگر عہد کتابت درج نہیں ہو تو اس قسم کی تحریریں بزرگ مخطوطہ شناسی نے علاوہ دور متعین کرنے میں مفید اور مددگار ہوتی ہیں۔

اسی طرح روزنامے، تذکرے، واقعات، منہیات، حواشی، ترقیے، بلغ، تصانیف

۱۔ عرض دیدہ وغیرہ سے مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے خود یہ کتاب دیکھی ہے اور اس کے مطالعہ میں رہی ہے لیکن اگر صرف مہر لگی ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کے کتب خانے میں لائی گئی ہے۔

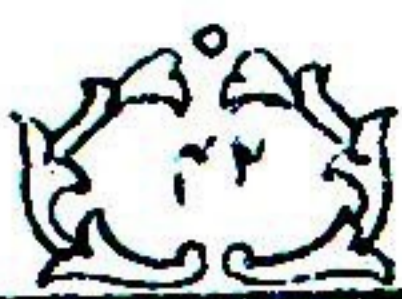
۲۔ صاد کا نشان بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ بادشاہ نے اس کا مطالعہ کیا ہے کہیں نہیں خرید کر لے اور مطالعہ کرنے کی تاریخ نکل آئی ہوئی ہوتی ہے۔

۳۔ مخطوطات کے حواشی پر خود مصنف کے نوٹس دیے ہوئے ہوتے ہیں جن کو اکثر نقل و نقل کا تلب لکھ دیتے ہیں۔ وہ منہیات مسلسل پیش قیمت ذخیرہ ہوتے ہیں۔

۴۔ اسی طرح حواشی چاہے وہ بین السطور یا طاشیہ یعنی ہوتی تحریریں ہوں بڑی مفید ہوتی ہیں۔

۵۔ ترقیہ و دستم کا ہونا ہے ایک نو مخطوطہ کی آزمی اصل عبارت جو نوک و گاوڈم ہوتی چلی آتی ہے اور دوسری بار ترقیہ کے بعد خود کاتب کی بھی مکمل ہوئی ہوتی ہے۔

۶۔ مقابلے وقت بلغ کا نشان اس اہل طرف نشان دہی کرتا ہے کہ اس کا مقابلہ ہو چکا ہے۔



مطالو کنندگان کی تعریفات و تقریبات وغیرہ بھی مخطوطات کے مواد اور متن کے علاوہ الگ سے تاریخی اور علمی مآخذ ہوتے ہیں جو عصری رجحانات اور تحریکات کو سمجھنے اور تحقیقات کرنے میں ہمہ گیر کام دیتے ہیں ان مخطوطات پر شعوری یا غیر شعوری طور پر اشارات اور تحریریں بھی قابل قدر ہوتی ہیں۔

بعض خاص اصطلاحی علامات مثلاً غیبہ (جو شک کی علامت ہوتی ہے) اور خود مصنف اپنی اصل کتاب پر لگا دیتا ہے (صحیح صحت کی علامت ہوتی ہے) بط (عبارت کے غلط یا باطل ہونے کی علامت ہے) بیت (اسے شروع فقرہ پر لکھتے ہیں تاکہ پتر مشحع ہو کہ پہلا فقرہ تمام ہو کر دوسرا جملہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ زیادہ تر مصنف اور کاتب استعمال کرتے ہیں) یہ سب علامتیں بھی تحقیقی کاموں میں رہنمائی کرتی ہیں کہ زیر نظر مخطوطہ کس دور کا ہے اور اس دور میں کتابت اور تصنیف و تالیف کے کیا آداب تھے اور تحریری ساخت پر داخنت کی کیا ارتقائی منازل تھیں۔

اسی طرح خطاطی کی بعض اصطلاحات اور مصنفین و مؤلفین کے اشارات مختلف دور میں مکتوبہ الفاظ کی نشست و کرسی، شان و صفا، مراکز، دائرے، دامن، نقاط، اور کشش، جزم، تشدید قلم کی روش اپنے اپنے دور اور عہد میں نامندہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ابتدائی صدی ہجری میں اعراب کا کوئی اہتمام نہیں تھا۔ پھر سہری صدی ہجری اور دوسری صدی ہجری آخری قرن میں اعراب شروع ہوئے اور چوتھی اور پانچویں صدی کے کچھ قرون میں اعراب لگانا بند سے ہو گئے۔

اسی طرح چھٹی، ساتویں صدی ہجری میں جزم "و" کے بجائے "ہ" "ح. ص. ع. کے نیچے "ح" "م" "غ" لکھنے کا رواج تھا۔ "و" کی گھنڈی اور "م" کی گھنڈی بند ہونا کب سے شروع ہوئی اسی طرح اعراب اور دم دار ملواں الف جیسے ماشورہ "اور بند گھنڈی کے پیش "و" بشکل واؤ کب تک ہے یہ سب خط کوفی کے ساتھ پانچویں صدی ہجری تک اور کہیں کہیں چھٹی صدی ہجری تک پائے جاتے ہیں۔ اور نقاط لٹے واؤ "،" کی شکل میں لگانا اور آیت یا جملے کے اختتام پر "ہ" بنانا بھی چھٹی صدی ہجری کے



مخطوطات پر ملتے ہیں۔ یہ سب علامات اور نشانات مخطوطہ شناسی اور عصری کتابت کے اصول و ضوابط
طریق کار اور ادوار کی حدود و اقدار متعین کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

ان علامات کے ساتھ ساتھ خطاطی کی اصطلاحات بھی مطالعہ اور تحقیق و تدوینی کاموں
میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً مخطوطہ میں جدول اور باریک کیسی ہے اور ہے کہ نہیں۔ طلائی کام اور پینا کاری
اور جلد بندی بھی ہر دور کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات کی حامل رہی ہیں۔ دندان موش، لپتہ، لوح، افشا
وغیرہ بھی ہر دور اور ہر صدی کی الگ الگ خصوصیات کا پتہ دیتی ہیں

کاغذ کی ساخت بھی مخطوطہ کی ہدیت کا پتہ دیتی ہے مثلاً کاغذ بانس، روئی، بڑمی بوٹیوں،
اور چاول کا ہونا تھا جس پر ویک زدگی کے آثار بتا دیتے ہیں کہ کاغذ سا پتھر کا ہے۔ اس کے علاوہ روشنائی
کے اثرات، رنگ کب ایجاد ہوا۔ بادام کے چھلکوں کی، تیل کے دھوئیں کی یا شیر خراکی روشنائی کے
کیا کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں

اسی طرح مینا کاری، گلاب کاری، جلد بندی، تزئین کاری وغیرہ بھی مخطوطہ شناسی میں مدد
دیتے ہیں۔

۱۔ جدول و ابتدائی صدیوں میں جدول مخطوطہ میں نہیں ملتا تھے یہ وہاں شروع میں صرف اس کا مطالعہ لینے کے لئے ہوتا تھا، شکر
یادداشت کے لئے تھے۔ اس کی تحریر اور خط ہر دور میں الگ الگ رہی ہے
۲۔ باریک صفحہ کے کردار سے قریب اور جدول سے بہت فاصلے پر ماٹریٹ اور گرد یا لپتہ بنانا لگنے کو کہتے ہیں
۳۔ دندان موش، تزئین و زیبائش کے لئے بین السطور و ذریعہ یا زعفران سے زراہ یا شکل دندان یا لپتہ کی طرح کا تپ جانا
بھی تعین زبانی کہتے ہیں۔

۴۔ لپتہ وہ کاغذ جس پر سونے یا پانی پھرا ہوا ہو۔ اور ورق معلوم دے۔
۵۔ لوح۔ اول سے فوری سونے یا مسی یا رنگ سے مزین تختی یا کرسی کو کہتے ہیں، خراب دار جو دار یا تختی کی طرح بنائی
ہے۔ اس میں مخطوطہ یا زرافشانہ اور سونے یا لکھنوی کی بنائی ہوئی روشنائی سے زراہ یا پھرا ہوا ہے۔
۶۔ زرافشانہ یا زرافشانہ اس کو کہتے ہیں جس میں کاغذ یا زعفران یا سونے کی باریک باریک جگہاں یا ریزے ذرا
بمکانے کے لئے ڈس دیتے تھے۔



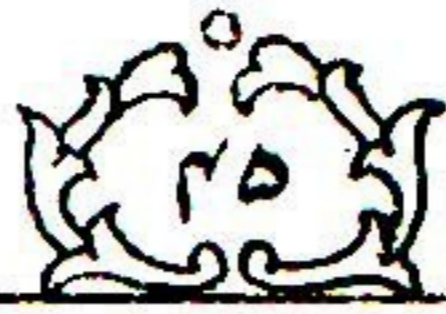
اس ادارہ میں بعض مخطوطات تو متذکرہ بالا خصوصیات کے حامل ہیں اور خطاطی، مینا کاری اور فنی مہارت کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ بعض مخطوطات ممالک اسلامیہ اور قرون وسطیٰ کے کتب خانوں کی زینت رہ چکے ہیں۔ چند ایسے مخطوطات بھی ہیں جو ہند و عرب اور ہندو ایران کی تاریخی اور ثقافتی تعلقات سے بحث کرتے ہیں۔ بعض ایسے نوادر ہیں جو شہنشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کی تحریروں سے مزین ہیں مثلاً نقد النصوص، تاریخ مسعودی، المحيط، عالمگیری، قرآن شریف اور تلیق وغیرہ

اسی طرح بعض مصنفین کے قلمی شاہکار ہیں جیسے الفوز الکبیر، اعراض الیاسیہ، کفایہ الفہم، شرح الاسلام، شرح ابن ماجہ، شرح مسند الامام الاعظم از ملا علی قاری، اور تقریب النسخ وغیرہ بعض ایسے بھی نسخے ہیں جو مصنفین کے خود کے تصحیح شدہ ہیں اور سلاطین و امراء کو معنون کئے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی سب مخطوطات کا ذکر کتب خانوں سے متعلقہ مقالات میں اپنی اپنی نوعیت سے کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلا مقالہ راقم الحروف ہی کا ہے جس میں چند نوادر کا ذکر ہے اور خاص طور سے تاریخی مخطوطات کا جائزہ جو چھ قسطوں میں لیا گیا ہے وہ مقالات بھی اس میں شامل ہیں۔ اس جائزہ کے ساتھ بعض نوادر مخطوطات کی نشان دہی دنیا کے مشہور ترین خزانوں المخطوطات اور ذخیرۃ النوادر میں بھی کی گئی ہے اکثریو، ایچھے اور بالخصوص اسٹوری کا حوالہ دیا گیا ہے ان مخطوطات میں بعض اہم، منقر و اور عزیز الدہری نسخوں کے مواد اور متن پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

راقم الحروف کے سات مقالات شامل ہیں ان کے علاوہ اس کتب خانہ پر چوبیس مضمون سب سے پہلے مولوی عبدالرشید صاحب لاہوری کا شارح ہوا تھا وہ بھی شامل کتاب کیا گیا ہے۔ مولانا ذوالفقار علی بھٹو اور علامہ محمد تقی عثمانی کے مقالے یہ مقالہ معارف میں شارح ہو چکا ہے اس کو معارف کے تشکر کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔

عبدالرشید صاحب سے پہلے مولانا محمود حسن خاں صاحب مصنف مجسم المصنفین



دو ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، اور پروفیسر حافظ محمود شیرانی نے بھی ٹونک کے اس کتب خانہ کا ذکر نہایت اپنے مقالات میں کیا ہے۔ بلکہ مولانا محمود حسن خاں صاحب کے نو اکثر مخطوطات قلمی و اشیائی بھی چرچہ ہوئے ہیں۔ محمود شیرانی اور مولانا محمود حسن خاں صاحب ٹونک کے وہ ماہر عقیداتی سلفیات اور طوسی اثر اور نابذ علم محقق ہیں کہ جنہوں نے ٹونک کو حقیقی اور علمی دنیا میں متعارف کرایا۔

ہندوستان میں محمود شیرانی نے سب سے پہلے مخطوطہ شناسی اور اس مخصوص فن میں درگاہ مہارت کا ثبوت دے کر تحقیق و تالیف کے نئے باب اور موضوعات قائم کر کے قدیم تہذیبوں کو تازہ و آلا انہوں نے مخطوطات اور سکوکات کے علم کی روشنی میں ایک ایسی راہ نکالی ہے جو تحقیق و تنقید کے اس نازدار و سنگدل میدان میں ہمیشہ رہ نور دان علم و ادب کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

ٹونک کے ایک اور کتب خانہ متعلق مولانا حکیم محمد احمد صاحب بکاتی کا مقالہ کتب خانہ وزیر اعلیٰ ٹونک کے چند نوادر مطبوعہ ماہنامہ "بھار" کہتی بات جولائی ۱۹۱۱ء تاخبرت ۱۹۱۲ء ہونے کی بنا پر بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں شامل کیا جا رہا ہے۔ محمد میاں حلیم اہند علانہ الہدیر مولانا سید بکاتی کا نام احمد صاحب کے پوتے ہیں اور بکاتی صاحب بکاتی کی بیوی کی روح رواں ہیں۔ مولانا کے مقالے میں اس کتب خانہ و ذریعہ انوار و اہل ٹونک کے مخطوطات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے

یہ کتب خانہ تعلیمی میں کتب خانہ ذریعہ کے نام سے فرمہ دارانہ نام رہا جو سب نواب مسما نیل علی خاں قاجر مرحوم نے مولانا آزاد کی فرمائش پر مرکزی وزارت تعلیمات کو نیشنل میوزیم کے لئے دے دیا تھا۔ نیشنل میوزیم کے اس کتب خانہ کی فہرست میں نے بھی دیکھی ہے۔ تقریباً دہائی ہزار مخطوطات اور ایک ہزار ہجرت پر مشتمل ہے۔ جو اب بھی نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہیں۔

عجب کی بات ہے کہ بنگال کی فہرست باقاعدہ متساہ نہیں ہوئی ہے اس کا اس کے لئے از دو ایسا استفادہ کا کوئی مقالہ اتالی مہاراجہ صاحب نے لکھا ہے اور اس پر پتہ ایچ ایس کے مرکز دہلی کے

کی طرف سے نامزد ممبر بھی ہوں۔ اس کے باوجود میں بھی اس ذخیرے کو نہیں دیکھ سکا ہوں۔

اسی کتب خانہ سے متعلق ایک مقالہ میرے کرم فرما مولانا منظور الحسن برکاتی کا "ٹونک کے دو قدیم کتب خانے" کے عنوان سے شامل کیا جا رہا ہے، مولانا موصوف ٹونک کے وہ نامور محقق اور اورنگیوں میں تصنف ہیں جنہوں نے بصیرت افروز مقالات لکھ کر علمی اذلی اور تحقیقی دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ آپ کا شمار غالبیات کے ماہرین میں ہوتا ہے جس کتب خانہ پر آپ کا سیر حاصل مقالہ ہر اس ادارہ کو چمکانے میں آپ نے متعدد مقالات اور مضامین لکھ کر اس ادارے سے اپنی وابستگی ظاہر کر دی ہے۔

منظور میاں نے اس خوبصورت انداز میں اس کتب خانے کی کہانی لکھی ہے کہ جس نے اس کتب خانہ کو دیکھا بھی نہیں ہے وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے اس کتب خانہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا ایک اور مضمون اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے عروج پورین ریسرچ ڈائریکٹریٹنگ بہت ہی دلچسپ رنگین اور پرہیزگار داستان ہے جس میں اس ادارے کی تاریخ، اہمیت، انفرادیت اور ندرت کا سچا کن انداز بیان میں ذکر کیا گیا ہے

اس کتب خانے سے متعلق چند مضامین میرے کرم فرما مولانا محمد عمران ذرا صاحب کے بھی ہیں، جو محارف اور برہان میں شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا ابتداء ہی سے اس کتب خانہ سے وابستہ رہے ہیں۔ اؤ فنی و مطبوعہ ذخیرہ ہائے کتب کی اردو میں فہرست بنا چکے ہیں۔ آپ کے مقالات یقیناً سیر حاصل بصیرت افروز اور غائر مطالعہ کا نتیجہ ہوں گے۔ آپ خود سراپا فہرست کتب ہیں۔ آپ کے گھر خود ایک اہم کتب خانہ عرفانیہ ہے جس کے بیشتر مخطوطات پر آپ نے اقباط مقالے لکھے ہیں۔ اسی طرح ٹونک کے کتب خانوں پر بھی آپ نے مقالے لکھے ہیں

اس کے علاوہ فن میرت اور نواب محمد علی خاں پر، پراثر معلومات مقالے بھی ان متذکرہ مقالات کے ساتھ اس کتاب میں شمار کئے گئے ہیں آپ کے مقالات نے اس کتاب کی اور بھی وقت

بڑھادی ہر جن کی ان تھک کوشش، لگن اور اس ادارے سے وابستگی میرے لئے مشعل راہ ہے جو خود اپنی ذات سے ادارہ ہوں وہ کیوں اس ادارے کو فروغ دینے میں کو نشان ہوں۔

عزیز القدر صاحبزادہ مولوی سعید احمد خاں صاحب نے ایک مقالہ بعنوان ”صاحبزادگان کے کتب خانے“ لکھ کر اس کتاب کو مکمل کر دیا جس زمانہ کی بات سعید احمد صاحب نے کہی ہے اس زمانے میں ٹونک میں بغداد کی طرح گھر گھر کتب خانے تھے۔ خاص طور سے صاحبزادگان و نواب کے خاندان کے بزرگوں کو یہ چیزادہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک خطاب ہے جو نواب و زبیر الدین نے اپنے خاندان کے بزرگوں کو دیا تھا اور علماء کے کتب خانے بہت اہم تھے۔ بہت سے کتب خانے تو امتداد زمانہ سے برباد ہو گئے ان برباد شدہ ذخیروں میں صاحبزادہ سردار محمد خاں کا کتب خانہ سب سے اہم تھا۔

میرے برادر عزیز صاحبزادہ امجد علی خاں نے ایک نئی بات کا انکشاف کیا کہ سردار محمد خاں کے کتب خانے میں حضرت علی اکرم اللہ وجہہ کا مکتوب قرآن شریف بھی محفوظ تھا۔ صاحبزادہ سردار محمد خاں صاحب نواب محمد علی خاں مرحوم کے پوتے تھے اور ان کے ساتھ بنارس بھی رہے تھے خود ذی علم و ذی فہم، اور مشرقی و مغربی علوم و فنون کے کما حقہ واقف کار تھے۔ آپ سندھ میں ڈپٹی کمشنر اور جوہاڑ میں دیوان ریاست رہ چکے ہیں۔

کمشنر صاحب کے مخالف الرشید صاحبزادہ محمد شہیر خاں شہید نے یہ بات خود اس کتب خانہ کے متعلق دریافت کیا تھا واقعی اس کتب خانہ اور نوادرات کے ساتھ ایک قرآن شریف خط کونین میں حضرت علی اکرم اللہ وجہہ کے دست مبارک کا مکتوب تھا۔ پتہ نہیں وہ قرآن شریف کہاں چلا گیا۔ شہر میں کتب خانہ اور بنو ادوات کا ذکر کیا جو تلف ہو گئے۔ اس کتاب گھر میں تقریباً تیس ہزار کتب ہیں۔

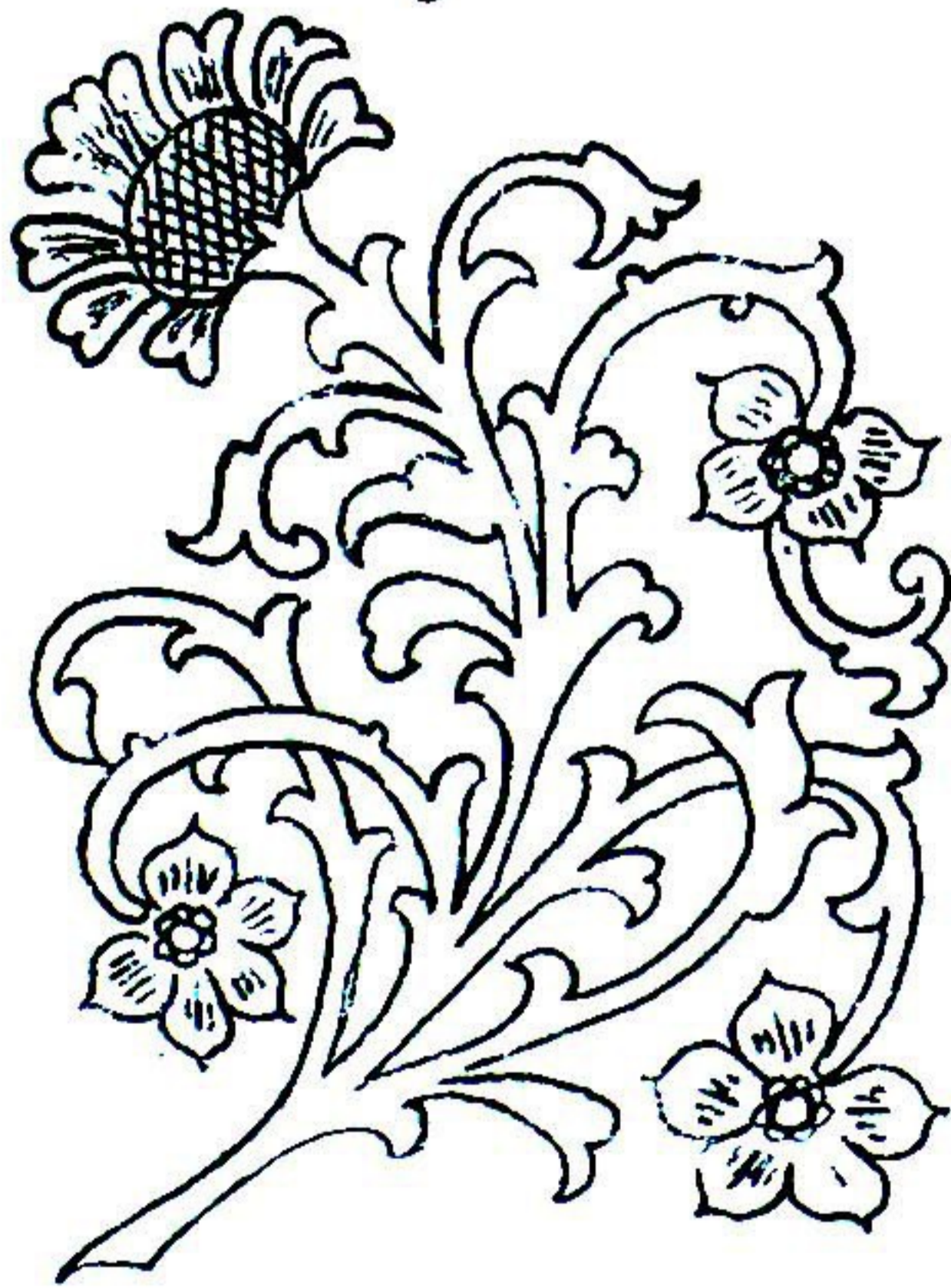
ان تمام مقالات سے ٹونک کی عظمتِ رفعت و سطوت پارہیکماندازہ ہوتا ہے۔ ٹونک زینتِ مرکزِ علم و فن تھا۔ بلکہ کتب خانوں کا گہوارہ اور کشورِ نوادرات و مخلوطات بھی تھا جس کی مقدس یادگوار

ادارے علوم یک اینڈ پوزیشن ویسٹ چرائسٹی ٹیوٹ ٹونک نے زندہ کر رکھا ہے۔ یہ ٹونک کی آبرو سمیٹے ہوئے نہ جانے کیا کچھ دولت اپنے دامن میں لئے علمی دنیا کو آباد کئے ہوئے ہے۔ یہاں تاریخ زندہ ہے ثقافت، امارت اور روایت زندہ ہے۔ ایک ایک کتاب تابناک ماضی کی رنگیں داستانوں کی داستانیں لئے ہوئے ہے کہیں نوابوں کی داستانیں بھری پڑی ہیں کہیں شہنشاہوں کے درہائے شاہانہ اہل قلم اور ارباب فکر و بصیرت کے سروں کے تاج بنے ہوئے ہیں کہیں مصنفین و مفکرین کے رشحات قلم اور نکتہ و زمان باکمال کی دقیقہ منجیاں انجمنیں سجائے ہوئے آتھوں کو نور اور دل کو سرور بخش رہے ہیں۔

ان بصیرت افروز مقالات سے اس **قصیر کا حکم** کے بام و در مرطلح انوار بن کر جلوہ صدف رنگ بنے ہوئے اہل علم اور اہل نظر کو دعوت و شکر و عمل دے رہے ہیں۔

میں دست بدعا ہوں کہ یہ **قصیر کا حکم** علمی دنیا کو آباد رکھے اور اہل علم میں مقبول ہو

(صاحبزادہ)
شوکت علی
حسان



کتب خانہ ٹونک کے بعض مخطوطات

راقم الحروف کو اپنے زمانہ قیام ٹونک میں پہلی بار اس کے کتب خانہ کے دیکھنے اور وہاں کی ناؤ قلمی کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا، دوران مطالعہ جو قابل ذکر قلمی کتابیں نظر سے گزرتی تھیں ان کے متعلق اس خیال سے محقق کیفیت بطور یادداشت لکھ لیا کرتا تھا۔ کہ آئندہ کسی وقت اس امر کو مرتب کر کے پیش کیا جائے گا۔ اسی خیال کے ماتحت آج تقریباً سات سال کے بعد اس یادداشت کو مضمون کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اہل علم کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ بعض قلمی کتابوں کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوں گی۔

کتابوں کے تذکرہ سے پہلے کتب خانہ کی تاریخ کے متعلق حضرت الاستاذ الامام ابو عبد اللہ محمد السورتی (دہلی ۱۹۴۰ء) اور ٹونک کے دیگر اہل علم حضرات سے کتب خانہ کے متعلق جو کچھ مجھے معلوم ہو سکا ہے۔ اس کو لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اس سے کتب خانہ کی تاریخ بھی سامنے آجائے گی۔ یہ کتب خانہ اپنی قدامت اور فواد کتب کے ذخیرہ کے لحاظ سے شمالی ہند مثلاً لکھنؤ، رامپور اور پٹنہ کے مشرقی کتب خانوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن دیانت کی بے اعتنائی کے باعث اب تک گوشتہ گنما میں پڑا ہوا ہے۔ اس لئے اکثر اہل علم حضرات کتب خانہ ٹونک اور اس کے پیش بہا علمی نوادرات سے قطعاً ناواقف ہیں۔

۱۰ مطبوعہ مسرت نمبر ۲ جلد ۶۱

ان مضامین میں یہ مقالہ سب سے پہلا ہے۔ اس لئے بعض ضروری حواشی کے ساتھ کتابتہاں ، ابتداءً شامل کیا جا رہا ہے۔



اس کتب خانہ کو سب سے پہلے نواب محمد علی خاں بہادر نے اپنے زمانہ نظر بندی میں بنارس میں فراہم کرنا شروع کیا تھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے عبدالرحیم خاں صاحب جو بڑے ذی علم اور ترقی تھے۔ کتب خانہ کو بنارس سے منتقل کر کے ٹونک لے آئے اور اپنی حویلی میں رکھا صاحبزادہ مرحوم نے دیوان شمس الدین (قافلہ) کا کتب خانہ خرید کر اسے بھی اس کتب خانہ میں شامل کیا۔ جب تک صاحبزادہ صاحب زنده رہے۔ کتب خانہ میں کتابوں کا اضافہ فرماتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد کتب خانہ ان کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ عبدالمتعم خاں صاحب کے قبضہ میں آیا۔ وہ بھی اپنے پیش رو بزرگوں کی طرح کتب خانہ کی ترقی میں کوشاں رہے۔ ان کے انتقال کے بعد خاندان میں کوئی ایسا علم دوست نہیں رہا۔ جو بزرگوں کی اس علمی وراثت کی حفاظت اور نگرانی کرتا اس لئے ریاست نے اس کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور موجودہ فرماں روا لے ٹونک ہر ہاؤس نواب اولیٰ مسعود علی خاں بہادر بالقابہ کے عہد میں کتب خانہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں بہادر کی حویلی سے منتقل ہو کر ایک عالیشان سرکاری عمارت میں آگیا ہے۔

کتب خانہ کی موجودہ حالت نہایت خراب ہے۔ فہرستیں نامکمل اور ناقص ہیں۔ مخطوطات کی علیحدہ کوئی فہرست نہیں مبطوعات اور مخطوطات کے لئے ایک ہی فہرست ہے مخطوطات پر کوئی تشریحی نوٹ بھی نہیں۔ چنانچہ راقم سطور کو ٹونک لائبریری کی فہرست سے قطعاً کوئی مدد نہیں ملی۔ اور خود ہر کتاب کے متعلق تحقیق کرنی پڑی ہے۔ اس لئے ریاست کو کتب خانہ کی جانب توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس کی ادنیٰ توجہ سے یہ کتب خانہ بھی شمالی ہند کے مشرقی کتب خانوں کی طرح شہرت

۱۔ یہ واضح رہے کہ نواب محمد علی خاں مرحوم کو شہزادگی کے زمانہ ہی سے کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا اور کئی کتابیں شائع بھی کرنا شروع کر دی تھیں جب وہ بنارس جا رہے تھے اس وقت اپنی جمع کردہ قلمی نواد بھی ٹونک سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اور دہان کے دو دستیام میں اضافہ کرتے رہے۔ ایڈیٹر

۲۔ اس وقت صاحبزادہ موصوف بقید حیات تھے۔ ۳۔ نواب صاحب کے انتقال ۱۹۴۶ء میں ہوا۔

واہمیت حاصل کر سکتا ہے۔

علوم قرآن

(۱) تفسیر نزل المسیر فی علم النفس

یہ ابوالفرح عبدالرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی القرشی التیمی البکری البغدادی الفقیہ الحنبلی الواعظ الملقب جمال الدین الحافظ دم ۷۵۵ھ کی تصنیف ہے۔ کتب خانہ میں اس کا قلمی نسخہ بخط نستعلیق خوش خط موجود ہے جو سورۃ القافات سے آخر قرآن تک ہے کتاب کا طرز بیان نہایت صاف اور سادہ ہے۔ جس کو معمولی استاد کا عربی طالب علم بھی بلا تکلف سمجھ سکتا ہے۔

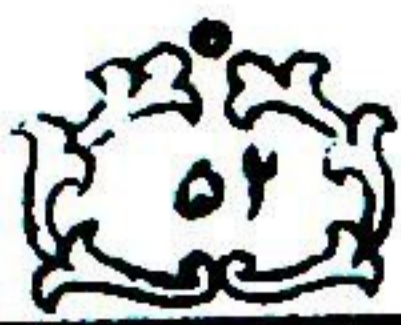
(۲) تیسیر البیان لاحکام القرآن

یہ علامہ جمال الدین محمد بن علی بن عبداللہ المعروف باین نور الدین التیمی کی تصنیف ہے۔ ابتداء میں یہ عبارت ہے۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ“

مصنف نے اس میں صرف ان آیات کی تفسیر کی ہے جو احکام سے متعلق ہیں ۷۸۰ میں اس کی تصنیف سے فراغت ہوئی۔ کتاب پر سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ لیکن نسخہ قدیم الخط اور صاف لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ہے جو ۱۱۶۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا نسخہ کتاب خانہ راجپور میں ۱۱۷۵ھ کا نوشتہ محفوظ ہے۔

۱۰۶۱ھ الجوزی کی تاریخ وفات ۷۵۹ھ مطابق ۱۳۵۷ھ جو شاہ کاتب نے ۷۵۵ھ کو دی ہے۔ ایڈیٹر
 خطوط بڈالی کتابت کلیم خط نسخ میں ہے جس پر کچھ اثرات ثبات کا درپہیں کہیں خط کوئی کے آثار نظر آتے ہیں
 یہ نسخہ چھٹی صدی ہجری یا ابتدائی ساتویں صدی ہجری کا زور ہے جب کہ فتعلیق ایجا دہی نہیں
 ہوا تھا۔ مصنف نے فتعلیق کا استعمال شاید نسخہ خطی کے لئے کیا ہوگا
 تفصیل کے لئے مفاد "ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر" ملاحظہ کیجئے۔



۳۳، کثیر الفوائد فی تصریح و توضیح امثال القرآن

موضوع کتاب، کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ امثال القرآن کے موضوع پر بہترین کتاب ہے چھوٹی تقطیع کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن تصنیف میں نسخہ کے آخر میں یہ عبارت ہے :-

”وكان الفراغ من تسويد هذه النسخة الشريفة في يوم الجمعة

شهر رمضان المبارك سنة ۱۲۰۰ھ

۳۴، اسئلنا القرآن

یہ کتاب محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی المتوفی سنہ ۶۶۰ھ کی تصنیف ہے جن کی عربی لغت میں کتاب ”مخار القواح“ مشہور و متداول کتاب ہے۔ یہ نسخہ مختلف رنگ کے نفیس گل بیڑ کاغذ پر کج طبع نستعلیق لکھا ہوا ہے۔ تقطیع متوسط و ضخیم، ابتدا اس طرح سے ہے

”قال الفقير الى رحمة ربه، ومغفرتي“ الخ

یہ کتاب اعراب القرآن للعطبری مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر طبع ہو چکی ہے۔

۵، تفسیر ایجاز البیان لمعانی القرآن

یہ نجم الدین ابو القاسم محمود بن ابی الحسن النیشاپوری القزوینی کی تصنیف ہے۔ کتاب کا سن تصنیف معلوم نہ ہو سکا۔ مصنف نے یہ کتاب شہر ”خجند“ میں تصنیف فرمائی ہے۔ اس کا نسخہ اکثر جگہ سے کرم خوردہ ہے۔ کتابت قدیم طرز کی اور چھوٹی تقطیع کے ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کا آغاز یوں ہوتا ہے

بسم الله كفاء جفها، والصلاة على نبيها محمد خير خلقها الخ

۱۔ اس کا سن تصنیف ۱۱۵۲ھ م ۱۱۵۸ھ ہے اور سن کتابت ۱۲۵۸ھ م ۱۲۵۹ھ ہے۔ ایڈیٹر
۲۔ اس کا دوسرا نسخہ اب تک دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔ اس کی تدوین و ترتیب کے لئے مرکزی وزارت
تعلیمات حکومت ہند کی جانب سے مولانا سید محمد صاحب کو نیشنل اسکالرشپ ملی ہے

۶) غریب القرآن المسمیٰ بنزهة الخاطر وسر الناظر

للامام اللغوی محمد بن علی النجفی الطریقی

یہ نسخہ بھی قدیم الخط ہے مگر نہایت اچھی حالت میں ہو سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ امام ابی بکر محمد بن عزیز سجستانی دم ۳۳۳ھ کی کتاب "غریب القرآن" کو جدید ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ اس کی تشریح مقدمہ میں مؤلف اس طرح کرتا ہے:-

- انی عثرت بکتاب غریب القرآن المسمیٰ بنزهة الخاطر مؤرخة المکروب تالیف ابی بکر محمد بن عزیز السجستانی وتاملتها واذنا هو کتاب فائق رائع عجیب غریب الا المطلوب منه: یعسر تناولہ للقصور فی ترتیبہا والمخلل فی تبویبہا فاستخرجت اللہ تعالیٰ علی تغییر ذلک الترتیب علی وجه لما رضی فشرعت فیہ ورتبتہا علی ابواب الحروف الہجائیة الخ

۷) تفسیر القرآن :- للشیخ الاجل الشاہ ابن الشرحین الشیخ عبد الرحیم اردبیلی

یہ عربی میں قدیم مفسرین کے طرز کی تفسیر ہے۔ عبارت نہایت پاکیزہ شستہ اور صاف ہے۔ شاہ

صاحب نے اس میں اہل تصوف کے مذاق کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے۔ یہ تفسیر عصر علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی

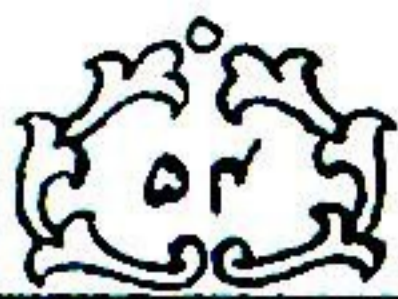
پتی کی تفسیر منظر ہری سے بہت کچھ متعلق جلتی ہے۔ صرف اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ اس میں اختصار ہے اور

قاضی صاحب کی تفسیر میں تفصیل ہے

راقم سطور نے شاہ اہل اللہ صاحب کے مفصل حالات معلوم کرنے کیلئے مختلف عربی فارسی تذکروں

کی ورق گردانی کی۔ درخط و کتابت کے ذریعہ اہل علم حضرات سے دریافت بھی کیا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہو سکی

اور نہ آپ کی تصنیفات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکا۔



صرف الیانا نعم الجنی کے مطالعہ سے اتنا پتہ چل سکا کہ آپ شاہ ولی اللہ کے بھائی ہیں۔ اور
احادیث ہدایہ کی تخریج پر آپ کی ایک تصنیف ہے۔

اس سے زیادہ حالات شاید الیانا نعم الجنی کے مؤلف کو بھی معلوم نہیں ہو سکے۔ یا نہ
کے الفاظ یہ ہیں:

ولو كان لولي الله اخ يسمى اهل الله كان من اهل الله واهل العلم
بها لم يبلغني من خبره فوق انما كتب الطيفاني تخريج احاديث الهداية
رأيت لها الابواب الاربعة مختصراً فيها كلمت جامعاً يكثر
نفعها رحمها الله تعالى " الخ

کتاب کے آخر میں یہ عبارت ہے۔

سبحان ربك رب العالمين اولاً و آخراً الذي هدانا لهذا لو كنا لننتدع
لولا ان هدانا الله وانا الفقير المفتقر الى الله الكريم اهل الله
بن عبد الرحيم احسن الله اليها والى والديه بفضل العميم
والسلام على من اتبع الهدى

فقہ اور اصول میں بھی عربی میں آپ کی دو محرکۃ الآراء تصنیف ہیں "مختصر الہدایہ" اور "اصول فقہ" پہلی
کتاب فقہ حنفی کی مشہور متداول کتاب ہدایہ کا خلاصہ ہے۔ یہ غلامہ اس قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ
کتاب کا اصل معنوں نہیں چھوٹا ہے۔ لیکن لامحل تطویلات اور فقہانہ مناقشات کو کچھ قلم انداز کر دیا ہے
حتیٰ کہ صاحبین اور طرفین کے اختلافی مسائل تک نظر انداز فرمادیے ہیں۔ صرف امام ابو حنیفہ کے فقہی مسلک
کو پیش کیا ہے۔ اور اس کے ذیل میں ہر مسئلہ کی تائید و توثیق میں صحیح اور دوسری مستند کتاب زیاد



سے حدیثیں نقل کی ہیں۔

غالباً اسی کتاب کے متعلق مولف یا نخ کو تخریج ہر ایہ کا شبہ ہو گیا ہے۔ راقم کے پاس دونوں کتابیں صحیح و سالم قلمی موجود ہیں۔ مختصر الہدایہ کا نسخہ حضرت مولانا عبدالقیوم دم ۱۳۹۹ھ، شیخ عبدالحی بدھاوی خلیفہ سیدنا احمد شہیدؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کا ایک تہلی نسخہ حضرت مولانا جید الرحمن حناں شردانی۔ رئیس عظیم پور دادام الشرفیہ العلمیہ کے کتب خانہ میں میری نظر سے گزرا ہے۔ اس کا ایک ناقص نسخہ مکتوبہ ۹۵۹ھ کتب خانہ اصفیہ حیدرآباد میں فن فقہ کے تحت نمبر ۸۱۲ پر موجود ہے۔ جو کتاب الزکاح سے کتاب المزارعہ تک ہے۔ ایک محترم دوست سے معلوم ہوا ہے کہ مختصر الہدایہ کا ایک تہلی نسخہ علامہ ادیب عبدالعزیز الاثری المہمینی صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ابقاہ اللہ تعالیٰ راعیاً للعلم والآثار کے پاس بھی ہے۔

رسالہ اصول فقہ یہ رسالہ صغیر الجحم ہونے کے باوجود اصول فقہ کا نہایت جامع رسالہ ہے۔ اور اصول شاشی اور حسامی کی طرح عمارت میں اس قدر ایجاز و اختصار سے کام نہیں لیا گیا ہے جس سے طلبہ پر کتاب کا مطلب سمجھنا دشوار ہو جائے۔ یہ رسالہ عمارت اور طرز بیان کے اعتبار سے متداول انمول رسالوں سے بدجہا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اولاً:۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوات والسلام علی سید المرسلین
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فيقول الفقير المفتقر الى
رحمة الله الكريم محمد اهل الله بن الشيخ عبد الرحيم غفر الله
لنا ولوالديها واحسن اليهما واليه هذا مما يجب استحضاره
في اصول الفقہ:۔ الخ

میرے پاس جو نسخہ ہے وہ والد ماجد حضرت مولانا محمد حسین محدث بریلی دم ۸ ہجری ۱۳۳۳ھ کے

باقہ کا لکھا ہوا ہے۔ مرحوم نے اس رسالہ کو بنگلور (مدراں) کے زمانہ قیام میں کسی قلمی نسخہ سے نقل فرمایا تھا۔
کہیں کہیں معمولی سی بیاض چھوٹی ہوئی ہے قابل طبع رسالہ ہے

(۸) المقدمتا فی اصول الترجمة

یہ رسالہ زبان فارسی حکیم الامت سیدنا شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم کی تصنیف ہے۔ گو یہ ۱۲-۱۳
صفحہ کا مختصر رسالہ ہے۔ مگر مضمون کی ندرت اور خصوصیات کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ترجمہ
قرآن کے فن پر اپنے طرز کا پہلا رسالہ ہے۔ فن ترجمہ قرآن کی جن خصوصیات کا اس رسالہ میں ذکر کیا گیا،
ان کا اپنے ترجمہ قرآن (فتح الرحمن) میں التزام رکھا ہے۔ یہ رسالہ شاہ صاحب کے ترجمہ قرآن کے مطبوعہ
نسخوں میں نہیں ہے۔ جو رسالہ فتح الرحمن کے بعض مطبوعہ نسخوں کی ابتدا میں چھپا ہوا ہے وہ زیر نظر
رسالہ کے علاوہ ہے۔ یہ نسخہ ۱۲ جلدی الثانی ۱۲۲۵ھ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام محمد علی احسینی
اسقطلی ہے اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مولانا سید نور الحق علوی استاد اورینٹل کالج لاہور کے یہاں بھی
ہے۔ ان دونوں نسخوں میں کہیں کہیں الفاظ کی کمی و زیادتی کا معمولی سا فرق ہے۔

اکتوبر ۱۹۶۷ء کے برہان دہلی میں اسی مقدمہ کو مختصر نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ برہان کا یہ شائع
کردہ رسالہ راقم سطور کے ٹونکٹ لائبریری کے نسخہ سے نقل کیا ہوا ہے۔

اس نسخہ کے طبع کرنے میں بڑی عجلت سے کام لیا گیا ہے ضرورت تھی کہ اس کے دوسرے نسخوں
تلاش کر کے ان سے تصحیح و مقابلہ کے بعد شائع کیا جاتا۔ راقم سطور نے مختلف نسخوں کی بروئے اس کی تصحیح
کری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اسے شائع کیا جائے گا۔

(۹) طبیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح

یہ علامہ حسین بن عبدالعزیز بن محمد الطیبی م ۳۴۷ھ کی نہایت معتبر تصنیف اور مشکوٰۃ کی شرح میں
سب سے پہلی شرح ہے۔ یہ نسخہ جابجا سے ناقص ہے۔ مگر کتابت نہایت اعلیٰ ہے۔

اولاً:- الحمد لله الذي هو العزيز الحكيم وهو الرحمن الرحيم: الخ
اصول حدیث میں بھی آپ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے ٹونک میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے طبیی کر
ساتھ اگر اس کتاب کو بھی مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی مدظلہ طبع کراویں تو بہتر ہو۔

(۱۰) ضوع المشکوٰۃ (حاشیہ مشکوٰۃ)

یہ ہندوستان کے جلیل القدر ادیب شاعر علامہ مولانا فیض الحسن بہارپوری کی تصنیف ہے کتاب کا
آخری باب ”باب ما علی الولاۃ فی التنبیہ“ ہے۔ خطبہ کے بعد لکھتے ہیں۔

وبعد فيقول لفيض السهار نفورى وقد صين من كل شر عين
انى لما اتقضت يدى من تعليقات الجلالين نيت عنانى الى
حل المشكوٰۃ غير مكثرت بزمن ولا شين ولا مياا بما يصيب كل هين و
لين مما يقال فيمن ضاق زل ولم يفرق بين العين والغين فشرعتكمنقحاً
للإسماء والانساب مصر حاملنا سبتاً ما فى الباب بالباب وكاشفا
فيهما يستعمله العرب وباحثا هما يلىق لفنون الادب وموقفا بين
المتنايين ورافعا للتنا فى الظاهر البين على قدرى على نهى لله دوى
ان اصاب سبهمى ولما اتقف الشراح ولم ابحث عن المسائل فان الفقه
كافل لهما ونعم الكافل وسميتك بضوع المشكوٰۃ وعسى ان يكون ان تلقى
بالقبول والله المستعان على ما قول وهو نعم المستول هذاف
الدعاء وجود الخطاء معفو

(۱۱) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی)

مصنف کا نام عطاء اللہ بن فضل شیرازی نیشاپوری المعروف بجمال حسنی ہے۔ طبقات شاعر جمہانی

میں لکھا ہے۔ کہ میر جمال الدین غطاء اللہ نے ہرات میں وفات پائی۔ صاحب کشف الظنون نے ان کی وفات سنہ ۱۰۸۷ میں لکھی ہے۔

یہ نسخہ بخط عربی خوشخط ہے اول صفحہ مطلقاً ہے اور جدول آسانی ہے۔ کتاب کے آخر کی ان عبارتوں
 تمت الحاشیہ بحمد اللہ وعونه وحسن توفيقه فی سنة الف ثمانین زائداً
 علی التسعم من الهجرة النبویة علی الصلوة وعلی الہدایة والجمیعین
 شرعت ہذا الحاشیة فی بلاد لاہور حفظہ اللہ من الافات فی عہد
 ابی المظفر محی الدین اورانک زیب والسنتہ من جلوس تسعة عشر
 سے بظاہر دھوکا ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۸۷ میں مصنف کا انتقال ہوا ہے تو ایسی حالت میں سنہ ۱۰۸۹ میں تصنیف

کس طرح ہو سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ سن کتابت ہے سن تصنیف نہیں

کتاب کے سرورق پر ہے ”دھی خلاصتنا الطیبی“

د ۱۲: لمعات التنقیح علی مشکوٰۃ المصابیح

لشیح عبدالحق حنفی المحدث الدہلوی دم سنہ ۱۰۵۲ھ م ۱۶۴۲ھ

یہ نسخہ قدیم الخط و درخیم جلدوں میں ہے کاغذ گل ریز سفید ہے۔ پہلی جلد نہایت خوشخط و خفیف سی

کرم خوردہ، جلد دوم بادامی مجدول شجرنی و سیاہی، پہلے ورق کے صفحہ پر یہ عبارت ہے:-

”حاجی عبداللہ خلیفہ شیخ عبدالرزاق بن شیخ امام الدین قادری“ اور یہ مہر ثبت ہے شیخ عبدالقادر

د ۱۳: جواہر الاحول فی حدیث الرسول

یہ ابوالفیض محمد بن محمد علی الفاسی کی تصنیف ہے۔ اولاً

الحمد لمن اہم حدیث کلام القدام والصلوة والسلام علی من

اس کا ایک نسخہ سہ ماہی پور میں ایک شہزادہ دوست کے یہاں میری نظر پر گذرا جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نسخہ و منتول

احسن کلام حدیثہ الفقیہ علی لہ واصحابہ سراً ہدایۃ الصراط المستقیم

آخر کی عبارت ہے :-

استراح بنان الکاتب من تحریرھا ولتطیرھا فی ضحوة الخمیس
الذی کان السابع والعشرون ذی القعدة وقد مضی من الهجرة

المصطفویۃ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام

د ۱۴، لباب الاصول فی اصول الحدیث

یہ عربی میں اصول حدیث میں مختصر رسالہ ہے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

د ۱۵، مدارج الاخبار ومعارج الآثار من مشارق الانوار

ہندوستان میں فن حدیث پر دو کتابیں لکھی گئی ہیں، "مشارق الانوار" اور "کثر العمان" ان

دونوں میں اولیت کا فخر مشارق الانوار کو حاصل ہے۔ اس کتاب میں اول ذکر کتاب کو فقہی توجیہ

پر مرتب کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ نہایت قدیم المخطوطہ ہے فن حدیث کے تحت نمبر ۱۱۹ پر محفوظ ہے۔

د ۱۶، شمائل ترمذی: نکوشی علامہ ابن حجر عسقلانی ومیر کشاہ وغیرہ

یہ نسخہ بتطبیح متوسط ۱۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن قنابت کی عبارت حسب ذیل ہے۔

قد فرغ من تحریر ہذا الذی نسخنا الشریفۃ المبارکۃ المسماة بشمائل

النبیۃ المصطفویۃ الفقیہ الی اللہ الصمد محمد بن سید پیر محمد فی تاسع

عشر من ربیع الاول سنۃ الف ومانئہ وثلثین من الهجرة

اس کے علاوہ شمائل کے دو نسخے اور بھی کتب خانہ میں ہیں جو ۱۰۱۹ھ و ۹۰۹ھ کے نوشتہ ہیں۔

د ۱۷، اشرف الوسائل فی شرح الشمائل (عربی)

مصنف کا نام احمد بن علی ایسی الانصاری مہرزی (المولود ۹۰۹ھ المتوفی ۹۱۳ھ) ہے۔

قاضی زکریا کے شاگرد ہیں، مکہ منظمہ میں ۹۷۳ھ کے بعد انتقال فرمایا۔ حجران کے اجداد میں کسی کا نام یا لقب تھا، اسی نسبت سے ابن حجر کی مشہور ہوئے۔ نسخہ بخط نسخ خوشخط لیکن خفیف کرم خوردہ ہے۔

اولاد: - الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد

خاتم النبیین والمرسلین وعلى آله واصحابہ اجمعین وبعد فهذا بحالة

علقتها على مشكل شمائل الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ

بن موسیٰ ریفیح المهملة فسكون

مقدمہ میں ہے :-

لما قرئی علی فی رمضان سنة ثمان واربعمائة وستة مائة (۱۹۲۹)

بالمسجد الحرام المکی الخ وسمیتها اشرف الوسائل الی الفهم

الشمائل واسئل الله قبولها (امین)

(۱۸) شرح شمائل

یہ شرح شیخ عبدالرؤف المناوی دم ۱۰۳۳ھ کی تصنیف ہے۔ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے

یہ نسخہ ۱۰۳۲ھ کا مکتوبہ ہے۔ آخر میں یہ عبارت ہے :-

قرأ الشرح المبارك بعد العصر من يوم السبت السادس عشر

من شهر رمضان المعظم سنة ۱۰۳۲ و صلى الله على سيدنا محمد

والعاصم وصحبه وسلم على يد الفقير محمد بن احمد المطري

کتاب کے سرورق پر ہے :-

هذا الشرح للشيخ عبدالرؤف المناوی - المثنوی سنة ۱۰۳۲ھ

یہ شرح مولانا عصام الدین الاسفراہی اور علامہ ابن حجر امینی کی شرحوں کے بعد شمائل

کی تیسری شرح ہے جس میں پہلی دو شرحوں کی تہذیب و تنقیح کی گئی ہے۔ یہ شرحوں کے بعد شمائل
مقدمہ میں لکھتے ہیں :-

ان متن تصدیی لشرحها و حد المدفقین مولانا عصام الدین
الاسفرائینی فاتی بالم سبق الیہ من کشف النقاب عن اسرارها
لکنہ من الاحتمالات العقلیة فی هذا الفن الذی هو من الفنون الثقیة
مع ما هو علیہ من الافہام حتی عد ذلك من سقطات الاوصاف و نلاحظ
العالم التحریر الشہیر باب حجر الہیثمی تریب الملکة المکتر فاطال اطاب
(۱۹) شرح شمائل

مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائینی م ۱۲۳۰ھ کی شرح شمائل کا پہلی جلد نسخہ کاتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۲۰) الخیر الکثیر اور التفہیمات

یہ دونوں رسالے ایک مجموعہ میں نہایت پاکیزہ خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ مجلس علمی اہل سورت
یہ دونوں رسالے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کے پہلے سورت سے نکلے ہوئے رسالے
ان کی قدر و قیمت چھپ جانے کے باوجود بہت زیادہ ہیں۔ یہ دونوں نسخے ٹونڈک لائبریری
کے گواہ بنایا ب کہلانے کے مستحق ہیں۔

مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے

تفہیمات حضرت قدوذا العلماء مولوی شاہ ولی اللہ صاحب منقول از مسودہ اولیٰ قلمی خط ذری
کاغذ سفید، در کتب خانہ بن الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر دام انبیا والی ٹونڈک
در ۱۲۹۳ھ داخل گردید۔

اس عبارت کے ذیل میں جو مہر ثبت ہیں ایک مہر محمد علی خاں بہادر کی اس طرح جمع ہیں :-

نگہبان دین محمد علی

دوسری مہر وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر فاں نصرت جنگ کی ہر اسی مجموعہ میں سات صفحات کا ایک

رسالہ مصطلحات الحدیث کا بھی ہے۔ اس پر نواب محمد علی فاں کی مہر ہے

(۲۱) مجموعہ رسائل حجۃ الاسلام سیدنا اسمعیل شہید

اس مجموعہ میں ایک سالہ ہے جس میں حضرت شہید نے ہمعصر علماء و شہداء جہاں آباد (اگرہ) کو فتاویٰ

پر تنقید فرمائی ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:-

پس ازین اجوبہ مفصلہ بعض سوالات است کہ علماء و شہداء جہاں آباد در اجوبہ آنها اجماعی بکار بردہ اند
و بدین سبب بعض عوام در اوہام باطلہ افتادہ اند۔ ابتداءً لرضوان اللہ تعالیٰ برائے دن شہید عوام
بتفصل پر داختم۔ و هو حسبی و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر

دوسرا رسالہ ”علم عقائد“ میں ہے۔ اس کا آغاز یہ ہے:-

من العباد الذی لیل الراجی لرحمتہ اللہ العجیل محمد اسماعیل

تجاویز ربہ مما قل و کثر

تیسرا رسالہ اصول حدیث پر ہے جس میں احادیث کے اخذ و استناد کے سلسلہ میں ائمہ اربعہ کا

نقطہ نظر اور محور فکر واضح فرمایا ہے جس کے مطالبہ سے ائمہ اربعہ کے فقہ پر بادی النظر میں جو اختلاف نظر آتا ہے

اس کی حقیقی علت سمجھیں آجاتی ہے۔ اسی تیقن کو سمجھ لینے کے بعد درس حدیث میں کسی زہب کے پیرو کو

اپنے مسلک کی تائید اور توثیق کے لیے مستعاروں احادیث میں دوران کار تاویلات کرنے کی قطعاً گنجائش

باقی نہیں رہتی۔ اس رسالہ سے موجودہ جماعتی نقطہ نظر کے طریقہ تعلیم حدیث میں اصلاح ہو سکتی ہے۔

قابل طبع رسالہ ہے۔



شوکت علی خاں، ڈاکٹر کبیر عمر بک شہین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

ٹونک کے کتب خانے اور ان کے مالک

ٹونک آج گو علم و فن کا مرکز نہ ہی لیکن کسی زمانہ میں وہ گہوارہ علم، ستر اور کاشانہ مذہب و ملت رہ چکا ہے۔ ہندوستان بھر کے منتخب اور اکابر علماء یہاں جمع تھے۔ سمرقند، بخارا، کابل، قندھار، ایران، ترکستان، مصر اور عرب تک کے طلباء حصول علم کے لئے یہاں آتے تھے اس کا ذرہ ذرہ علم پروری اور ادب نوازی کا آئینہ دار ہے۔ یہاں محمود غزنوی کی زوجین بھی ٹھہری ہیں اور نگہ زیب کے ریاض ظفر آیات بھی گذرے ہیں ہلکرا اور سندھیا کے ناقوسوں کی آوازیں بھی یہاں کے درخت جوبل میں گونجی ہیں یہیں سید احمد شہید کا قافلہ ٹھہرا تھا۔ شاہ اسمعیل شہید کی قدم پوسی کا شرف بھی اسی زمین کو حاصل ہے۔ اس کی سر زمین پر اب تک ان کے فیضان اور روحانی تجلیات کا اثر باقی ہے۔

یہاں کے علماء و فضلاء، سید حیدر علی، حکیم سید دائم علی، علی احمد بہاری، سید انعام اللہ بریلوی، حکیم امام الدین، حکیم مزاجان خاں، حیدر سن خاں محدث، غازی ولی پور پھلتی، مولوی خیر الدین شیر کوٹی، مولانا نجف علی خان چھری، حکیم نازش خیر آبادی، محمود سن خاں (مصنف معجم المصنفین) حکیم برکات احمد، حافظ محمود خاں شیرانی، استاذی مولوی عیسیٰ خاں اور مرثوی حضرت عسوات کے فیوض برکات سے ایک عالم سیراب ہوا۔

ٹونک کی علمی تاریخ تو اب قصبہ پارینہ بن چکی ہے لیکن اس کی کچھ یادگاریں اب بھی باقی ہیں۔ اور وہ اس کے کتب خانے ہیں۔ جو آج بھی اسلاف کے کیش قیمت جو اہر پاروں کو اپنے دامن میں لئے بیٹھے ہیں

لے مہارن نمبر ۳ جلد ۹۶ بت ستمبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ جس کو اضافہ کے ساتھ کتاب ہذا میں شامل کیا جا رہا ہے۔

ان میں سے بڑا کتب خانہ سعید پورہ ہے جو اپنے بیش قیمت نوادر کے اعتبار سے ہندوستان کے ممتاز کتب خانوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

اس میں بہت سے قدیم علماء و مصنفین کی کتابوں کے نادر نسخے ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتے۔ ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالرحمن میمن بڑوی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے تبرکات بھی ہیں۔ کن کے قطب شاہی خاندانوں کے نوادر بھی ہیں۔ مرزا ہمایوں، اکبر اور اوزنگ نیب کے مخطوطات بھی ہیں۔ خود نشین کے لکھے ہوئے اور ان کے دستخط شدہ مخطوطات بھی ہیں۔ خصوصاً پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، اور دسویں پجری کے مشاہیر علماء کے اسناد اور تحریروں کے بیش بہا اور نایاب نسخے ہیں۔

اس کتب خانہ کے بانی پیر الدولہ نواب محمد علی خاں ہیں جو نواب امیر الدولہ بہادر بانی ٹونک کے پوتے اور نواب وزیر الدولہ کے جانشین تھے، نواب ممدوح خود بھی بڑے عالم اور علم نواز تھے۔ نواب صاحب نے سیاسی دنیا سے الگ ایک ادبی دنیا بسائی تھی جو اب تک قائم ہے۔ گو سیاسی اعتبار سے ٹونک ریاست ختم ہو چکی لیکن نواب محمد علی خاں کی ادبی مملکت آج بھی قائم ہے۔

نواب محمد علی خاں بہادر ۱۸۶۴ء میں تخت نشین ہوئے اور تقریباً چار سال بعد ہی انگریزوں نے مغزول کر کے بنا سن بھیج دیا۔ یہاں آنے کے بعد نواب صاحب نے ایک ادبی دنیا بسائی، کاتب خوشنویس جس کے مطبوعات سعید پورہ سرکٹ لائبریری اور مخطوطات راجستھان کے دیگر ذخائر کے شمول کے ساتھ اب ایک خود مختار آزاد ڈائریکٹریٹ "عربک پرنسین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک" کے نام سے قائم و دائم ہے۔

۵۲ تیسرے فرماں روائے ٹونک جو اس کتب خانہ کے بانی تھے (۱۸۶۴ء تا ۱۸۹۷ء)

۵۳ ہندوستان میں آزادی کا آخری طاقتور شہباز اور پٹھانوں کے سب سے بڑے لیڈر تھے جنہوں نے بیپو سلطان کے بعد وطن کو آزاد کرانے کی جدوجہد کی۔ لیکن اپنے ہی ملک کے اغراض پرست ساتھیوں کے عدم تعاون کی بنا پر ناکام ہو کر انگریزوں سے صلح کر لی اور ٹونک کی ریاست لے کر ہندوستان میں جکرے گئے۔

(تاریخ سید احمد شہید مصنف مولانا غلام رسول مہر ص ۱۱۰)

۵۴ دوسرے فرماں روائے ٹونک (۱۸۳۴ء تا ۱۸۶۴ء)

اور علماء و فضلاء کو اپنی محفل میں جگہ دی دور دور سے علمی جواہر پائے جمع کئے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر و ایران اور دنیا کے گوشہ گوشہ سے علماء و سفرار بھیج بھیج کر نایاب نسخے یا ان کی نقلیں منگوائیں۔ اور خود بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح جب نواب صاحب نے ۱۸۹۵ء میں انتقال کیا تو ایک شیش بہا کتب خانہ چھوڑ گئے۔ یہ کتب خانہ نواب صاحب کے فرزند صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب کو ورثہ میں ملا جب کہ کوٹلک منتقل کر کے اس میں مزید اضافہ کیا۔

صاحبزادہ عبدالرحیم خان صاحب کے انتقال کے بعد نواب سعادت علی خاں صاحب نے اسے ریاست کو منتقل کر دیا۔ اور ۱۹۲۶ء میں صاحبزادہ عبدالعظیم خاں کا تقریر ناظم سعید یہ کتب خانہ کی حیثیت سے کیا عبدالعظیم خاں صاحب نے برسی جانفشانی اور تندرستی سے اس فریضہ کو انجام دیا اور از سر نو فہرست مرتب کرنے کے لئے ۱۹۲۶ء میں مولانا محمد عمران خاں کو مامور کیا۔ مولانا موصوف علوم شرقیہ کے نہ صرف فارع اعلیٰ ہی ہیں بلکہ اس کے دلدادہ بھی ہیں اس لئے تین سال کی مسلسل محنت اور کاوش کے بعد ہی اور مطبوعہ کتابوں کی الگ الگ فہرستیں باعتبار فن مرتب کیں۔ ان کی بدولت علمی تحریک کی ندرت اور خصوصاً اس کا حال بیان کرنا آسان ہو گیا۔

۱۹۶۱ء میں حکومت راجستھان نے سعید یہ کتب خانہ کے نام نوادر کونستے ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ میں منتقل کر دیا جس میں ناظم ادارہ علوم شرقیہ کی حیثیت سے راقم کا تقریر کیا گیا۔ یہ کام علوم تہذیبیہ کے نئے نئے نوانا آزاد، روم کی اسکیم کے تحت کیا تھا جو ان نوادر کے مختلف نقطہ نظر سے حد درجہ لائق ستائش ہے۔

صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب نواب محمد علی خاں بہادر کے خلیفہ الصدق تھے باپ کی طرح تو وہی علم و فن و شائق اور علوم شرقیہ کے دلدادہ تھے اور اس دنیا میں بڑے عالم کی حیثیت سے مشہور تھے بہت سی کتابوں کی تالیف و ترتیب بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے باپ کے اس گراں اہم ذریعہ کا اپنی ذاتی کوششوں سے اور زیادہ بڑھایا۔ یہاں کی ہر کتاب پر موصوف کے حواشی اور دستخط ملتے ہیں۔

سعید الدولہ وزیر الملک نواب سعادت علی خاں صاحب بہادر (۱۸۹۵ء تا ۱۹۲۶ء) کا تخلص "سعید" تھا۔ اسی نسبت سے اس کتب خانہ کا نام "سعید" پڑا۔ اور خطاب بھی سعید الدولہ تھا۔

اس ذبیحہ کے نتیجہ نوا اور پرنواب محمد علی خاں کے قلم کی تحریریں، خواہشی اور امیر لدیوالہ
 وزیر الدولہ نوابان ٹونک کی مہر اور دستخط ثبت ہیں۔ مولانا آزاد اس کتب خانے کی
 اہمیت سے پوری طرح واقف تھے خود بھی استفادہ فرماتے اور دوسروں کو بھی استفادہ کرنے کا مشورہ
 دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں کتب خانہ سے متورد کتابیں حکومت راجستھان کے ذریعہ طلب فرمائیں
 جو کئی سال تک ان کے زیر مطالعہ رہیں۔

اسی زمانہ میں اپنے حکومت راجستھان کو کتب خانہ کی ایامی فہرست اور جامع فہرست تیار کرانے
 کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کا ایک نسخہ بھی بنا کر بھیجا۔ اس خاکہ کے مطابق کتابوں کی ایک فہرست
 تیار ہوئی جو اس وقت تک اب تک تیار نہیں ہے۔ مگر ادارے کی دوسری فہرستوں کے مقابلہ میں بہت
 مفید اور کارآمد ہے۔

اس کتب خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دوسرے ملکوں کی
 وفیڈار تحقیقین اس سے استفادہ کے لئے ٹونک آنے رہے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں عرب لیگ کی جانب سے
 ہر وفد اور کتابوں کی تلاش اور ان کے فوٹو لینے کے لئے ہندوستان آیا تھا اس نے اس کتب خانہ کی
 کئی کتابوں کے فوٹو لئے۔ اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے ایک اسکالرنے جو محقق وطن پرست تھے
 ٹونک آکر اس کتب خانہ سے استفادہ کیا۔ اور یہ کتاب کا عکس حکومت ہند کے ذریعہ لگوا یا۔
 ہندوستان کے علماء اور محققین تو کثرت آتے ہی رہتے ہیں اور خط و کتابت کے ذریعہ استفادہ کرتے

ہیں جو ہر موقع پر بھی راجستھان آتی ہیں وہ کتب خانہ دیکھنے کے لئے ٹونک ضرور آتی ہیں

خود مولانا آزاد مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ کسی موقع پر اس گوشہ نموں میں پڑھنے سے نایاب ذبیحہ
 کو تلاش فرمائیں۔ لیکن غیر معمولی مسرت و خیانت کہ وہ بے سے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکے جس کی تکمیل مولانا مرحوم کی جانشین
 پروفیسر سید نور الحسن نے ۱۹۵۳ء میں کی۔

پروفیسر صاحب نے اس ادارہ کی اہمیت کے پیش نظر ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۶ء میں دو بار یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائی۔ اور حکومت راجستھان اور دیگر عہدہ دارین اس دعوے کی توجہ اس کی ترقی و ترقی کے لئے بندوں کرانی۔ اور مجھ سے ایک تفصیلی اسکیم مانگی جس کو میں نے R. P. M. میں پیش کی اس اسکیم کے تحت آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر نے پھر ایک ایم سی آر پر ویکیٹ لئے گئے اور ایک مقرر کیا۔ جو اب تک چل رہا ہے۔

اس پروجیکٹ کے تحت اس ادارہ کے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سٹڈنٹس نے عربی، فارسی، اردو کے محفولات کی انگریزی میں وضاحتی فہرست اور عربی کتب خانہ کے تحت آئی۔ تنظیموں میں رہنا تھا اور پروفیسر گروور ڈائریکٹر آئی، سی، ایچ۔ آر کی سربراہی سے اس دو سالہ پروجیکٹ کی اہمیت کو سمجھی۔ مزید برآں ایک سال کی توسیع کی اور ضرورت سے اس لئے گروور صاحب نے اس کنسیلاٹ کو اور وضاحتی اور تحقیقی بنانے کے لئے کچھ تحقیق طلب اور زیادہ مسومات کا اضافہ کرنے کے لئے سعید اور بارہا ہدایات دی ہیں۔

پروفیسر نور الحسن صاحب کے تشریف آؤں میں، ہی چند برسوں میں اس ادارہ کی ایک تاریخی نمائش اور عدد۔ تقریبات کا اختراع کرنے لگے۔ اور اس دور میں اس ادارہ میں اس کو خود مختار ادارہ بنانے اور ترقی دینے کے لئے حکومت راجستھان سے سفارشات گئیں۔ ڈاکٹر مسز کپیل اوایتھ مسائن جو انٹ ایڈوائزر کتبیات حکومت ہند نے اس ادارہ کی توجہ و فروغ کے لئے حکومت راجستھان کو بار بار لکھا۔ اور اسے اس کی بہت مدد ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ کے قدروں، سرپرست اور کھنڈیا کو کھڑا کر دیا جو راجستھان کے سپین ستر جناب کیسروں منسوخ شیخا سے زیادہ غنی اور تحقیقی دنیا میں عربی، فارسی علوم کے اجبار کے لئے زندہ رہیں گے

انہوں نے ایک دوسرے قدر دان علم و فن، روح رفاں جناب گوبند چند جی کی بات چیت سے

سکرٹری راجستھان کی مفید مشوروں سے اس عظیم المثنال تاریخی ذخیرہ کو صوبائی سطح پر ایک خود مختار آزاد ڈائریکٹریٹ کی شکل دی۔

یہ تاریخ ساز کا نام عربی فارسی دنیا میں ہمیشہ راجستھان کا نام سرفراز اور بلند رکھے گا جناب بھروسہ سنگھ شیخاوت اور جناب گوپال کرشن بھاوت کے نام یہاں کے ایک ایک مخطوطہ پر سنہری حروف میں علی عنوان سے ہمیشہ اجاگر رہیں گے۔

یہ ڈائریکٹریٹ ساڑھے پانچ ہزار سے زائد مخطوطات اور تیس ہزار سے زائد مسودات پر مشتمل پورے راجستھان میں علوم شرقیہ کا واحد ادارہ ہے جس میں تین ہزار سے زیادہ تعلیمی کتابیں ہیں جو مختلف خصوصیات کی ہیں۔ کچھ فنی لحاظ سے نادر ہیں، کچھ ادبی لحاظ سے، بعض ندرت اور قدامت کے لحاظ سے اہم ہیں، بعض کتابت اور صناعتی کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔

اس کتب خانہ میں مختلف ملکوں اور مختلف دور کے خطوط اور خطاطی کے نمونے مثلاً کوئی، نلدت، نسخ، رقا، خطِ نائن، خطِ غبار، خطِ سنبل، خطِ گلزار، خطِ ظفری، تعلق اور تعلق وغیرہ موجود ہیں جن میں ان کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہو۔ مطلقاً و مذہبِ سنوں کا بھی ایک شیش قیمت ذخیرہ ہے جو صناعتی کا بہترین نمونہ ہے اب ان نادار نسخوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) قرآن کریم کا ایک مطلقاً و مذہبِ سنوں خطاطی کا بہترین نمونہ ہے، کاغذ کی سخت قلم کی کشش، اس کے میدانِ مذہب حاشیے اور سیاہی کی جاویدت اس نسخہ کی ندرت اور قدامت کی ضامن ہے۔ یہ جمائل شریف شیراز میں ۱۷۷۷ء میں لکھا گیا۔ کاتب کا نام احمد انیریز ہے۔ کاغذ نہایت نفیس

۲) ایس ادارہ میں بے پورا اودے پور، جھالاواڑ اور بھرت پور کے مخطوطات بھی شامل ہو گئے ہیں جن کی تعداد اب تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ حکومت راجستھان کے سابق اسٹیٹ ایکویشن منسٹر سید فاروق حسن صاحب کی توجہ خاص سے یہ اسکیم منظور کی گئی اور ایک شمالی مرکزی ادارہ کی بنیاد پڑی

۳) احمد انیریز

نایاب اور باریک ہے پورا نسخہ مع بین السطور اور حاشیہ مطلقاً و مذہب ہے۔ نشانات آیات بھی مطلقاً ہیں
جدول انتہائی نفیس، رنگین اور دلکش ہے۔

(۲) کلام مجید :- کا ایک سی ورق نسخہ فن خطاطی کے لحاظ سے بی نظیر ہے۔ پورے کلام مجید
تیس اوراق میں ہے۔ کاغذ بادامی باریک شروع کے دو صفحے کا حاشیہ مطلقاً اور مینا کار ہے کل اوراق مجرول
طلائی اور بین السطور مطلقاً، حاشیہ حسین، بیل اور مطلقاً ہے خط نہایت باریک..... لیکن حروف
ایسے روشن ہیں کہ دور سے بھی واضح اور دلکش نظر آتے ہیں خطاطی کی ندرت کے علاوہ ماہر فن کار نے اس
رعایت سے کتابت کی ہے کہ ایک ورق میں ایک پارہ ختم ہو جائے۔ اور ہر سطر الف سے شروع
ہوتی ہے۔

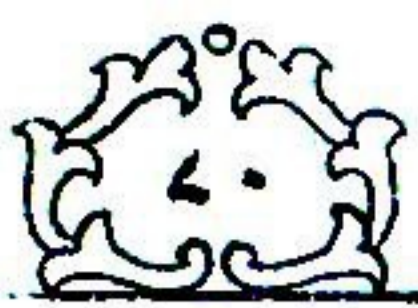
(۳) قرآن مجید :- کا ایک نسخہ دورِ خلیفہ کی یادگار ہے جو تیموری سلاطین کے کتب خانہ
میں رہ چکا ہے لیکن بد قسمتی سے کرم خوردہ اور داغدار ہے۔ اس کی خطاطی، کاغذ کارنگ اس کی قدامت کے
شاہد ہیں۔ آخر میں نامکمل ہونے کی وجہ سے خطاط کا اور تیار کتب کا پتہ نہیں چلنا۔ صرف شروع میں ایک صفحہ
پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

”از کتب خانہ سرکار مرزا محمد ہمایوں شاہ بہادر ابن مرزا محمد کام بخش عالم بہادر“

(۴) تقریب النثر :- یہ کتاب تجوید و قرأت میں ہے اور کتب خانہ کے بہترین
نسخوں میں شمار کی جاتی ہے۔ محمد بن محمد بن محمد الجزری اس کے مصنف ہیں۔ اور ان کی زندگی کا مکتوبہ ہے جو
کے ہاتھ کی قلمی اجازت اس نسخہ پر مرقوم ہے جو انھوں نے اپنے شاگرد شمس الدین نویری کو عطا کی تھی۔

۱۵ یہ قرآن مجید عبد الباقی یا قوت رقم کا نوشتہ ہے جو شاہجہاں کو پیش کیا تھا۔ اس کے انعام میں شاہجہاں
بادشاہ نے عبد الباقی کو راج الوقت سے عوضاً تلوا کر ان کو دے دیا

۱۶ یہ تاجیخ تحریر اورنگ زیب عالمگیر کے پوتے کی ہے جو ادارہ کی اس روایت کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ یہ نسخہ اورنگ
زیب کے دست مبارک کا نوشتہ ہے۔ جو اورنگ زیب سے منسوب کیا جاتا ہے۔



محمد الخیر زمی مشرقی دنیا کے جبر عالم گزرے ہیں۔ سلطان بانیрид شہنشاہ روم تک آپ کی قدر کیا کرتے تھے ان کی تحریر نے اس نسخہ کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے۔ یہ نایاب نسخہ اورنگزیب عالمگیر کے کتب خانہ کی بھی زینت رہا ہے۔ کتاب کے دوسرے ورق پر اورنگزیب کی مہر کندہ ہے۔ تاریخ کتابت ۱۰۲۹ھ ۱۶۲۵ء درج ہے چونکہ مصنف کی قلمی عبارت اس پر مرقوم ہے اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مصنف کے شہد کا مکتوب ہے۔

(۵) زاد المسیر و تفسیر، عبد الرحمن ابن جوزی

یہ نسخہ خلفا و بجا سیک کے کتب خانوں کی زینت ہے۔ چھاپا ۱۵۶۶ء میں جب بڑا کو خاں نے مستند صہبانی کو قتل کر کے علاقہ کا خاتمہ کر دیا اور بغداد کا کتب خانہ برباد ہوا تو نسخہ کی کئی کاپیاں کے ہاتھ لگ گیا۔ کتاب کے آخر میں جو عبارت درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۵۶۶ء میں یہ نسخہ کسی صاحب کی ہاتھ میں آیا اس کا نام محمد شہرہ ہے۔ ابنت سن کتابت واضح ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی کی زندگی یا اس کے کچھ ہی دن بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ مصنف کا انتقال ۱۰۹۰ھ میں ہوا تھا۔

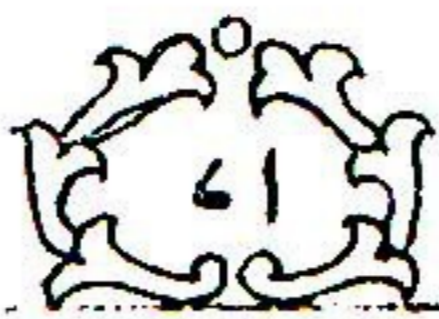
نسخہ ہذا کے پہلے صفحے پر ایک خط تحریر ہے: "میرزا محمد علی صاحب نے یہ نسخہ بہت دیدار سے دیکھا ہے، محبتی اور خطاطی و قیام علی رحمہ اللہ کا پیش ہر نمونہ، خلفاء و دور کی عبارتیں جگہ جگہ، جو صاف سمجھنے میں نہیں آتیں۔"

(۶) تفسیر جلالین، سن کتابت درج نہیں ہے لیکن مصنف کی زندگی کا نسخہ

ہے اس پر خود مولانا جامی کے حاشیہ بزرگ ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مولانا جامی کی زندگی کا ہے جامی کا انتقال جلال الدین سیوطی سے تیرہ سال قبل ہوا تھا اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت قابل قدر ہے۔

(۷) سواطع الالہام، فیضی کا پیش بہا بے نقط نسخہ نہایت خوشخط

۱۸/۲/۹۵ - ۱۰۹/۲/۱۳۵
 علامہ جلال الدین سیوطی کا یہ نسخہ مولانا جامی کی کتابت ہے۔ یہ نسخہ مولانا جامی کی کتابت ہے۔ یہ نسخہ مولانا جامی کی کتابت ہے۔



مطلقاً، نہ ترتیب اور طرائقِ جدول ہے پوری تفسیر میں کوئی بھی نقطہ والا حرف استعمال نہیں کیا گیا اور مقدمہ بھی بے نقط لکھا گیا ہے۔ اس نسخہ کے کاتب اور سن کتابت کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ لیکن خطاطی، کاغذ کی اور قلم کی حسین گلکاریوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ دسویں یا گیارہویں صدی کا مکتوب ہے۔

(۸) قدحیص فی التفسیر :- ابو عباس احمد بن یوسف الکواثمی ز ۶۸۰ھ

کاقابل ویدنسخہ ہے جو مشہور خطاط عبدالقادر بن صالح بن محمود کے بحرکارا شہب سلم کی گلکاریوں سے مزین ہے۔ یہ نسخہ مصنف کی زندگی کا ہے اور انیس کے نسخہ سے تصحیح شدہ ہے اس پر خود مصنف کے ہاتھ کی ایک تخریر بھی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے گزر چکا ہے۔ کتاب کے آریں جگہ جگہ ”عرض دیدہ شد“ مع سنین مرقوم ہے ان میں سے کوئی نویں صدی کے بعد کا نہیں ہے۔ کتاب کے صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ پر مہر ثبت ہیں جن میں یہ کندہ ہے۔

جاوداں بادا نشان خاتم محمود شاہ
تا بلوح آسماں باشد منور مہر سوزاں

(۹) الفونس الکبیر :- شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی الفونس الکبیر

کون واقف نہیں ہے۔ لیکن اس نسخہ کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ اس میں خود شاہ صاحب کے قلم سے وہ اجازت درج ہے جو انھوں نے اپنے ایک شاگرد عبدالمہادی کو دی تھی۔ اسی وقت ان پودر سن کی دیا تھا جو اس کے مستند ہونے کا ثبوت ہے۔

حدیث :- کے نادر نسخوں کا بھی اس کتاب میں معتد بہ فیروز زاد اس میں دو نام مخطوطات کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰) اختیار اعمام المسانید :- امام شریعت الدین امین بن عیسیٰ

اس مخطوطہ پر کتاب کا نام نہیں ہے لیکن کشتہ الظنون نے اختیار اعمام المسانید لکھا ہے جو دست

۱۰ نمونہ ہیکل اشاہان کجرات میں مشہور و معروف بادشاہ نیرا ہے جن کی مہرتیں یہ نمونہ قرار آکر کتابوں پر اس کی بھی مہر پائی جاتی ہے۔

۱۱ مصنف کے حالات کے لئے دیکھیے (الاضواء للامع ج ۲ ص ۲۰۳ - ۱۰۸)

کے فلم کا مکتوبہ ہے۔ مصنف نے اسے ۸۹۰ھ میں برنیہ منورہ میں تالیف کیا۔ کتاب کے پہلے صفحے پر ایک مربع دو دور اور ایک شش پہل مہریں ثبت ہیں جن کی عباریں مٹی ہوئی ہیں۔

(۱۱) اشعنا اللعانی شرح مشکوٰۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اس کے مؤلف دہلی منتھے ہیں لیکن ایک نسخہ بہت اہم ہے شیخ کی وفات کے چند ہی سال بعد

سکا مکتوبہ ہے۔ ان کی وفات ۸۵۲ھ میں ہوئی اور اس نسخہ پر ۸۵۴ھ سے پہلے کی تحریریں درج ہیں یہ منلیہ

سلاطین کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ اس کے پہلے صفحہ پر ۲۲ مہریں اور آخر کے صفحہ پر ایک مہر ہے۔ ان

مہروں میں ایک مہر شہزادہ اورنگزیب کی ہے جو بہت واضح اور نمایاں ہے۔ ان میں مختلف ایروں

کی مہریں بھی ہیں دو مہریں لطف الشرفاں کی ہیں۔ وہ شاہجہانی وزیر سعد الشرفاں کا اور خود برصا

علم تھا، گئی جگہ "عرض دیدہ شد" مرقوم ہے

(۱۲) کف الرعاع عن محرمات اللہ والسماع

ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۳ھ کا نام درج نہیں سن کتابت ۹۵۰ھ اس اعتبار

یہ نسخہ مصنف کی زندگی ہی کا لکھا ہوا ہے۔ بلکہ بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف کے

تلم کا ہے اس حیثیت سے نسخہ نہایت اہم اور تاریخی ہے

(۱۳) منظومہ فی النفس (فقہ)

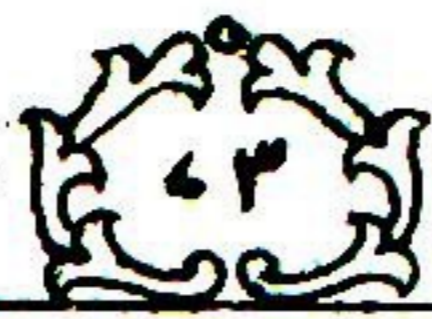
نجم الدین ابو غنص بن محمد المتوفی ۵۳۶ھ مکتوبہ ۶۸۳ھ قدامت کے علاوہ اس نسخہ کی ایک

خصوصیت یہ ہے کہ وہ محمود بن محمد بن شمس الدین مرقی برجلالی کے ہاتھ لکھا ہوا ہے۔ اور اس پر ان کے

حواشی ہیں۔

(۱۴) نقایم مختصر الوقایم

عبد الرحمن مسعود بخوبی حنفی المتوفی ۹۴۵ھ مکتوبہ ۹۹۶ھ شیخ ابوبکر گجراتی کے ہاتھ لکھا



لکھا ہوا نہایت خوشخط اور مطلقاً وندہب نسخہ ہے۔ شاہی کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ کتاب پر اورنگ
زیب کی مہر ثبت ہے۔

تصوف کی کتابوں اور بزرگوں کے تذکروں کے بہت سے نسخے ہیں۔ ان میں حسب ذیل نسخے
زیادہ اہم ہیں۔

(۱۵) جوامع الکلم۔ ملفوظات و مواعظ خواجہ گیسو دراز جس کو ان

کے مرید خاص خواجہ اکبر حسینی نے مرتب کیا تھا۔ اس کے نسخے نادر و نایاب ہیں یہ نسخہ شاہی کتب خانوں
میں رہ چکا ہے اس پر ان کی مہریں ثبت ہیں خواجہ گیسو دراز کی خانقاہ میں جو نسخہ ہر وہ اسی نسخہ کی نقل ہے۔

(۱۶) نقد النصوص فی شرح الفصوص مولانا جامی

مصنف کے عہد کا نسخہ ہے جا بجا ان کے خود کے قلم کے حواشی ہیں اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت اہم
ہے۔ داراشکوہ کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ اس پر اس کی مہر ثبت ہے۔ مزید برآں ہرات کے سلطان
حسین مرزا کا ایک تلمیذ بھی درج ہے اور دیگر اکابر اور شاہیر کے حواشی چمے ہوئے ہیں۔

(۱۷) مروج الذهب مسعودی (تاریخ)

یہ کتاب بار بار طبع ہو چکی ہے اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے لیکن یہی نسخہ اس

لحاظ سے اہم ہے کہ عبدالرحیم خانخاناں کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے اور اس پر اس کی تحریر موجود ہے۔

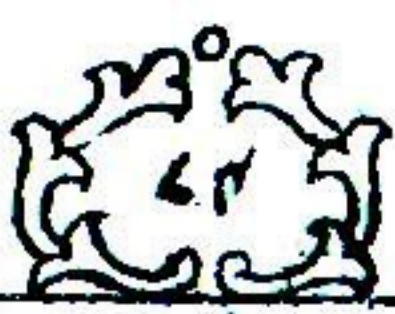
(۱۸) تلقیح فہوم الاثرہ فی التاريخ والسیرة (ابن بوزی)

مکتوبہ شاہی اپنی قدامت کے اعتبار سے اہم ہے۔ اس کے ساتھ دو اور کتابیں زاد المسیر

اور تلقیح بھی نہایت اہم ہیں۔ تلقیح پر سلاطین اور امراری مہریں اور تحریریں ثبت ہیں

(۱۹) فہرست ابن ندیم و نیاات الاعیان۔ ابن خلدون۔ مکتوبہ شاہی

تفصیل کے لئے اس کے ایک تفصیلی مقالہ بعنوان اکبر کے فہرست " کی ایک تحریر ملاحظہ کیے۔



(۲۰) نظم الدرر والمزجان فی سیر سید الانس والجان
مولانا اویلی محمد بن مرزا خان البرکی، قدیم نسخہ ہے۔ اس کو شاہ ولی اللہ صاحب کے بھائی
شاہ اہل اللہ صاحب نے ایک مستند نسخے سے نقل کیا تھا۔

(۲۱) اخلاق محمدی (سیرت) مولانا سید ابوالشکر عفری بخاری
خود مصنف کے قلم کا مکتوبہ ہے۔ اس کو اورنگزیب کے حضور میں پیش کیا گیا تھا۔ اس پر مختلف
تخلیقات کی دس مہریں ثبت ہیں۔ ایک مہر اورنگزیب کی بھی ہے۔

(۲۲) روضۃ الاحباب فی سیر النبی والاصحاب (فارسی)
جلال الدین عطار اللہ شیرازی المتوفی ۷۰۸ھ

یہ کتاب دو جلدوں میں ہے قدیم نسخہ ہے۔ شاہ عبدالغفری صاحب کے مطالعہ میں رہ چکا ہے اس
پرمان کے دستخط اور مہر ثبت ہے اس کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جس کی ایک جلد ۱۰۸۷ھ اور دوسری
۱۰۸۳ھ کی مکتوبہ ہے اور اس پر مہر ثبت سی مہریں ہیں۔

(۲۳) سلیموت گازرونی (عربی) مؤلف سعید محمد بن مسعود گازرونی

مکتوبہ ۸۲۹ھ اصل کتاب فارسی میں ہے اس کا عربی ترجمہ مصنف کے بیٹے ملا عیوب الدین نے کیا تھا
(۲۴) معارج النبوة فی مدارج الفتوة مولانا معین الدین ہروی
مکتوبہ ۱۰۷۷ھ فدا مت کے علاوہ خطاطی کا بھی بہترین نمونہ ہے۔

(۲۵) فی کمال صولت فاروقی

فتوحات واقفی کو محمد مرزا خاں ترکمانی نے صولت فاروقی کے نام سے فارسی میں نظم کیا
تھا نادری انقلاب میں اس کا ایک حصہ ضائع ہو گیا تھا باقی ماندہ حصہ نواب محمد علی خاں کو ملا
نوائسوں نے متعدد علماء سے اس کی تکمیل کرائی۔ اس نظم کا نام فتوح الاسلام بھی ہے۔

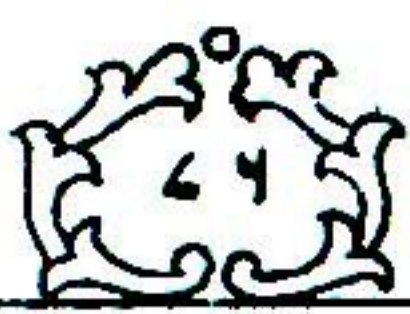
فارسی تاریخ میں خصوصاً اسلامی ہند کی تاریخ بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اکیڑواں صدی جہانگیر نامہ تک جہانگیری، اکیڑواں صدی تیمور نامہ تاریخ نادری، اور اسی کے ساتھ، تاریخ تاج محل، چارنگریشن خلافت التواریخ، میر المناخین، طبقات اکبر شاہی، شاہجہاں نامہ، بادشاہ نامہ، ظفر نامہ، تیموری عالمگیر نامہ، مرآت، آفتاب نامہ، واقعات عالمگیری اور عالم آرائی، جہاں وغیرہ کے قلمی نسخے ہیں۔

ان میں تاریخ احمدی مصنف مولوی سید حفیظ علی کا بھی ایک نسخہ پایا ہے، وہ سید احمد صاحب بخاری تھوڑی کے مرید تھے اور حضرت سید احمد شہید بریلوی کے سفر جہاد میں پیشی تھے اس نسخہ کی صرف ابتدا ہے دوسرا نسخہ مولانا سید حمید علی راجپوری نے لکھا۔ پہلا فارسی زبان میں ہے اور دوسرا اردو میں۔

تاریخ احمدی کا ایک حصہ دوم بھی ہے۔ جو میاں فتح علی کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ۱۲۹۶ھ میں یحییٰ الدردہ نواب محمد علی خاں صاحب بہادر والی ریاست ٹونک کے حکم سے لکھا گیا۔ یہ بھی اردو میں ہے اور تاریخ احمدی کا تتمہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ تینوں مخطوطات مولانا آزاد مرحوم نے طلب فرمائے تھے جن سے مولانا غلام رسول مہرنے بھی استفادہ کیا ہے۔ ۵۱

تاریخ احمدی ایک نرد مومن کی مجاہد و سرگزشت ہے اس میں خود چکان کفر کی لالی بھی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کی سرشاری بھی۔ سیاسی بحران کی کشمکش بھی ہے اور اس کا علاج بھی لیکن افسوس کہ یہ گراں قدر سرمایہ اب تک صبح نہیں ہوا ہے۔ اگر طبع کرادیا جائے تو دنیا کے سائے تحریک آزادی کی ایسی تاریخ آجائے گی جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے عجیب و غریب تھی جس کی یادگار بھی مسلمان ہند کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔

۵۲ لے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے اس طرح تالیف سے سردار امیر خاں بانی ریاست ٹونک کے دستگیر میں خدمات انجام دیں، کیسے ان سے الگ ہوئے اور پھر کس طرح انگریزوں



اور سکوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ سید صاحب کے جہاد کی پوری تاریخ نگاہ کے سامنے آجاتی ہے
امیر نامہ ایک روہیلہ پٹھان کی سرگزشت اور انگریزوں کے مقابلہ میں اس کی جنگوں اور
دلیرانہ بہمت کی داستان ہے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس پٹھان نے اپنی شجاعت
اور دلیری کا سکہ جمایا تھا۔ یہ سردار بھی تھا اور امیر بھی، سپاہی بھی تھا اور سپہ سالار بھی۔ تاریخ ہند کا
کوئی طالب علم ایسا نہ ہوگا۔ جو امیر خاں کے نام سے واقف نہ ہو۔ انگریزی مورخین نے تو اس کو ایک طاہر
اور سفاک پنڈاری لیڈر کی شکل میں دکھایا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ امیر خاں تاریخ ہند کا ایک جانباز
سپوت اور مجاہد تھا۔

ڈاکٹر قانون گو نے لکھا ہے کہ امیر خاں کے ساتھ تاریخ نے انصاف نہیں کیا۔ وہ ہندوستان کا
سب سے آخری بڑا فوجی مدبر اور آزادی ہند کا سب سے بڑا شہباز تھا۔ امیر نامہ اسی مرد مجاہد کی سچی کہانی،
اور اس کی جنگی روداد ہے۔ جب گورنر جنرل بیٹنگ نے ۱۸۳۲ء میں تمام روڈسارہ راجستھان کو اجیر میں
بلایا۔ تو انگریز مترجم پرنسپ کے قول کے مطابق نواب امیر خاں کی بے باکانہ گفتگو اور دلیرانہ طرزِ مخاطب
سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور تمام ریسوں سے زیادہ وقت نواب امیر خاں کے مجاہدانہ قصے سننے میں صرف
کیا پرنسپ کا کہنا ہے۔ کہ امیر نامہ امیر خاں کے حالات کی سچی تصویر ہے اس لئے کہ امیر خاں نے کبھی
شکست کو فتح نہیں بتایا جہاں فتح ہوئی وہاں فتح لکھی اور جہاں شکست ہوئی بڑی صفائی سے
وہاں شکست ہی بتائی ہے۔ ایک انگریز مورخ کے قول کے مطابق امیر نامہ ایک مستند تاریخی کتاب
ہے جو اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ گو اس کا انگریزی ترجمہ لارڈ بینٹنگ کے حکم کے مطابق ۱۹۳۲ء میں شائع

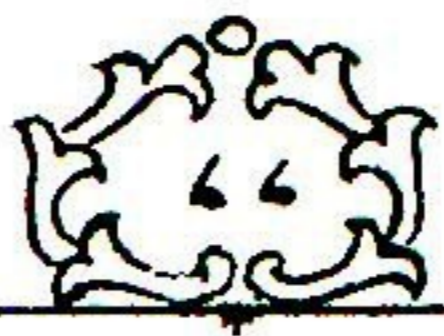
۱۹ دیکھئے Historical Essays by professor Ganong p. 172

۲۰ تاریخ سید احمد شہید ص ۸۲ دن قال شاداں نواب میر خشی سے قلمبند کرائے گئے تھے

۲۱ امیر خاں نے خود اپنے حالات زندگی لارڈ بساؤن لال شاداں نواب میر خشی سے قلمبند کرائے تھے

۲۲ Memoirs of Jauthan Soldiers of Joruno by Henry -

۲۳ - prinsep. P. VII ایضاً



ہو چکا ہے۔ مگر اب نایاب ہے۔

فارسی تالیف میں دیوان شمس الدین کے ”ہفتادہ سالہ امیر و بست سالہ وزیر“ کے نایاب نسخہ کا ذکر نا بھی ضروری ہے جو اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں امیر خاں بانی ریاست ٹونکا کے ان کے جانشین نواب وزیر الدولہ کے سیاسی اور انتظامی حالات بڑے منصفانہ طریقہ سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ امیر خاں پر تحقیق کرنے والے تمام اسکالرز اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا ترجمہ مولوی سعید احمد ایم اے اردو میں کر رہے ہیں۔

حروف میں شرح صرف میر مصنفہ مولوی نور محمد بن شیخ فیروزہ اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ خود مصنف کے ہاتھ کی نوشتہ ہے۔ اس کو مصنف نے اوزنگ زیب کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے لکھا اس لئے عالمگیر کے نام کا خطبہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس نسخہ پر عالمگیری کتب خانہ کے تجویدار کی مہر ثبت ہے۔

حروف و نحو کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ اس لئے ان کے مخطوطات بھی ایک دوسرے سے قریب ہیں، نحویں ”الاعراب عن قواعد الاعراب“ مصنف شیخ جمال الدین ابو محمد عبداللہ خط کوفی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے نسخہ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی اصل نسخہ سے نقل کیا گیا ہے خط کوفی پانچویں صدی ہجری میں متروک ہونے لگا۔ اس لئے کہ ہر وی کی کتاب (الابنیاں نوشتہ ۴۴۵ھ ہجراتی کوفی میں مرقوم ہے لیکن اس نسخہ میں خط کوفی کا اثر بہت نمایاں اور واضح ہے اور ایسی حسین قلم کاری ہے کہ قلم کی کشش بال سے زیادہ باریک ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے بالکل نہیں ملتے۔ اس کو فنی نکات اور خطاطی کے کمال کا اندازہ صرف دیکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ دیوان شمس الدین یوں تو ریاست ٹونکا کے نامور دیوان تھے مگر ایک شہر عالم مورث اور محقق ہیں تھے۔ اس ذخیرہ میں یہ کتاب بڑی خوبصورت کے حواشی اور دستخطات سے ہے۔ موصوفت نے وزیر الدولہ، بین الدولہ اور امین الدولہ کا زمانہ پایا تھا۔
۲۔ اس نادر و کمیاب تلمین مولانا سید قاضی الاطام قاضی شہر کرہ ہے جن کو مرکزی سرکار کی طرف سے پینشن اور تنزیلی ہونے پر
۳۔ قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر از پروفیسر محمود شیرانی (۱۹۲۲ء)

اسی کے ہمراہ اسی رسم الخط میں ایک اور رسالہ شامل ہے جس کے نام اور مصنف کا پتہ نہیں چلتا یہ بھی نخوی کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ لیکن قدیم اور نامعلوم ہوتی ہے۔

اسی فن میں حاشیہ سید علی المتوسط سید شریف بھی قابل ذکر ہے جو ہرات میں ۱۰۵۰ھ میں لکھا گیا۔ اور قدیم عربی خط کا بہترین نمونہ ہے۔

الفوائد الضیائیہ شرح کافیہ معروف بہ شرح جامی مکتوبہ ۱۰۵۰ھ
 منہل صافی فی شرح وافی مکتوبہ ۱۰۵۰ھ شرح الفیہ ابن مالک
 مصنف شمس الدین محمد بن احمد کا نسخہ اس لحاظ سے بہت قابل قدر ہے کہ ۱۰۹۰ھ کا نوشتہ ہے یعنی مصنف کی وفات کے کُل ۱۰ سال بعد اس کے ایک ہم عصر کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے

اس سے بھی قدیم نسخہ الموسومہ قواعد المطار رحمہ ابو محمد جلال الدین حسین بن بدر بن ایاز نخوی جو نخوی کے امام مانے جاتے ہیں ان کا ہر جو ۱۰۵۰ھ کا نوشتہ ہے اس پر محمد علی جرجانی کے حواشی بھی ہیں۔

لغت کی کتابوں کے بھی بہت سے نایاب نسخے ہیں۔ ان میں "الغریبیین" مکتوبہ ۱۰۴۲ھ،
 الدر اللئیم "جلال الدین سیوطی ۱۰۶۰ھ کے قبل کا مکتوبہ شمس العالم " مصنف نشوان،
 بن سعیدی ساتویں یا آٹھویں صدی کا مکتوبہ ہے۔ نہایت نفیس اور نادر نسخہ ہے اس کا عکس مہرہ مصنفین نے لیا تھا۔ شرح نصاب الصبیان مکتوبہ ۱۰۹۰ھ۔ فرہنگ جمہانگیری، فتح الملتانی نوشتہ ۱۰۹۲ھ لطائف اللغات مزبہ مولوی عبداللطیف نوشتہ ۱۰۷۰ھ اور دستور اللغات

مکتوبہ ۱۰۷۰ھ بھی قابل دید ہیں

معانی و بلاغت کے خطوط میں "حاشیہ طول" ابو القاسم بن ابی بکر

۱۔ چونکہ اس میں ۱۰۷۰ھ تک کی جاتیں مرقوم ہیں اس لحاظ سے اس کی کتابت یقیناً سن مذکور سے پہلے کی ہونی چاہیے۔ حالانکہ کتاب کی ہیئت اور کاغذ کی ساخت سے بھی یہ اندازہ لگانا بعید از قیاس نہ ہوگا۔ کہ دسویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے۔
 ۲۔ کاتب اور مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

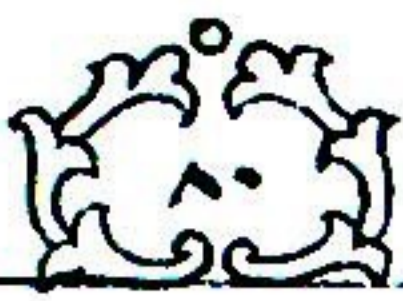
سمرقندی اپنی ندرت اور قدامت کے لحاظ سے اہم ہے۔ گو یہ ناقص ہے بہت سے اوراق مقدم و مؤخر ہیں لیکن مصنف کے عہد کا نوشتہ ہے۔ اس لئے کہ کتاب کا سن تصنیف ۱۰۸۵ھ اور یہ نسخہ ۱۰۹۳ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسی کے ہمراہ مطول شرح ذلخیص المفتاح علامہ میرالدین نقفازانی مکتوبہ ۱۰۹۵ھ ہے۔ یہ بھی اول ل ذکر کی طرح مادر ہے

شرح دیوان ابوتام، ابو زکریا بن علی تریزی۔ خط، کتابت اور قدامت کے اعتبار سے یہ اس قدر اہم ہے کہ مہری وفد نے اس نسخہ کا بھی عکس لیا تھا۔ تالیخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا لیکن چھٹی صدی یا ساتویں صدی میں اس کا لکھا جانا قیاس کیا جاتا ہے۔

فارسی ادبیات کے یوں تو بے شمار مخطوطات ہیں لیکن یوستان سعدی اپنی نزہت و تزین کے اعتبار سے اور دیوان اصفی شاہی کتب خانہ میں رہنے کی وجہ سے اہم ہیں دیوان اصفی کے اول صفحہ پر محمد شاہ بادشاہ کی مہر ثبت ہے۔ دیوان شانی مرطلہ دیوان اسیر، دیوان ذائر اور دیگر دو اوین قاسم، واقف، مظہر، قاصر علی سرمدی صفدر، صائب اور عطار وغیرہ کے بھی اچھے قلمی نسخے ہیں۔

دست پدم اس لحاظ سے بڑی دلچسپ ہے کہ اس میں بڑی دلہوی نے، پدمنی کے قصہ کو بڑی دلچسپ اور روماں انگیز طرز میں فارسی زبان میں لکھا ہے یہ نسخہ شاہی کتب خانہ میں رہ چکا ہے، شرح قصائد خاقانی نوشتہ ۱۰۵۰ھ، صحیفہ شاہی از حسین علی کاشفی نوشتہ دسویں صدی ہجری، قصائد کمال خجندی نوشتہ ۱۰۳۰ھ قصائد عرفی نوشتہ جلوس ۲۱ شاہ عالم بادشاہ بھی اچھے نسخے ہیں۔ قصائد حسن سخن نوی کا نسخہ نہایت، مذہب، مہملا اور دیدہ زیب اور شاہجہاں کے عہد زریں کی یادگار ہے۔ گو کاغذ اس رسیدہ اور بوسیدہ ہو چکا ہے لیکن پورا

۱۔ عہد شاہجہاں کے منصب فاروں میں کئی جنموں نے پادشاهت کو فارسی میں نظم لیا اور خطبہ لکھا۔ ان کے نام یہ ہیں: منوچکریا۔



نسخہ رنگین اور جگہ جگہ مینا کاری اور چمکی کاری کی گل کاریاں ہیں۔ تاریخ کتابت نسخہ کے ناقص ہونے کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکی لیکن اول صفحہ پر ایک مہر مختار خاں حسینی سبزواری کی ثبت ہے جو شاہجہانی امرار میں سے تھے۔ اسی لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نسخہ شاہجہانی دور سے متعلق ہے۔

معقولات میں حاشیہ ملا غیاث الدین بڑی نوبی صدی کے اور خریاویں صدی کے اوائل کا مکتوب ہے۔ حاشیہ پر کسی صاحب کی تحریر قومہ ۹۹۶ھ لکھی ہوئی ہے۔ حاشیہ ملا جلال الدین دوانی نوشتہ ۹۹۸ھ بھی نادر ہے۔ تختی القواعد لمنطقہ مشہورہ قطبی مکتوبہ ۱۰۰۸ھ شرح ایسا غوجی مشہورہ قال اقول حسام الدین مکتوبہ ۸۹۹ھ نایاب، نادر اور تابل مطالعہ نسخہ ہے۔ جس پر شاہان اودھ کی متعدد مہریں ہیں۔

ہدیت میں تشریح الافلاک مدامت اللہ سہارنپوری خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا نسخہ مکتوبہ ۸۰۶ھ طوسی کی تحریر اقلیدس مکتوبہ ۷۳۱ھ اس اعتبار سے نسخہ اور کبھی اہم ہے کہ اس پر تاج الشریعت منصور بن محمد کے حواشی ہیں۔ اس کے علاوہ دو ایک مہریں بھی ثبت ہیں پہلی میں اللہ ولی التوفیق نوشتہ ۸۰۸ھ اور دوسری میں محمد جعفر الشرفی نقش ہے۔

کتاب فی تخیل سنی الوالید ابو منشر جعفر بن محمد البختم مکتوبہ ۷۲۰ھ قدیم عربی رسم الخط کے بہترین نمونہ کی حیثیت سے نایاب اور نادر نسخہ ہے۔ احکام الاعوام علی شاہ کا نسخہ بھی عمدہ ہے۔ فن جفر میں مہونزل الاسرار، رسالہ ماد جفر اور دیگر رسائل کے علاوہ ایک رسالہ مرتبہ مولوی عبدالمجید قاں صاحب ٹونکی بہترین اور قابل قدر نسخہ ہے۔ یہ کل ۸۰ صفحات کا رسالہ ہے۔ لیکن جفر میں حروف کے متعلق اس سے اچھی بحث مشکل سے ہی ملے گی۔ اس لئے فنی نقطہ نظر سے یہ رسالہ قابل قدر ہے۔

۱۰۰ موصوف حاجی اور حافظ ہونے کے علاوہ بہترین خوشنویس بھی تھے۔ ان کی متعدد تصانیف ہیں جن میں ایک اہم تالیف نقل شریفین سید السادات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔

خطی کتابوں کے بھی بہت سے قلمی نسخے ہیں۔ لیکن ان میں اختیاریہ نسخے علی ابن حسین انصاری معروف بہ حاجی عطار اپنی خطاطی اور زینب وارانش کے اعتبار سے بے نظیر نسخہ ہے۔ پوری کتاب گل کاری و دینا کا بہترین نمونہ ہے۔ جو غالباً کسی شاہی کتب خانہ کی زمینت کے لئے بنایا گیا ہوگا۔ ۱۶۶۱ء بمطابق ۱۶۵۵ء کا مکتوبہ ہے۔ بہت حسین، خوشخط، مطلقاً اور مذہباً دو صفحے مطلقاً بین السطور، لوح کتاب بہت ہی حسین اور بیجا کار ہے۔ پورا نسخہ طلائی جودوں اور دیتہ سے ہے۔ یہ نسخہ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ اس کے اوائل جلدوں میں کتب خانہ شاہی میں یہ کتاب داخل ہوئی۔ اس کے پہلے نسخہ پر اورنگزیب عالمگیر کی ایک مہر اور چتر عباتر ہیں۔ ایک عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتب خانہ شاہی اور شاہ عالمگیر کی تحویل میں رہی ہے۔ آخر صفحہ پر بھی کئی عبارات درج ہیں۔ لیکن چونکہ زردہ اور مرمت شدہ ہونے کی وجہ سے عباتر سمجھ میں نہیں آتیں۔

اسی فن میں تقوید اللادویہ محمد بن علی مکتوبہ ۱۶۶۱ء اور شرح جسمانی البکار نوشتہ ۱۶۵۳ء بھی دیدنی ہیں۔

یوں تو اس کتب خانہ میں ۳۱ فنون میں اور کئی بیسیوں کتابیں ہیں۔ ان سب کا ذکر طویل ہوتا لیکن چند ایسے نادر دنیا بابت نسخے ہیں جن کا تعارف اہل علم کے لئے ضروری تھا۔ اور جو اس کتب خانہ کی زمینت میں۔



شورکت علی خاں امریکہ کے محکمہ پبلسٹیٹی کے زیر اہتمام شائع ہونے والی ہے

فن نایب کے نادر

مستطاول

ہندوستان میں تاریخی دستاویزات اور مخطوطات کی اہمیت روز افزوں ہے۔ پروفیسر سر جادو

ناٹھ سرکار نے تو اپنی تمام تحقیقات کا ذریعہ آرکائیوز (Manuscripts) اور مخطوطات

ہی کو بنایا ہے۔ آجکل ان ہی مآخذ کے ذریعہ تحقیق و تنقید ہو رہی ہے۔

ٹونک میں بھی مخطوطات کا ایک گراں مایہ ذخیرہ موجود ہے جس کا تذکرہ معارف میں

پہلے بھی آچکا ہے۔ اس مقالہ میں اسی ذخیرہ کے تاریخی مخطوطات کا تعارف مقصود ہے۔

اس فن میں یوں نو سینکڑوں مخطوطات ہیں مگر چند کتابیں نادر الوجود ہیں اور بعض تو اتنی نایب

اور انمول ہیں کہ اس ذخیرے کے علاوہ اور کبھی دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ (کبریا مہا، تشریح

جہانگیری، عالم اراء مے عباسی، سیرالمتاخرین اور طبقات اکبر شاہی

وغیرہ اس ذخیرہ کے اہم نسخے ہیں۔ مگر یہ بہت سے کتب خانوں میں موجود ہیں اور ان کے تراجم بھی ہو

چکے ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر زیادہ مفید نہیں۔ البتہ شاہجہاں شاہ اس لئے اہم ہے کہ اس

کا ترجمہ تک نہیں ہوا ہے۔ صرف چند اوراق کا ایڈٹ نے ترجمہ کیا ہے دوسرے ہالے ہاں کا نسخہ قدیم ہونے

کے ساتھ ساتھ خطاطی کا بھی بہترین نمونہ ہے۔

اس کے ساتھ اقبال ناہ جہانگیری کا بہت ہی نفیس نسخہ ہے جس پر اعلیٰ درجہ کا طلائی

کام ہے پہلے دو صفحوں کے بین السطور مطاوندہ ہے ہیں۔ پورا نسخہ مینا کاری اور طلائی کام سے مزین

اور خطاطی کا بھی اعلیٰ نمونہ ہے۔ گو اس کی کتابت نو تیسویں جلوس شاہ عالم میں ہوئی۔ لیکن مذکورہ بالا،

یہ مکتوبہ معارف جون ۱۹۶۹ء میں کراچی کے بعد ضروری حواشی کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا۔



خصوصیات کی وجہ سے قابل قدر نسخہ ہے۔

ان نسخوں کے ساتھ ایک اور اہم مگر نامعلوم الام نسخہ بھی ہے جو دیکھنے کے کسی کتاب کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ کتابت اور انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کے زمانہ کا نوشتہ ہے اس میں مصنف اور کاتب کسی کا نام نہیں ہے لیکن جگہ جگہ اورنگ زیب کا ذکر اور اس کے واقعات ہیں۔ لیکن یہ کہ فتوحات عالمگیری مصنف البیر اس کا حصہ ہو جو انڈیا آفس لائبریری اور برٹش میوزم کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے اس نسخے کی کاپی مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ نے حاصل کی ہے جس کی نقل راجستھان یونیورسٹی لائبریری نے بھی لی ہے ابھی تک اس نسخہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکا۔ بہر حال یہ نسخہ قدیم اور نایاب ہے آئندہ اس پر ایک مستقل مضمون لکھا جائے گا۔

۱۱) اعراض السیاستہ

یہ ایک فارسی مخطوطہ ہے جس میں تاریخ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ مگر طرز کتابت اور کاغذ کی ساخت سے یہ چلتا ہے کہ قدیم نسخہ ہے۔ محمد بن علی بخرین الحسن الظہری الکاتب سمرقندی اس کے مصنف ہیں۔ جو خراسان کے بادشاہ سلطان بخرین ملک کے عہد کے مشہور مصنف تھے۔ یہ کتاب سیاستا و دنیاویہ متعلق جمشید ملک (۸۰۰ سال قبل مسیح) سے لے کر بخرین ملک (۱۰۹۲ھ تا ۱۱۵۴ھ) بادشاہوں اور خلفاء کے اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ یہ بخرین یونیورسٹی لندن نے محقق سٹراہٹ نے جب وہ ٹونک آئے تھے اس نسخہ کو دیکھ کر بہت پسند کیا تھا اور اس کی نقل منگوائی تھی۔ جس کا مائیکرو فلم ان کو بھیجا گیا تھا۔

۱۲- البدایہ والنہایت

امام حافظ عماد الدین عمیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (۱۱۶۵ھ تا ۱۲۴۸ھ) کی مشہور تصنیف

اور اسلامی تاریخ پرستند اور نسیم کتاب جس کی متعدد جلدیں ہیں اور چھپ کر شائع ہو چکی ہیں ہمارے ہاں اس کی صرف ایک جلد ہے۔ اس میں اخبارۃ صلعم عن الغیوب المستقبلہ سے لے کر حضرت علیؑ کی شہادت تک کے واقعات ہیں۔ کتاب کا نام نمبر بن شہید اور سن کتابت ۱۲۵۰ھ سے ۱۲۵۱ھ لحاظ سے نسخہ بہت اہم، قدیم، پختہ عربی خط سے مزین اور خطاطی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ شروع کے دو صفحہ مجیدوں اور ظالموں ہیں۔ آخر میں دو مہر ثبت ہیں۔ ایک مہر مختار الدولہ ذونک کے ممتاز بریلین اور اہم کن اک ہے اور دوسری نواب محمد علی خاں بانی کتب خانہ ہزرا کی۔

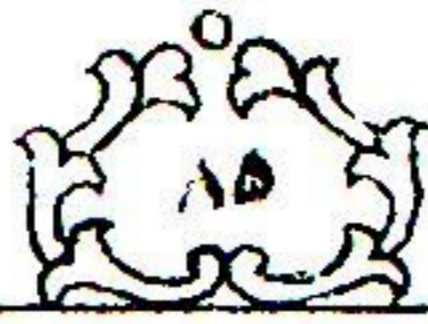
۳۔ تاریخ ابن حجر

یہ کتاب شہاب الدین ابوالفضل احمد بن محمد المعروف ابن حجر عسقلانی کی مشہور تصنیف کا حصہ دوم ہے۔ جو آٹھ یا نو سو ہجری کا نویشہ ہے۔ یہ کتاب ہزارت اور قدیم عربی رسم الخط سے امر وقتاً ہے کہ نسخہ یقیناً قدیم ہے۔

۴۔ ہرات آفتاب نامہ

نواب علی محمد رحمن ماقب پشاہ نواز خاں شیخی دہلوی، شاہ عالم بادشاہ ۱۷۵۱ء تا ۱۷۶۶ء کی چھٹی بیٹی کے استاد تھے جو ان میں بحالات شاہی کے منتظم اعلیٰ بنائے گئے۔ ہرات آفتاب نامہ ان کی مصنفہ اور شاہ عالم کے سن جلوس ۵۰ سال تک کی مفصل تاریخ اور ایک طرح کی سوانح بھی ہے۔ اور جغرافیہ بھی۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور جلوے اور ایک خانمہ پر مشتمل ہے۔ ہر جگہ کو چند تجلیوں پر اور برتلی کہ چند لہجوں پر مقسم کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں انبیاء، صحابہ، اولیاء، کرام، علماء، حکماء، شہداء، ادباء، امراء اور سلاطین وغیرہم انکے بڑے دلچسپ اور رنگین انداز میں کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ تاریخ بھی ہزاروں مسخروں



یا کمال اکابر اور ممتاز سلاطین و امراء کا تذکرہ بھی۔ اس کے علاوہ اس میں بہت سے عجائب و غرائب اور نواد کا بھی مختصر ذکر ہے۔

کتاب کا نام شاہ عالم کے تخلص اقیاب کی مناسبت سے ہے اور بیساکہ مصنف نے مقدمہ میں بتایا ہے ”ہر ایتہ اقیاب تہا“ نازگنی زادہ بھی ہے۔ نسخہ شاہ عالم کے دور کی بہترین جامع اور مکمل تاریخ ہے۔ اس کے مختلف نسخے بعض مشہور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ مگر بہت کم مکمل ہیں۔ برٹش میوزیم کا نسخہ ناقص ہے جو صرف چند حصوں پر مشتمل ہے۔ انڈیا آفس لائبریری لندن میں اس کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۲۳۱ء مطابق ۱۸۱۶ء محفوظ ہے۔ ایلیٹ نے اپنی کتاب میں ۳۲-۳۳ صفحوں تک اس کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے ہاں کا نسخہ ۱۲۶۱ء مطابق ۱۸۴۶ء کا مکتوبہ ہے بہت عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب فارسی نستعلیق خط میں ہے۔ اور اس پر نواب محمد علی خاں بہادر جنت آرام گاہ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

۵:- جغرافیہ عالم

یہ کتاب بھی نادر نسخوں میں ہے۔ کاغذ سفید چوڑی شجرنی نہایت خوشخط۔ اس مخطوطہ میں تقسیم اقوام کا ذکر، صوبجات ہند کی تفصیل اور غلیہ عہد کی تاریخی عمارتوں کا حال اور ان کے مصارف کا بیان ہے۔ تان محل اور اس کے مصارف کا کسی قدر تفصیلی حال ہے۔ کتاب کے آخری صفحوں پر اکبر کی وفات اور سکندرہ کی تہیہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب مغلیہ دور کے اواخر میں لکھی گئی ہے۔ کاغذ کی ساخت، فارسی خط اور مدور تحریر۔ لیکن تقسیم میں تاریخ کلمات وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

۱۷ (896 a) Rine 131 bi
at - History of India as told by its own historians by
نیدلاظ کیے اسٹیل کالج میگزین بلورم & Dowson Vol VIII P.F. 332-333

۶۔ تاریخ قلعہ رنتھمبور

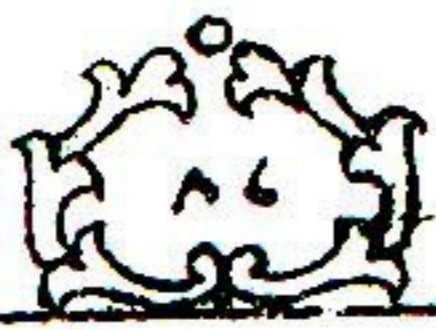
یہ غیر مطبوعہ اور نہایت ہی اہم تاریخی مخطوطہ ہے۔ جہاں تک پتہ چل سکا ہے اس ادارہ کے علاوہ اور کہیں اس کا وجود نہیں ہے۔ راجستھان کی تاریخ پر اہم ترین کتاب ہے۔ راجستھان کے تمام محققین اور مورخین نے اس کو بہت اہم تسلیم کیا ہے کیونکہ یہ ہندی کی تاریخی کتب سے رائے سمپرنیو والی رتھمبور کے حالات کا فارسی ترجمہ ہے۔ مصنف نے اپنا نام اور سن تعین نہیں دیا ہے۔ خط فارسی شکستہ ہے۔ شروع میں مصنف نے لکھا ہے۔ کہ میں نے اس کتاب کو پانچ داستانوں پر تقسیم کیا ہے۔ پانچوں حصوں میں راجپوتوں کی نسل ان کی شجاعت، دلیری اور راجہ مہر دیو اور علاء الدین خلجی کے جدوں کے حالات و واقعات ہیں۔

قرون وسطیٰ میں قلعہ رتھمبور نہایت ہی اہم اور ناقابل تسخیر جنگی قلعہ مانا جاتا تھا جس کی ایک پوری تاریخ، ایک داستان اور ایک راجپوتی آن بان تھی۔ راجستھان کا دل اور دلیر راجپوتوں کا مسکن، یہی تاریخی قلعہ تھا۔ یہاں علاء الدین خلجی کی فوجوں نے راجپوتی آن بان کے مظاہرے دیکھے تھے۔ ہمیرپا اور علاء الدین کے جنگجو عساکر نے خون کی ہویاں کھسکی تھیں۔ اور یہیں پرستی پرٹنے والی بہادر رانیوں نے قربانی کا سبق سکھایا تھا۔

یہ کتاب اسی تاریخی قلعہ کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جو اس کی تاریخ بھی ہے۔ اور راجپوت شجاعت کی داستان بھی۔ اور خوں آشام لڑائیوں کا مرقع بھی۔ گو اس کی تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا لیکن سمت ۱۸۵۱ء بکراچیت سے پہلے کی نوشتہ ہے۔ اس لئے کہ آخر کے ۸ صفحات پر آئندناگوری کے نوشتہ ہیں۔ جو سمت ۱۸۵۱ء میں بطور ترمیم بڑھائے گئے ہیں۔

۱۵ ابتداء مخطوطہ ص ۵۹

۱۶ مولانا محمد عمران خاں - فہرست ۱۱



ان صفحات میں بتایا گیا ہے کہ قلم کس طرح اکبر اعظم کے قبضہ میں آیا اور پھر آخر میں مادھو سنگھ جی

والی جے پور کی حکومت میں کس طرح شامل ہوا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل نسخہ تھا۔ جو کسی وجہ سے صاف نہیں ہو سکا۔ اور اس قلم کے قاعدار

منشی ہر اندر کے پاس کسی طرح آیا جس نے یہ چند صفحے اپنے قلم سے بڑھا دیے۔ کتاب کے بیشتر صفحات پر ناگری خط کے حواشی بھی ہیں۔

۷۔ تاریخ راجستھان

تاریخ راجستھان الموسوم بہ نسب الامساب، مصنفہ کالی رام کاسٹھیاکان اجمیر

بزبان فارسی تاریخ راجستھان کا نہایت پیش بہا اور نایاب نسخہ ہے جہاں تک پتہ چل سکا ہے اس کا

دوسرا نسخہ اس لائبریری کے علاوہ اور نہیں دستیاب نہیں ہے اور ابھی تک غیر منظرہ ہے خط پختہ شکل پر

ہے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب بہت مستند اور سرکاری دستاویزات اور اہم غزات پر مبنی ہے

مصنف کے قول کے مطابق یہ بہار اجمیر پر تاب سٹھوالی جے پور کے حکم سے ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۱ء

میں لکھی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے جے پور کے تمام محافظانوں (Mughal) سے

فائدہ اٹھایا ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں صرف جے پور ہی کے راجگان کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بیواؤں

مارواڑ اور ہاڑوٹی کے حکمرانوں کے حالات پر بھی تبصرہ ہے۔ اور اس کے ضمن میں گجرات اور سندھ کے

واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اور مختصراً گجرات، سندھ اور دکن کے سپہ سالاروں اور فاتحین کے

کارناموں کا بھی ذکر آیا ہے۔

۸۔ اس کتاب کو اہم جانتے ہوئے ڈاکٹر ستملال جی اینڈر ہسٹاریکل جرنل اور جے پور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے انگریزی میں

اس کا ترجمہ کرنے کی خدمت مجھے سونپی ہے۔ لہذا راقم الحروف اس کا ترجمہ انگریزی میں کر رہا ہے جو اسی جرنل میں شائع ہوا

لیکن چند در چند حالات کے پیش نظر ترجمہ نہیں ہوا ہے۔

غرض یہ کتاب راجستھان کی عظمت، اس کی ثقافت اور اس کے شاندار کارناموں کا بیش بہا ترانہ ہے۔ اور راجستھان کے مورخین اور محققین نے اس کو راجستھان ہسٹری کا بہت ہی اہم اور نادرا الوجود نسخہ قرار دیا ہے۔ اور ان کا یہ فرض ہے کہ وہ بنظر غائر اس مخطوطے کا مطالعہ کر کے ان شواہد و حقائق کو منظر عام پر لائیں۔ جو اب تک مخفی ہیں

تاریخ راجستھان ابھی تشہہ تراب تک جو تاریخی اس کی لکھی گئی ہیں ان میں اہم ترین نسخہ کا کہیں حوالہ نہیں ملتا۔ اگر اس ماخذ سے پورا کام لیا جائے تو اس سے راجستھان کی تاریخ کو متعلق بہت سی نئی معلومات حاصل ہوں گی۔

۸۔ امیر نامہ

امیر نامہ غیر طبعی اور اہم ترین تاریخی مخطوطہ ہے جو نہ صرف تجاہد آزادی اور بانی ریاست ٹونک امیر الدولہ نواب امیر خاں کی سوانح ہے۔ بلکہ جنگ آزادی کی تحریک اور انگریزوں کے خلاف سرسہ اور پٹھان فرقوں کی متحرکہ مساعی کی سرگزشت بھی ہے۔ اور راجستھان، روتھیل کھنڈ، یوپی، بھوپال، پنجاب اور دکن کے حالات کا مختصر جائزہ بھی۔ منشی اساد اللال شاداں، نائب میسٹری نواب امیر خاں بہادر فرورس آشیانی کا مصنفہ ہے۔ اس کا ذکر محارف میں پہلے بھی

ہیں کیا ہے۔

ہم کے ہاں اس کا جو نسخہ ہے وہ نواب امیر خاں کی زندگی کا مکتوبہ ہے اس نے اہم اور نایاب ہونے کے علاوہ مستند بھی ہے۔ اس پر ریاست کے مدد اور الہام دیوان شمس الدین کے خواشی بھی ہیں (نوشتہ ۱۲۲۴ھ م ۱۸۱۱ء)۔

۱۔ فریڈیک ایسٹن ریل ریل ریسرچر ۱۹۶۶ء۔ ازرا تم الحروف راجستھان ہسٹریکل کالج میں جو ریسرچیشن ۱۹۶۶ء

۲۔ فریڈیک ایسٹن۔ مسارف نمبر ۳ جلد ۹۶ ص ۲۲۳

اسی امیر نامہ کو سرکار راجستھان کی طرف سے میں ہندی میں ایڈیٹ کر رہا ہوں۔

۹:- ظفر نامہ امیر

ظفر نامہ امیر معروف بہ امیر نامہ منظوم از حافظ پانڈ محمد خاں نکہت راہپوری اچھی کتاب ہے۔
 ہے۔ راہپور کے شاعر نکہت نے امیر نامہ سے متاثر ہو کر نواب امیر خاں کے حالات اور کارناموں کو
 منظوم کیا ہے کہیں کہیں شاعرانہ مبالغہ اور غلو ضرور ہے لیکن تاریخی حالات کو بڑے دلچسپ انداز
 میں منظوم کیا ہے

۱۰:- تاریخ احمدی

نواب وزیرالذوالوالی ریاست ٹونک مشہور مجاہد حضرت سید احمد شہید سے بیعت تھے
 اس سید صاحب کے شہید ہونے کے بعد نواب صاحب نے آپ کے سوانح اور حالات مرتب کرائے
 تھے۔ کچھ حالات سید صاحب کے مریدوں نے بھی مرتب کئے۔ یہ حالات تاریخ احمدی اور مخزن
 احمدی اور مکتوبات احمدی کے نام سے شہور ہیں۔ یہ سب ہمارے گرانقدر ذخیرے
 میں محفوظ ہیں

ان میں تاریخ احمدی مصنفہ مولوی سید حفیظ علی کانسو بھی ہے جو سید صاحب کے سفر بہار
 میں ان کے پیشی تھے اس نسخہ کی صرف جلد اول ہے۔ دوسرا نسخہ مولانا سید حبیب علی راہپوری شہرک کی قریب
 لکھا ہے۔ پہلا فارسی میں ہے اور دوسرا اردو میں

اسی تاریخ احمدی کا ایک حصہ دوم بھی ہے جو میاں فتح علی کا مرتبہ ہے۔ ۱۲۹۶ھ میں نواب
 بین الدولہ محمد علی خاں صاحب بہادر حینت آیشانی والی ریاست ٹونک کے حکم سے لکھی گیا۔ یہی اردو
 ہے۔ اور تاریخ احمدی کا ثمتہ معلوم ہوتا ہے

۱۱:- مخزن احمدی

مخزن احمدی فارسی مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سید صاحب
 کے سوانح اور حالات اور ان کے سید صاحب کے بارے میں
 لکھے گئے ہیں۔ نواب محمد علی خاں نے اسے جمع کرایا تھا۔ مگر اب وہ بیعت کیا ہے۔

کی ابتدائی چالیس سال کی تاریخ ہے جو ۱۲۶۱ھ کی مصنفہ ہے ہمارے ہاں اس کے تین نسخے ہیں ایک ۱۲۸۲ھ
دوسرا اور میر النعمانیہ ۱۲۶۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ مختون احمدی حضرت سید احمد شہید کی زندگی اور ترک
پر پہلی کتاب ہے۔ جو ابتدائی چالیس سال کی سوانح پر مشتمل ہے۔ اور سب سے اہم اور مستند ہے
تاریخ احمدی بھی مستند و اہم ہے۔ مگر مخزی احمدی سے قدیم ہے
۱۲:- مکتوبات سید احمد شہید صاحب

ہمارے ہاں سید صاحب کے مکتوبات کے دو نسخے ہیں۔ ان میں سید صاحب کے وہ خطوط ہیں
جو انہوں نے اپنے مریدین اور مجاہدین کو لکھے تھے۔ دونوں نسخوں کا مقابلہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں
میں کہیں کہیں فرق ہے۔

مولانا اسماعیل شہید کے مکاتیب کا مجموعہ بھی محفوظ ہے۔ اس میں ان کے چند مکتوبات ہیں
کے بعد سید صاحب کی تحریک آزادی سے متعلق ایک استغفار اور سید صاحب کا ایک مکتوب ہے۔
ایک نسخہ مولانا اسماعیل شہید کے فارسی مکتوبات کا بھی ہے۔ جو مولانا آزاد مرحوم کے حکم پر مولانا
رسول مہر مصنف تاریخ سید احمد شہید کے مطالعہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور اب تک واپس نہیں ہوا
اسی طرح سید صاحب کے فارسی مکاتیب کا ایک اور مجموعہ ہے جو مولانا آزاد مرحوم کی خدمت میں بھیجا
گیا تھا۔ اور اب تک واپس نہیں ہوا۔

۱۳:- متصرف مکتوبات

ان فارسی مکاتیب کا بھی ایک مجموعہ محفوظ ہے جو سید صاحب نے اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو لکھے
تھے یہ تمام خطوط سید صاحب کے خلیفہ مولوی نعیم الدین صاحب جمع کئے تھے۔ یہ نسخہ بھی مولانا آزاد مرحوم
نے طلب فرمایا تھا جو ۱۹۵۶ء میں واپس آگیا اور اب تک محفوظ ہے

۱۴:- ملامت احمدیہ اس نام کا ایک نسخہ کتب خانہ کی ہزست

میں درج ہے جو مولانا آزاد کی فرمائش پر دہلی بھیجا گیا تھا۔ مگر واپس نہیں آسکا۔ اس لئے اس کے متعلق، کچھ نہیں جا سکتا۔

غلام رسول مہرنے اپنی تاریخ سید احمد شہید میں اس کے متعلق لکھا ہے
 دو اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ مصنفہ ابوالفضلہ مولوی نجف علی ابن
 مولوی نجف علی صاحب جگر کے باشندے تھے۔ ٹونک گئے اور وہاں سید صاحب کے
 حالات سے رئیس کا شغف دیکھا تو عربی زبان میں سید صاحب، شاہ اسماعیل شہید
 مولانا عبدالحی، اور شاہ محمد اسحاق کے حالات لکھ دیے۔

۱۵۔ ظفر نامہ

منظر مولانا باقری بہت نادر قدیم اور اہم نسخہ ہے تاریخ اعتبار سے بیوری شان اور چٹائی،
 عظمت کی ایک شہ پارستان ہے۔ ادبی لحاظ سے بھی ایک شاہکار ہے۔ ایک ایک شعر مولانا باقری
 کی قادر الکلامی کا آئینہ دار ہے۔ مولانا نے اپنی تخلیق چالیس سال میں مکمل کی تھی۔ اور شکر کو برائے شعر
 نہیں۔ بلکہ ایک خاص جذبے سے لکھا ہے۔ اس لئے ظفر نامہ تاریخی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے ایک
 شاہکار ہے۔ یہ نسخہ ۹۷۳ھ مطابق ۱۵۶۸ء کا منقولہ ہے عبدالباقی کا نوشتہ ہے

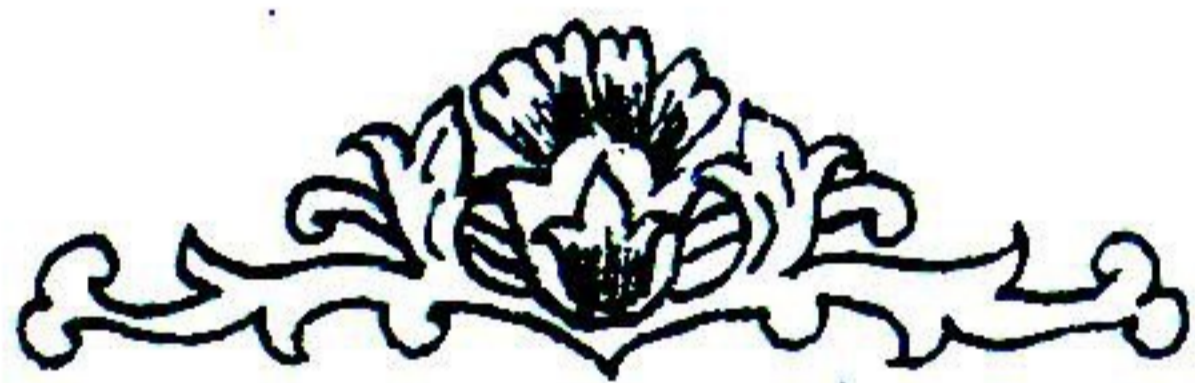
۸۔ غلام رسول مہرنے اپنی تصنیف میں سلسلہ حیات احمدیہ کا ذکر نہیں کیا پتہ نہیں موصوف کو یہ کتاب
 ہوئی یا نہیں۔ یہ کتاب فارسی تصنیف ہے۔ خود سید احمد شہید سے منسوب ہے اور اس کا معلوم الام رسالہ
 کا غلام رسول مہرنے اپنی تصنیف کے آغاز میں ذکر کیا ہے۔ وہ عربی میں ہے دونوں کے مصنفین بھی ایک
 ہیں۔ تصوف کے ذخیرہ میں بھی ایک محفوظ مہات احمدیہ مصنفہ مولوی امین بخش محفوظ ہے۔ مولوی صاحب
 موصوف سید صاحب کے مرید تھے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں تا احمدیہ مصنفہ سید صاحب اور مولوی امین بخش
 کی تصنیف میں کیا فرق ہے اس لئے کہ تصنیف سید صاحب سے منسوب ہے، اب تک ہمارے پاس واپس نہیں آئی

۹۔ تاریخ سید احمد شہید

۱۰۔ تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف
 P. ۸۵۵ - تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف
 P.P. ۱۳۵۱-۱۴۵۱ - تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف، تصنیف

کتاب کا اصل نام مان گنج ہے جہاں تک پتہ چلا ہے یہ نسخہ غیر مطبوعہ ہے نسخہ ہذا میں مصنف و کاتب کی کا نام تحریر نہیں ہے۔ شروع میں شاہجہاں، اس کی اولاد اور اس کی محبوبہ گیم ممتاز کے کچھ حالات ہیں۔ اس کے بعد تاج محل کی تعمیر کے بڑے مصارف کا تفصیلی ذکر ہے۔ اور اس کی، تعمیر سے متعلق ہر چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں پتھروں کے اقسام، ان کی قیمت اور معماروں، زرنگاروں، مصوروں اور نقاشوں کے نام بھی دیے گئے ہیں۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ کاغذ کی ساخت اور کتابت سے مترشح ہوتا ہے کہ زیادہ قدیم نہیں ہے بلکہ کسی نسخہ کی نقل ہے جو اب ناپید ہے اور یہ بھی کمیاں اور اب تک غیر مطبوعہ ہے۔



اے برٹش میوزیم میں بھی اس کا ایک ہی نسخہ محفوظ ہے جو اٹھارہویں صدی عیسوی کے آدھے حصے میں نقل کیا گیا تھا جس میں تاج محل کے متعلق مصارف کا ذکر اور دست از محل کا حال، اس کے موت پر شاہجہاں کے اشرار اور سکندر کے متعلق بھی کچھ نوٹس ملتے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کہ دونوں ایک ہی نسخہ کی نقل ہیں یا مختلف نسخوں کی؟ ہمارے ہاں کا نسخہ بھی اٹھارہویں صدی ہی کا ہوتا ہے۔ اس نسخے کا ذکر کیٹیلاگ (Catalogue of British Museum) میں صفحہ ۴۲ پر کیا گیا ہے۔ اس کا ایک قدیم نسخہ کتب خانہ دارالمصنفین میں ہے۔

شوکت علی خاں ڈاکٹر ٹریکٹور جو ایک پرشین دیسچ انسٹی ٹیوٹ راجستھا
ٹونک

ٹونک کے تاریخی خطوط و حالات

فتوہ دوم

(۱) طبقات شاہجہانی

مصنف محرم صادق - اس میں ۸۷۱ مشاہیر فضلدار و علماء، اکابر شعرا، ادباء، مصنفین

اور سو فیاض کرام کا ہمیش بہا تذکرہ ہے جس میں سماجی اور تاریخی حالات کے علاوہ سلوک تصوف اور

تہذیب و ثقافت کی جلوہ نمایاں بھی ہیں۔ یہ گراں مایہ تذکرہ دس طبقات پر مشتمل ہے جن میں تیمور

اور اس کے جانشینوں کے دور کے تمام مشاہیر ارباب علم و فنل کے حالات اور ان کے کارنامے نمایاں

اور خدمات کا تذکرہ ملتا ہے۔ طبقات مندرجہ ذیل اور اپر مشتمل ہیں۔

۸۰۶-۸۷۰ھ مطابق	۱۲۰۵-۱۲۶۹ء	(۱) تیمور
۸۵۰-۸۰۶ھ	۱۲۴۶-۱۳۰۵ء	(۲) میران شاہ و شاہ رخ
۸۵۲-۸۵۰ھ	۱۳۲۹-۱۳۲۶ھ	(۳) سزلسا سلطان محمد اور الغریبک
۹۶۲-۸۵۲ھ	۱۳۶۹-۱۳۵۰ء	(۴) ابو سعید
۹۶۹-۸۶۲ھ	۱۳۹۲-۱۳۶۹ء	(۵) عمر شیخ
۹۲۶-۹۰۰ھ	۱۵۲۰-۱۴۹۵ء	(۶) بابر
۹۶۳-۹۳۸ھ	۱۵۵۶-۱۵۳۱ء	(۷) ہمایوں
۱۰۱۵-۹۶۲ھ	۱۶۰۵-۱۵۵۶ء	(۸) اکبر
۱۰۳۶-۱۰۱۲ھ	۱۶۲۶-۱۶۰۵ء	(۹) جہانگیر
۱۰۴۶-۱۰۳۶ھ	۱۶۲۶-۱۶۲۶ء	(۱۰) شاہجہاں

۱۰۳۶ء کو ضروری اصلاحات کے واسطے اس قدر سے بغیر تبدیل کے ساتھ لایا گیا ہے۔ اس میں شامل کیا جا رہا ہے۔
ظاہر علی جلد ۱۰۳

تک سن تصنیف کا پتہ چلتا ہے اغلب یہ ہے کہ ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں مکمل ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد کے حالات نہیں ہیں۔ یا اس کے بعد مصنف کا انتقال ہو گیا یا کچھ ایسے واقعے پیش آئے۔ جن کی بنا پر مصنف آگے نہیں لکھ سکا۔ ایجنڈے کے نزدیک ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۵ء کے قریب قریب پختہ ترتیب دیا گیا ہوگا۔ اس کے ۲۱ برس بعد تک شاہجہاں سریمارا نے سلطنت رہا۔

شاہجہاں کا دور ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۸ء تک ہے اور اس نخطوطہ میں صرف ابتدائی دس سال کا حال ملتا ہے۔ اگر سن تصنیف ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۵ء مان لی جائے تو سن کتابت نہیں ملتا لیکن شان خط، کاغذ کی ساخت اور طبعی ترتیب دور شاہجہاںی کی نشان دہی کرتی ہیں۔ میری حقیر رائے میں یہ نسخے نقل کیا گیا ہے وہ نسخہ شاہجہاںی دور کا نوشتہ ہونا چاہیے۔

اسٹوری نے اپنی کتاب تاریخ ادب فارسی

میں لکھا ہے کہ طبقات شاہجہاںی کے مصنف محمد صادق نے اپنے بھائی ملا محمد یونس کشمیری (۱۰۳۳ھ - ۱۶۳۳ء) کو عہدہ جہانگیری کے شعرا میں شامل کیا ہے جو محمد صادق بہدانی، مصنف کلمات الصادقین کے بعینہ شاہجہاںی کے محمد صادق بہدانی کو تاریخ محمدی میں مولانا صادق کشمیری کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

Catalogue of Persian N 158 in The Library of The India Office vol 1 By Hermann Eit N. A Phil P.P. 705
P. 976 a Kalimat - Sadikin one of author's titles quoted in Tarika Muhammadali fol 46 where it is ascribed to molana Sulik. Kashmiri probably the author of The Tabyat Shah Jihani (1009)

طبقاتِ شاہجہانی سے اخذ کرتے ہوئے ریونے لکھا ہے کہ محمد صادق تقریباً ۱۱۰۰ء مطابق ۱۵۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور وہی میں رہے ہیں وہ ملا کامی متوفی ۱۱۰۶ء اور شیخ حسین کامر متوفی ۱۱۰۸ء سے ملے اور شاہ عبدالحق دہلوی کے شاگرد ہوئے۔

مصنف طبقات نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کے نانا حاجی محمد ہرانی ملتان گئے۔ پھر وہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۱۱۰۶ء مطابق ۱۵۹۶ء میں انتقال کیا۔ اپنے ایک تذکرہ سلسلۃ الصادقین کا بھی حوالہ دیا ہے اور ماہِ شرحہ ہانگیری لکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہے۔

یہ نہایت نادر نسخہ ہے جو اب تک معلوم کیا جاسکا ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے دوسرے نسخے بہت کیاب ہیں۔ میرے علم میں اس نسخہ کی چار نقلیں مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں ایک آصفیہ کتب خانہ میں ہے دوسری انڈیا انس کتب خانہ میں تیسری برٹش میوزیم میں۔ اور چوتھی ٹونک میں ہے۔

نسخہ زیر بحث بہ لحاظ قدامت، خطاطی، اور تاریخی مواد نہایت اہم اور نادر ہے اس لیے کہ یہ ٹونک ہی کے قدیم مطلقاً نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ جو سکتا ہے وہ نسخہ کتب خانہ ذریعہ کا ہو تو اب صاحب کے کسی ذاتی نسخہ کا مکتوبہ ہو۔ ہمارا نسخہ بیسویں صدی کا مکتوبہ ہے۔ اس پر اب تک کام نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے میں نے اس کو ایڈیٹ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور لندن سے اس کے ٹیکسٹ کے منگوانے ہیں اہل علم سے استدعا ہے کہ ان کو اس نسخہ کے بارے میں جو معلومات ہوں ان سے براہ کرم راقم کو مطلع فرمائیں۔

۱۔ برٹش میوزیم کٹیلگ۔ مئی ۱۹۰۹ء ص ۱۰۰۹
 ۲۔ کتب خانہ آصفیہ ص ۲۲۶ نوٹ ۱۱۵۶ ص ۲۶۲ و ۲۰۵
 ۳۔ برٹش میوزیم۔ یو۔ ص ۱۰۰۹ جلد سوم
 ۴۔ اسٹوری ص ۹۰۵ و ۱۰۱
 ۵۔ ندرت کتب خانہ انڈیا انس ص ۲۶۲ و ۲۰۵
 ۶۔ سعید کتب خانہ ٹونک فن آرٹس۔ مولوی محمد طراں خان ٹونکی

(۲) خلاصتہ التواریخ

اس کے مصنف منشی بھان رائے بھنڈاری ہیں۔ پٹیاہ میں پیدا ہوئے اس نسخہ کی مختلف ترقیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زیادہ تر سرکاری عہدے داروں کے منشی رہے۔ ریوا اور ایچ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندی اور سنسکرت میں بھی ماہر تھے۔ اور خطاطی، منشی گری اور انشائیہ پر وازی میں بھی یرطولی رکھتے تھے۔ ریوا کے مطابق خلاصتہ التواریخ کے علاوہ خلاصتہ الانشاء بھی ان ہی کی تصنیف ہے جو بہت نایاب ہے۔ اس کے کچھ اجزا برٹش میوزیم میں محفوظ ہیں۔

خلاصتہ التواریخ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے چالیسویں جلوس ۱۱۰۰ھ

مطابق ۱۶۹۵ء میں بڑی کاوش اور محنت سے لکھی گئی یہ ہندوستان کی مکمل تاریخ ہے۔ ابتداء فرینش سے عالمگیر تک کے حکمرانوں کے مختصر حالات اور تاریخی واقعات کے ساتھ اس عہد کی تہذیب اور معاشرتی جھلکیاں اور مٹاشی تبصرے بھی دلچسپ انداز میں ملتے ہیں۔ ادوار کی ترتیب کے ساتھ پوری ہندوستان کی تاریخ بڑے اچھے انداز میں اور بڑی باسجرت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اختصار سے ضرور کام لیا گیا ہے مگر اہم اور تاریخی سیاسی واقعات چھوٹے نہیں پائے ہیں۔

اس کے مختلف نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ایم ظفر حسن نے ۱۹۱۸ء میں اس کو ایڈٹ کیا ہے۔ لیکن سیر امتاخرین کا مقدمہ بھی خلاصتہ التواریخ کے ایڈیشن سے منسوب کر دیا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں سر جادونا تو سرکار نے اس مخطوطہ کے کچھ حصوں کا ترجمہ جو ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے شائع کیا ہے جو ظفر حسن کے ایڈیشن سے صفحہ ۲۸ سے صفحہ ۸۳ تک کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ایڈٹ نے جلد ششم میں صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۲ تک اس کتاب کی بلوگرانی (تاریخی تبصرہ) لکھی ہے۔ نیویرج نے بھی چند اوراق میں اس مخطوطہ پر تبصرہ کیا ہے۔

جہاں تک میرے علم میں ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ابھی تک اس پر کام کیا ہے۔ اور نہ انگریزی ترجمہ کیا جو البتہ میر شیر علی انور نے "اسرائل محفل" کے نام سے اردو میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جو طبع ۱۹۱۱ء ہو چکا ہے۔

یہ اہم کتاب اپنی نوعیت کی ایک شہا بہا مانج ہے جو کونائوں دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے۔ ذخیرہ کا نسخہ بارہویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے کاغذ قندبادانی کرم نمورہ اور خط شکستہ ہے جس کا رواج اکبر کے دور میں زیادہ تھا لیکن جو مالگیر سے عالمگیر تک کم ہو گیا تھا۔ اور اس کی جاگہ شتیبائی نے لے لی تھی عالمگیر کے آخری عہد میں پھر خط شکستہ کا رواج زور پکڑا تھا۔ اس لئے نسخہ مغلیہ دور کے آخری زمانہ کا مکتوب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب نے ترقی میں سن کتابت اور اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

۲۲، تاریخ گزیدہ

تاریخ گزیدہ تصانیف احمد الشراعی بکرن، صدر شعبہ ترویج قزوینی المتوفی سنہ ۱۰۷۰ھ تا ۱۰۸۰ھ اسلام پر ہے۔ ایک جامع اور بصیرت افروز کتاب ہے۔ یہ ابتداء آفریش سے سنہ ۱۰۰۰ھ سال تا ۱۰۸۰ھ تک کے حالات اور واقعات درج ہیں کتاب چہ ابواب ایک ابتداء اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں ابتداء آفریش سے بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں انبیاء کرام کا ذکر ہے۔ بارہویں میں سلاطین ماقبل اسلام کے احوال ہیں۔ باب سوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس، انفقار، اشرفین اور صحابہ کرام اور تابعین کا ذکر ہے اور ہجرت اور نبی عباس کے حالات ہیں۔ باب چہم میں سلاطین مابعد اسلام کے حالات ہیں۔ باب ہفتم میں سلاطین کو بارہ طبقات میں تقسیم کر کے ان کے حالات ہیں۔ باب ہشتم میں سلاطین مابعد اسلام کے حالات ہیں۔ اس کا ترجمہ مسٹر بائیرزی میناروں نے ایشیاٹک سوسائٹی جرنل میں کیا ہے۔ اس کتاب کے نامہ پر بطور تمہ ایک باب ہے جس میں اویار کرام اور سلاطین کے انساب کا بیان ہے۔

۱۰۰ برس، بیوزیم لیسٹار۔ ۱۰۰ برس، بیوزیم لیسٹار۔ ۱۰۰ برس، بیوزیم لیسٹار۔

تاریخ گزیرہ کا جو نسخہ ہائے ادارے میں محفوظ ہے وہ بابت پنجم کی فصل پنجم تک ہو گیا اس میں ایک فصل کم ہے۔ اور باب ششم جو قزوین سے متعلق ہے اور خاتمہ اس میں نہیں ہے۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام اس نسخے میں مرقوم نہیں ہے لیکن رسم الخط اور قلم کی روش سے ظاہر ہوتا ہے کہ سولہویں صدی عیسوی کا نوشتہ ہے اس لئے کہ اس کے زیادہ تر نسخے سولہویں صدی کے اوائل اور سترہویں صدی کے اوائل کے لکھے ہوئے ملتے ہیں چنانچہ برٹش میوزیم میں ایک نسخہ ۱۵۱۸ء کا نوشتہ اور بقیہ نین نسخے سولہویں صدی عیسوی کے مکتوبہ ہیں۔

(۴) حبیب السیر

حبیب السیر مشفق غیاث الدین بن ہمام الدین المدغونجوانز میر تاریخ کی ایک جامع کتاب ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصہ چار اجزا پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں شیاطین و اجنہ کا دوسرے میں انبیاء کرام اور مفکرین کا حال ہے۔ تیسرے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ اور غزوات وغیرہ اور چوتھے جزو میں غفار راشدین کے حالات ہیں۔

حبیب السیر تہران اور بمبئی سے شائع ہو چکی ہے اس کے متعلق مورے اور ایلینا بی بی نے کچھ بحث کی ہے۔ ہمارے ادارہ میں اس کا جو نسخہ محفوظ ہے وہ ۱۶۱۲ء کا نوشتہ ہے۔

(۵) صلاحیتنا الاختیار

مصنفہ غیاث الدین بن ہمام الدین خوانز میر المتوفی ۹۳۱ھ مصنف نے یہ کتاب ۱۵۳۲-۳۵ء میں میر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا کے لئے تصنیف کی تھی۔ جو ایک مقدمہ، دس مقالات

۱۵ برٹش میوزیم کینیڈاگ مرتبہ ریو ج ۱ ص ۸۲ - معارف وقاریخ گزیرہ کے ایک قدیم نسخے سلوک مہتالہ ولہ حاجی نزار مرزا کا کس اڈورڈ براؤن نے ۱۹۱۰ء میں گپ سموریل سے لیکر کے سلسلہ میں لندن سے شائع کیا تھا اور انگریزی میں اس کا موسط مقدمہ اور کتاب کے مندرجہ اسما و اماکن وقبائل اور کتابوں کا انڈیکس ایک مستقل جلد میں شائع کیا۔

۱۵ انڈیا انس لائبریری کینیڈاگ - مرتبہ ایچ ج ۱ ص ۸۲

اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے پیش نظر نسخہ اس کا مکمل نسخہ ہے اس کا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس نے انگریزی میں کیا ہے اور اس نسخہ پر مشہور فہرست نگاروں نے بحث کی ہے۔

اس کے مقدمہ میں تخلیق و تکوین کائنات پر بحث ہے۔ پہلے مقالہ میں انبیاء کرام کا ذکر ہے دوسرے میں یونانی حکما کا حال ہے۔ تیسرا مقالہ شاہان عرب و عجم پر ہے چوتھے مقالہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ پانچویں مقالہ میں خلفاء راشدین اور ائمہ کرام، چھٹے میں خلفاء بنو امیہ ساتویں میں خلفاء بنو عباسی اور آٹھویں میں ان کے مختلف خاندانوں کے حالات ہیں نویں میں چنگیز خاں اور ان کی نسل دسویں میں تیمور اور اس کے اسلاف کا حال ہے۔ اس کا نتمہ ہرات اور اس کے مشاہیر کے حالات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا ایک ہی نسخہ برٹش میوزیم میں ۱۰۲۶ء کا محفوظ ہے ہمارے یہاں کا نسخہ سنہ ۱۰۲۶ء مطابق ۱۶۶۹ء کا مکتوبہ ہے باقی کئی نسخے بارہویں صدی ہجری کے مکتوبہ ملتے ہیں۔

(۶) نگارستان

مصنف محمد حرم المعروف یہ قاضی احمد غفاری تاریخ ایران برائے ایک نایاب کتاب ہے جو مسطور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سود سے دسویں صدی ہجری کے اوائل تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایران کے مختلف حکمرانوں، خاندانوں اور ان کے عہد کے واقعات اور مشہور داستانوں کو نظم میں لکھا گیا ہے اور شاہ پھما سپ شاہ ایران کے نام سے منون کیا گیا ہے اس کا سن تصنیف ۹۵۹ھ بم ۱۵۵۲ء ہے

تاریخی مادہ "نگارستان و واقعات" سے نکلتا ہے

دنیا کے جن جن کتب خانوں میں اس کے نسخے محفوظ ہیں اسٹوری کے ان کا حوالہ دیا ہے۔ اور

کرافٹ کے کیٹلاگ میں اس کا یہی ذکر ہے

Elliot P. 106, Bodleian cat No. 83 to 86, History of India vol I P. 14, Ricci - 2. P. 96, Morley. P. 38

۱۰۶ ص ۱ ج ۱ سے راج ۱ ص ۲۲ فہرست انڈیا آف لائبریری۔ ایچ۔ ۲۲
۱۰۶ ص ۱ ج ۱ سے راج ۱ ص ۲۲ فہرست انڈیا آف لائبریری۔ ایچ۔ ۲۲
۱۰۶ ص ۱ ج ۱ سے راج ۱ ص ۲۲ فہرست انڈیا آف لائبریری۔ ایچ۔ ۲۲



مصنف نے اس کتاب کے علاوہ ایک اور کتاب الموسوم بہ جہان ارزا لکھی جو حرمین شریفین کی زیارت سے مراجعت سے دہل سندھ میں ۱۰۹۵ھ میں انتقال کیا سنگارستان کے متعلق ریلو کی کٹیلاگ کے علاوہ مور لے کے کٹیلاگ الیٹ کی سٹری بند دوم ص ۵۰۲ اور پیپرس برگ کے کٹیلاگ میں خاصی تفصیل ملتی ہے۔ اس کا ترجمہ ترکی میں ہوا تھا۔ جس کا مسودہ محفوظ ہے۔ اور اب تک طبع نہیں ہو سکا ہے۔

د، بہجتنا العالم (فارسی)

مصنف حکیم مہارت خاں اصفہانی ہندوستان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے زمانے تقریباً ۱۱۳۰ھ کی تصنیف ہے اس میں تمام شہروں کے مختصر جغرافیائی حالات ہیں۔ کرمان، شوشتر، سیستان، قزقہار، غزنی، لاہور، دہلی، آگرہ، اووہ، یروم وغیرہ کے حالات کسی قدر تفصیلی ہیں، صوبجات ہند کا حال مرآة العالم سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک مہ کی جغرافیہ مینز تاریخ ہے۔ اسی میں ایک کتاب روضتنا الامم مجلد ہے جو جغرافیہ کی عربی کتابوں تحفتنا الاحباب اور خریلذاتہ العجا سے ماخوذ اور اس کا ترجمہ ہے۔

یہ کتاب کئی حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ "ذکر از بلاد متفرقہ" میں روی مالک کا حال ہے۔ جو "بہشت بہشت" سے ماخوذ ہے۔ اسی کے ساتھ ہندوستان کا ذکر ہے جو "جوائین اکبری" سے ماخوذ ہے اسی طرح مختلف صوبجات اور شہروں کے حالات "انیس اعرافین" سے لئے گئے ہیں۔

دوسرا حصہ "ذکر از بعضی عجائب جزائر" میں عجائب غرائب کا ذکر عجائب المخلوقات سے ماخوذ ہے ہمارے ذخیرہ کے "ہجرت العالم" اور "رومۃ الافراج" کے نسخے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ ہجرت العالم کا نسخہ ۱۰۷۵ھ کا مکتوب ہے، مکتوب کا غلام علی القرشی ہرانی ہے اس کے تراجم، طباعت و اشاعت کا پتہ نہیں چل سکا قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اس کے بارہ میں فراہم کنندہ معلومات سے راقم کو آگاہ فرمائیں۔

۱۰۷۵ھ بمطابق ۱۰۷۵ھ مرتبہ ریلو ج ۱ ص ۱۰۹ سے ایشیا مین کٹیلاگ مرتبہ ایچ ج ۱ ص ۵۰۰



(۸) تحفتا العالم (فارسی)

عبداللطیف بن ابی طالب بن نور الدین بن نعمت اللہ بن المومنی الشوشتری مصنف ۱۶-۱۵ھ
اس کتاب میں مصنف نے اپنے ماکہ شہر اور اس کے پڑھنے والوں کے حالات کو علاوہ اپنی سوانح بھی بیان کئے ہیں
اور ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی ابتدا، قیام اور توسیع کی بھی کچھ جھلکیاں ملتی ہیں اور انگریزی ادب
مجالس، طور و طریق، اور امریکہ دیویپ کے شہر شہروں کا بھی ذکر ہے۔ ہندوستان کی تاریخ یہاں
کی معاشرت اور دوسرے دلچسپ حالات نسبتاً زیادہ ہیں۔ اس طرح یہ کتاب تاریخ، جغرافیہ اور معاشرت
مختلف قسم کی معلومات پر مشتمل ہے۔

مصنف نے یہ کتاب اپنے بڑی شان دوست میر عالم بہادر وزیر اعظم دولت نظامیہ دکن کے نام معنون
کی ہے۔ آخر میں وہ حیدرآباد سے ایران واپس چلے گئے۔ تحفتا العالم ۱۸۴۷ء میں بمبئی میں چھپ چکی
ہے۔ ہمارے کتب خانہ کا شمار ۱۲۲۳ھ ۱۸۰۶ء کا نوشتہ، نہایت دیدہ زیب، مزین، مطلقاً اور مذہب کے
کاغذ سفید، لوح کتابی، مینا کار، آسمانی جو کتاب کا نام شیخ عبداللہ عرف امیر الدین خلف عنایت اللہ
ترجمہ میں کاتب کا نام، سن کتابت، مقام کتابت (سورت) لکھا ہوا ہے۔ آخر میں ایک مہر بھی ہے جو پوشیدہ ہے۔

(۹) تارہ سیر الخمیس فی احوال النفس لنفس (جد دوم عربی)

قاضی حسین بن محمد الدیار البکری المالکی متوفی ۱۲۶ھ کن شہر تعینف ہے جو کہ مکہ کے بیہام
تھے۔ نیچے ایک مقدمہ تین ارکان اور ایک خانہ پر مشتمل ہے مقدمہ اور ارکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم کی بعثت، ہجرت اور دوسرے تاریخی حالات بیان کئے گئے۔ خانہ میں خلفاء راشدین اور انوی
اور عباسی خلفاء کے حالات ہیں۔

ہمارے یہاں دونوں جلدیں مشروط ہیں جو الگ الگ سنین کی مرقومہ ہیں جلد اول ۱۲۹ھ
کی نوشتہ ہے اس کے کاتب کا نام علی بن سلمان بن ابراہیم ہے اس جلد میں ۱۲۵ھ کا لے حال ملتی ہیں
۱۲۵ھ اذیا آتش لیدان۔ مزید ایسے حالات ہیں۔

جلد دوم ۱۲۳۱ھ کی نوشتہ ہے۔ اس میں صفحہ سے سلطان مراد ثالث تک کے حالات ہیں اس جلد کے ترقیمیں کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ لیکن طرز کتابت، روش قلم اور شان خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری جلد بھی علی بن سلمان ہی کے قلم کی ہے۔ یہ کتاب متحدہ بارہ مہر وغیرہ سے چھپ چکی ہے

(۱۰) تاریخ چین (اردو)

کارکن مصنف جوہر افلاق و مترجم و رالت دیوانی صدر کلکتہ کی مصنف ہے۔ مولانا محمد عمران خان

اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ کہ
 ”یہ ممالک چین کی ملکن تاریخ ہے جس میں طوفان نوح سے لے کر ۱۸۴۲ء تک کے حالات
 و واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔“

پندرہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں حدود مملکت چین، اس کے سو بیات اور ان کے
 معاشرتی، تاریخی اور سیاسی حالات و واقعات ہیں۔ دوسری جلد میں حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر
 تمام شاہان خطا کا ذکر ہے۔ اور ان ممالک جزائر کا حال بھی ہے جو سلطنت خطا میں شامل یا اس کی
 حصار گزار تھے۔

نسخہ بزاز کے ترقیمیں سن ۱۲۶۱ھ دیا ہوا ہے لیکن کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے
 کاغذ سفید، کرم خوردہ، شکستہ ہے۔ یہ کتاب ۱۸۵۲ء میں کلکتہ سے اور ۱۸۶۵ء میں دارالعلوم
 میرٹھ سے طبع ہو چکی ہے

(۱۱) تاریخ ہندوستان (فارسی)

یہ تاریخ حقیقی کے نام سے زیادہ مشہور ہے سلطان معزالبرین محمد بن سام سے لے کر اکبر اعظم تک
 کے حالات پر مشتمل ہے مصنف مولوی عبدالحق نے مقدمہ میں اپنا تخلص حقیقی بتایا ہے۔ اس نسبت سے اس
 کتاب کا نام تاریخ حقیقی ہے۔ عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں اور بخاور فاں ذمراة العالم
 میں حقیقی کے حالات لکھے ہیں۔

فاضل مورخ نے اس کتاب کی تصنیف میں اپنے ذاتی مشاہدات اور زبانی روایات دونوں سے کام لیا ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ خاطر خواہ مآخذ اور ذرائع نہ ملنے کی وجہ سے دکن کی تاریخ ۱۹۳۶ء سے آگے نہیں لکھ سکے۔ لیکن سندھ اور کشمیر کے روستا کے حالات تحریر کئے ہیں۔ اس شعر سے اس کا سن تالیف نکلتا ہے:-

ناقص چو اتراد سال تاریخش را از ذکر طوک یازده ناقص کن

ذکر طوک کے کل اعداد ۱۰۱۶ ہوتے ہیں اس میں سے گیارہ نکالنے کے بعد ۱۰۰۵ باقی رہتے ہیں اور یہی سن تالیف ہے۔ ہمارے یہاں کا نسخہ اخوند قائم الدین بن اخوند غلام حیدر کا نوشتہ ہے جو شہید خطاط تھے۔ کاتب نے ترقیم میں تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔

تاریخ مدینہ (فارسی)

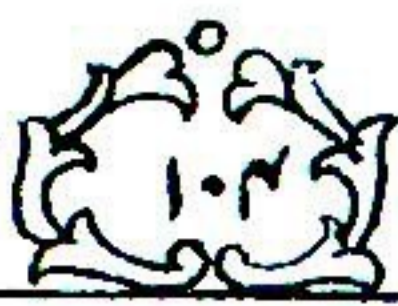
مصنف نامعلوم الاسم اولیٰ آخر سے ناقص ہے۔ اور آخر کے کئی باب کم ہیں اس میں سترہ باب ہیں اور ہمارے یہاں کے نسخہ میں کل پانچ باب ہیں۔

(۱۲) تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابو حنیفہ

جلال الدین سیوطی، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی۔

(۱۳) تاریخ صوبجات ہند (فارسی)

اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اصل کتاب کا مسودہ صاف نہیں کر سکے۔ خط شکست ہے میں نے اس کو جتہ جتہ دیکھا ہے کمال مطالعہ نہیں کر سکا ہوں۔ کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے اقاہیم عالم کی تقسیم پھر صوبہ جات ہند کی تفصیل ہے۔ اور شاہانِ مغلیہ کی شہور عمارتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے مصارف کی تفصیل دی گئی ہے۔ تاج محل سے متعلق حصہ تاریخ تاج گنج، جس کا ذکر مضمون کی پہلی قسط میں آچکا ہے) کے متن سے ملتا جلتا ہے دونوں میں تاج محل کی تاریخ



اس کے مصارف اور نوادیر کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ تاریخ تاج گنج سے یا تاج گنج اس سے ماخوذ ہے کتاب کے اولیٰ آخر صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے جس میں ظہور علیؒ کا ذکر ہے۔ آخر میں اکبر کی وفات اور سکندرہ کی تعمیر کا بیان ہے۔

(۱۳) چہار گلشن (فارسی)

رائے چترمن کاسٹھ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ ایک ضخیم تاریخ ہے جو ابتدا سے لے کر ۱۳۴۳ء مطابق ۱۷۹۶ء تک ہندوستان کے تاریخی حالات و واقعات پر مشتمل ہے اس کا سن تاہیف موصوف کے مرتبہ ماؤہ "چترمن نیکلشن" سے نکلتا ہے۔

موصوف نے وزیر غیاث الدین خان کی فرمائش پر احمد شاہ ابدالی کے دوسرے حملے کے دوران یہ کتاب لکھی تھی۔ اس کی ترویج کے بعد ہی مورخ کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے ان کے پوتے رائے زاوہ چندر بھان نشتی کاسٹھ نے ۱۲۰۴ء مطابق ۱۷۸۹ء میں اس کو مرتب کر کے ایک مقدمہ کا اضافہ کیا۔

چہار گلشن کے نام کی مناسبت سے یہ چار گلشنوں میں منقسم ہے۔ گلشن اول میں صوبہ جات ہند اور گلشن دوم میں دکن کے صوبوں کا بیان ہے۔ گلشن سوم میں ہلی سے ہندوستان کے دوسرے مقامات تک جو سرزمینیں، راہیں اور شاہراہیں جاتی ہیں ان کا ذکر ہے۔ اور گلشن چہارم میں مسلم اور ہندو فقرا کا ذکر ہے۔ چہار گلشن کے چھ موصوف کا ترجمہ سر جاوہر ناتھ سرکار نے اپنی انگریزی کتاب اورنگ زیب کا ہندوستان میں کیا ہے۔ ایلیٹ نے بھی اپنی کتاب میں اس کے بارے میں مختصراً لکھا ہے۔

۱۔ اس مخطوط کے بارے میں پہلی دستاویز لکھا جا چکا ہے کہ اس وقت تاریخ تاج گنج سے اس کا مقابلہ نہیں کیا گیا تھا۔ دونوں نسخوں میں نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے۔ یہ پہلی دستاویز مہاراجہ اور اکبری کا نوشتہ لکھ دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ دور شاہجہانی کے اواخر یا

مہاراجہ لکھنوی کے دواؤں کے نوشتہ نسخہ کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ برادکر م اس کی صحت کرنی جائے۔

۲۔ ریونے اپنی کٹیلاگ میں گلشن کے بارے میں لکھا ہے۔ ریونے ج ۲ ص ۹۰۹

۳۔ (The Guide of Aurangzeb) از سر جاوہر ناتھ سرکار ص ۷۸ - ۱۳۳

۴۔ ہسٹری آف انڈیا (انگریزی) ایلیٹ ج ۸ ص ۶ ۲۵۵

چار گلشن کے خطی نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ برٹش میوزیم میں انیسویں صدی عیسوی کا نوشتہ نسخہ ہے۔ اور انڈیا آفس لائبریری میں اٹھارھویں صدی عیسوی کا مکتوبہ بالڈون میں ۱۳۳۷ء کا لکھا ہوا، بائبل پوز میں انیسویں صدی عیسوی کا، اور کتب خانہ آصفیہ میں تیرھویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے

ہماری ادارہ میں نسخہ بڑا کی تاریخ کتابت درج نہیں ہے لیکن یہ تیرھویں صدی ہجری کا مرقومہ معلوم پڑتا ہے۔ اس کے اس نسخہ پر نواب وزیر الدین بہادر خلد مرکانی فرس روائے دوم نوکے ۱۳۳۷ء سے ۱۳۶۲ء کی مہرتبت ہے یہ

(۱۵) حاد یقتنا الاقالیم (فارسی)

یہ ایک جز ایفائی کتاب ہے۔ لیکن اس میں کہیں کہیں تاریخی حالات و واقعات دیگر گور ہیں۔ اس کے یہ جغرافیہ اور تاریخ دونوں پر محیط ہے۔ مرتضیٰ حسین مخاطب الشہداء عثمان بلگرامی نے شاہ عالم قرانی کے عہد حکومت میں اس کو تصنیف کیا۔ اس میں ساتوں اقالیم کا منسل ذکر ملتا ہے اور ہر اقالیم کے مشاہیر علماء اور حکماء کے حالات بھی قلمبند کئے گئے ہیں۔

ہماری یہاں کا نسخہ ۱۲۲۵ھ کا نوشتہ ہے۔ اول صفحہ پر نواب وزیر الدین بہادر خلد مرکانی اور نواب کین الدولہ محمد علی خاں بہادر خلد آشیانی کے دستخط اور مہربان ثبتا ہیں۔ یہ ۱۸۸۱ء میں لکھنؤ سے چھپ چکی ہے

(۱۶) ترجمہ تاریخ فتوح لاحمد بن اعثم کوفی (فارسی)

یہ خطوط فتوح لاحمد کا فارسی میں ترجمہ ہے۔ نگارستان میں ان کا نام احمد بن محمد ستوفی مرقوم ہے۔ جو امیر قوام الدین کے حکم سے ترجمہ کرنے پر مامور کئے گئے

۱۵ مزید دیکھئے۔ ریو (Review) ج ۲ ص ۱۰-۹ اور اسٹوری ص ۴۲
۱۶ مزید دیکھئے۔ ریو (Review) ج ۲ ص ۹۹

اس کتاب میں خلفاء راشدین اور ان کے دور کے جو مسلم غزوات ہوئے ان کا ذکر کیا گیا ہے
امیر قوام الدین کا انتقال ساتویں صدی ہجری کے عشرہ اول میں ہوا۔ گویا ساتویں صدی ہجری میں اس کا
ترجمہ کیا گیا۔ عربی مورخین کی نظر سے شاید یہ نسخہ نہیں گزرا۔

اس کے اصلی عربی نسخہ کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ نگارستان اور ساوختنا الاحباب
میں حوالہ ملتا ہے۔ مصنف کا نام ابو محمد احمد بن اعثم کوفی دیا ہوا ہے۔ اس کے برخلاف امیر خواندہ
بمبئی ایڈیشن کے مطابق ان کا نام محمد بن علی بن اعثم بتایا گیا ہے۔ فتوح ابن اعثم کا
مورے کٹھیلاگ میں بھی ذکر کیا گیا ہے

مترجم نے مقدمہ میں اپنے حالات زندگی دیے ہیں۔ اور خوارزم اور خراسان کے اکابر کا طرہ
امتیاز اور شان امارت بتائی گئی ہے۔ ہمارے یہاں کا مخطوط ۱۰۴۳ھ کا نوشتہ ہے۔ حاجی سہرا
اس کے کاتب ہیں۔ قدرے کرم خوردہ اور مرمت شدہ ہے۔



شوکت علی خاں، عمر بک، پوشین و سیرج انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

مؤرخانہ و جہانگیر کی تاریخ و مختصر تاریخ

قسط سوم

۱۰۰، اقبال نامہ جہانگیری

جہانگیر نامہ بھی کہلاتا ہے جو تین دفاتر پر مشتمل ہے۔ دفتر اول میں بایبر اور ہمایوں کے ادوار کے تاریخی اور سیاسی حالات ہیں۔ دوسرے دفتر میں صرف اکبر اعظم کے طویل عہد حکومت کے واقعات کا احاطہ ہے جس کی بنیاد زیادہ تر اکبر نامہ ہی ہے۔ تیسرے دفتر میں اوشاہ جہانگیر کے سوانحی، سیاسی اور ملکی حالات ہیں جو ۱۰۰ جلوس تک کے واقعات پر مشتمل ہیں۔ تیسرا دفتر بہت عام ہے اس کے نئے قریب قریب سب کتب خانوں میں ملتے ہیں لیکن دفتر اول و دوم نایاب ہیں۔ جو دنیا کے چند کتب خانوں کے علاوہ شکل ہی سے اور جگہ مل سکتی ہیں حالانکہ تینوں دفاتر ۱۸۶۰ء میں لکھنؤ سے طبع ہو چکے ہیں لیکن اب کیا اب ہیں۔

اس کے مصنف محمد خاں غہر جہانگیری و شاہ جہانی کے مہتمم رکن اور شاہ دست سرپرست و فرماں روا نے زینبندہ افسر تھے۔ ان کا اصل نام محمد شریف ہے۔ ایران کے رہنے والے تھے ہندوستان آکر تیسرے جلوس جہانگیری میں علی منصب اور محمد خاں کے مؤخر خطاب سے سرفراز ہوئے۔ جہانگیر نامہ نزلک میں کسی جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔ شاہ جہاں کے دور شہزادگی میں بخشی بنا کر شاہ جہاں کے ہمراہ دکن کی ہمراہ بھیجے گئے تھے۔ ۱۰۰ جلوس میں دکن سے واپسی پر نزلک جہانگیری کی ترتیب کی خدمت سپرد ہوئی۔ محمد خاں نے شاہ جہاں کے زمانے میں زیادہ تر فنی کی ۱۰۰ جلوس شاہ جہانی میں بخشی کے منصب

پر ماہور ہوئے۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۳۵ء میں انتقال ہوا۔

ایلیٹ نے اپنی کتاب میں اس کے ۲۸ صفحات کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس ترجمہ کے متعلق جی، آر، کے، ای کی رائے ہے کہ "ایلیٹ نے جو حصے دیے ہیں وہ کسی اور کتاب کے معلوم ہوتے ہیں اور ہمارے جہانگیر نامہ سے مطابقت نہیں کرتے۔"

جہانگیر نامہ کے تینوں دفتروں کا ترجمہ جے میکروڈ نے انگریزی میں کیا ہے جو مسودہ کی شکل میں انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہے جہاں اس نسخہ کے تینوں دفتروں کے قلمی نسخے بھی موجود ہیں دفتر سوم میں نہ صرف جہانگیر کے انیسویں جلوس کے واقعات ہیں بلکہ معتز فاں نے اس کی وفات کے بعد کے واقعات بھی بڑھا دیے تھے۔

انڈیا آفس کا دفتر اول بیسا کہ ایٹھے نے بتایا ہے۔ غالباً انیسویں سن جلوس عالمگیری ۱۰۸۶ء م ۱۶۶۶ء کا نوشتہ ہے۔ خدا بخش خاں لائبریری میں بھی پیدا اور دو سرا دفتر ۱۰۲۵ء م ۱۶۳۵ء کا نوشتہ ملتا ہے برلن کے کتب خانہ او میر میں تینوں دفتر موجود ہیں۔ کتب خانہ سعیدی میں بھی تینوں دفتر موجود ہیں جو ایک ہی جلد میں مجلد اور ۱۰۲۴ء م ۱۶۲۵ء کے نوشتہ ہیں۔ اول دفتر صفحہ چہرہ اولیٰ اور لوح کتابی مجرایں کی مہرین ثبت ہیں۔

ان کے علاوہ دو جلدیں اور ہیں۔ ایک جلد اول کا حصہ جو ابتدا سے ۱۰۲۵ء جلوس اکبر شاہی کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ دفتر دوم کا نامکمل حصہ ہے جو ۱۰۲۵ء جلوس شاہ عالم بادشاہ کو عمر حکومت کا کتبہ ہے۔ کاغذ سفید اور خط شکستہ ہے اس کے کاتب سدھارائے ہیں جنہوں نے مشق کے طور پر پہنچ

۱۰ انالام اور تذکرۃ الامراء اور تذکرۃ جہانگیری میں مزید حالات دیکھیے!

۱۱ History of India written by its own historians

۱۲ PP 401 To 430

۱۳ اسٹوڈی ص ۷۶۲

۱۴ محفوظہ انڈیا آفس لائبریری مرتبہ ایچ ۱ ص ۲۱ نسخہ نمبر ۳۱۳-۳۱۴ ملاحظہ ہو

۱۵

۱۶ برلن کٹیلگ ص ۴۸۷ اور او میر ص ۲۵۷ دیکھیے!

لکھا تھا۔ اس لئے مکمل بھی نہیں کر سکے۔ بہت ممکن ہے کہ انہوں نے کسی ایسے نسخے سے نقل کیا ہو۔ جو عہد
جہانگیری یا شاہجہانی کا مکتوبہ ہو۔ شاہ عالم کے دور میں ایسے نسخوں کا پایا جانا بعید
از قیاس نہیں ہے

اس نسخہ کے علاوہ دفتر سوم کا ایک اور نقلی نسخہ بھی ہے جو نہایت دید و زیب مطلقاً، مذہب اور
اعلیٰ خطاطی کا نمونہ ہے اس اعتبار سے یہ نسخہ اور بھی اہم ہے کہ یہ نواب کلب علی خاں بہادر متوفی
۱۲۳۰ھ ۱۸۱۵ء والی ریاست راجپور کے حکم سے لکھا گیا۔ جو اب ٹونک کے کتب خانہ میں ہے اور
اس پر نواب صاحب مرحوم کی مہر، نواب کلب علی خاں بہادر ثبت ہے۔ اس کے ساتھ ایک
عبارت بھی مرقوم ہے۔

یہ نسخہ ۱۲۶۲ھ ۱۸۵۵ء میں محمد تقی خطاط نے ۲۵ رمضان المبارک کو مکمل کیا نسخہ نہایت
عمدہ اور گونا گوں صنعتوں کی وجہ سے بہت اہم اور کاغذ سفید، خوشخط، مجدول، طلائی، شکرئی، آسمانی
لوح کتاب مطلقاً، بینا کار، آسمانی و فیروزی ہے۔ شروع کے دو صفحات کے بین السطور مطلقاً
ہیں۔ پوری کتاب کا حاشیہ بھی گل کار اور مطلقاً ہے۔ جلد بھی بہت ہی خوبصورت اور
نقیس بنی ہوئی ہے۔

(۱۸) جہانگیر نامہ یا نزاک جہانگیری

یہ کتاب سلیم شاہی، نزاک جہانگیری، تاریخ سلیمی اور واقعات
جہانگیری مختلف ناموں سے موسوم ہے لیکن اس کا اصلی نام جہانگیر نامہ ہے جس سے وہ
ابتداء میں موسوم تھی۔ چنانچہ اصل نزاک جہانگیری میں مرقوم ہے کہ جب بارہ سالہ سوانح کو جہانگیر
مجلد کرا کے اراکین سلطنت میں تقسیم کیا اس وقت اس کا نام جہانگیر نامہ ہی تھا۔

۱۷ ستمبر ۱۸۵۵ء میں جہانگیر نامہ بدلا گیا۔ اسٹوری ص ۵۵۲
۱۷ دیوبند اول ص ۲۵۴

جھانگیو نامہ کے ابتدائی نو سالوں کا ترجمہ ار سکن نے انگریزی میں کیا تھا۔ جو
برٹش میوزیم میں نمبر ۶۵۵ پر محفوظ ہے۔ تنوہ جھانگیو کے تین مختلف نسخے ملتے ہیں جن میں پہلا
دو مستند ہیں اور ایک غیر مستند۔ جو بالذات امیر بیانات پر مشتمل ہے۔ پہلا نسخہ ۳۳ جلوس کا نوشتہ ہے جس کی
ابتدائی عبارت یہ ہے: ”حمد بے غایت و شکر بے نہایت بے بدعی را“ تیسرے بالذات امیر نسخہ کی عبارت
بھی یہی ہے۔ اول الذکر نسخہ خدابخش لائبریری میں سنہ ۱۶۱۱ء کا نوشتہ ہے۔ انڈیا آفس لائبریری
میں سنہ ۱۹۲۲ء کا اور برلن لائبریری میں سنہ ۱۸۹۹ء کا نوشتہ ہے۔

اس کا دوسرا نسخہ بھی مستند مانا جاتا ہے جو ”از عنایات بے غایت الہی“ سے شروع ہوتا ہے۔ یہ
سال جلوس اول سے شروع ہو کر سترھویں جلوس تک کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ وہی نسخہ ہے جسے جہانگیر نامہ
کے نام سے موسوم کر کے جھانگیو نے اپنے امرا میں تقسیم کیا تھا
اس کے بعد سترھویں سال تک کے حالات خود اس نے قلمبند کئے۔ جو انیسویں سال جلوس
کے ابتداء تک متمدنوں کے ذریعہ شاہی نگارانی میں بڑھائے گئے اسی نسخہ کو مہر شاہ کے زمانہ میں مجددی
کا مورخ نے ترتیب دے کر ایک مقدمہ کا اضافہ کیا۔ اس میں جہانگیر کے جلوس سے پہلے کے حالات سے
لے کر اخیر تک کے واقعات ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں وہ نسخہ جو جہانگیر نے جلد کر کے تقسیم کرایا تھا اب تک محفوظ ہے
اس نسخہ پر جہاںگیر اور شاہ جہاں کے دستخط ثبت ہیں۔ اس لئے بہت اہم مستند اور نایاب مانا جاتا
ہے۔ برٹش میوزیم میں بھی ایسا ہی ایک نسخہ محفوظ ہے۔ مگر اس میں کسی کے دستخط نہیں ہیں صرف
بارہ سال کے واقعات جہانگیر نامہ کے نام سے ہیں۔ انڈیا آفس لندن کے نسخہ میں انیسویں سال جلوس
تک کے حالات ملتے ہیں۔

۱۹ رپورٹ ۱ ص ۲۵۲ ۲۵ اسٹوری ص ۵۵ ۳۵ ادبیل کالج میگزین لاہور ۱۹۱۵ اگست ۱۹۲۶ء
۲۵ اسٹوری ص ۸۵۹ + ۹۶۰ ۳۵ ایضاً ص ۱ ص ۱۱۹ مخطوطہ نمبر ۲۰۵



تیسرا نسخہ جو بہانہ آمیز ہے اور جس میں واقعات سن وار نہیں ہیں تنزک جھانگیری کو نام سے موسوم ہے اس نسخہ کی ابتدا ”حمد بے غایت و شکر بے نہایت“ سے ہوتی ہے۔ اس عبارت سے پہلے کچھ اشعار بڑھائے گئے ہیں۔ مثلاً ”اے نام تو سر دفتر اسرارِ جود“، یہ پہلے نسخہ پر اضافہ معلوم ہوتا ہے۔

ریو کا بیان ہے کہ نسخہ شاہجہاں کے دور اول میں اس لئے لکھنوا لیا گیا۔ کہ اس کے ذریعہ ان واقعات کی پردہ پوشی ہو جائے جو اصل تنزک میں جھانگیر نے شاہجہاں کے خلاف لکھے ہیں۔

ان دونوں نسخوں کی اصیبت کا انکشاف سب سے پہلے ایس ڈی سے سٹی اور مولے نے کیا۔ اور آخر میں پروفیسر ڈاؤسن نے دونوں کتابوں کے اقتباسات نقل کر کے پوری وضاحت اور تحقیق سے بتایا کہ اہلی تنزک کونسی ہے اور نقلی کونسی۔ اکثر نسخوں کے آخر میں ایک پندناہ جھانگیر کے نام سے مندرج ہے جس کو پرائس نے لندن اور کلکتہ سے ۱۹۰۴ء شائع کیا تھا۔

یہ نسخے مختلف طریقوں سے شائع ہوئے ہیں۔ مگر ہادی والے نسخہ کے کچھ حصے جے انڈین ز ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ۱۸۶۶ء میں شائع کئے۔ گولڈرون نے تاریخ ہندوستان میں ان کو شائع کر کے ۱۸۶۷ء میں شائع کیا۔ لیکن مکمل نسخہ سید احمد خاں نے ۱۸۶۳ء میں دوبارہ مرتب کر کے طبع کرایا۔ جو ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ میں طبع ہوا۔ انگریزی میں اس کا مکمل ترجمہ ڈی۔ ایچ۔ لووے (H. M. Lowe) نے ۱۸۶۹ء میں شائع کیا۔ اور اے روجس نے مقدمہ چھپوڑ کر اصل کتاب کا دوسرا ترجمہ کیا جس کو ایچ بیورن (H. B. Burnes) نے ۱۹۰۹ء میں لندن سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اور ایچ

سنے ان سب ترجموں پر اتفاقاً تبصرہ کیا ہے۔

۱۵ Journal of the Asiatic Society, 1930, pp. 55-56
۱۶ ایٹ اور ڈاؤسن ج ۶ ص ۲۵۱-۲۵۲ ۱۵ ایٹ اور ڈاؤسن جلد ۶ ص ۲۵۱-۲۵۲ اور ۱۶

ہمارے یہاں کا نسخہ ہادی کے مرتبہ نسخہ سے قدرے مختلف ہے ابتدا میں وہی اشعار ہیں جو مبالغہ آمیز نسخہ کے ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار بھی ہیں۔ نسخہ مطلقاً، بین السطور اور لوح کتاب مطلقاً اور مینا کار، اور حاشیہ پلائی اور گل کار ہے۔ اس میں جلوس اول سنہ ۱۱۱۵ھ م ۱۶۰۵ء کے حالات ہیں ابتدا میں اکبر کے ذکر میں اس کے تحت شاہی کے حال میں جس پر پور میں جھانگ کی جلوه افروز ہوا لکھا ہے کہ اس کی تیاری میں تین سو من سونا، دو کروڑ کے جواہرات اور پچاس من عنبر صرف ہوا تھا۔

اکبر کے تاج کی قیمت چار کروڑ تیس لاکھ (فی اشرفی تیس روپے کے حساب سے) بتائی گئی ہے اس کے بارہ گوشوں میں بارہ ہیرے تھے۔ فی ہیرا ایک لاکھ اشرفی کی قیمت کا، موتی اور زرد چاٹھ شقال ہر ایک کی قیمت ایک ایک لاکھ۔ دو سو یاقوت جن کی قیمت اس زمانے میں بارہ لاکھ تھی۔ اکبر کے تاج میں جڑے ہوئے تھے۔

اسی طریقہ سے زنجیر عدل کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایک سو چالیس گز لمبی تھی۔ اور اس کی تیاری میں ساٹھ من سونا صرف ہوا تھا۔ آگے چل کر اپنے بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں شہزادہ خرم کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ پھر نور جہاں کی شادی، اس کے مہر اور تسبیح کا ان الفاظ میں ذکر ہے۔

”اور ان نور جہاں، بیعت خود آوندم دہشتاد لکھ اشرفی، تسبیح شقالی مہرا و قرار و آدم و تسبیح مرواریری از چہل وانہ۔ کہ ہر دانہ اور ایچیس ہزار روپیہ خریدہ بود ما بخشیریم۔“

اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ اکبر نے حکم دیا کہ اگرہ کے دونوں خزانے تو لے جائیں اور تختینا کل رقم کی تعداد بتائی جائے۔ تزک کے بیان کے مطابق ایک ہزار آدمی چار سو ترازوؤں سے پانچ لاکھ شربہ روز تو لیتے تھے تب بھی صرف ایک خزانہ تو لایا جاسکا۔

شہزادہ خسرو کے جواہرات کے عند وقوع کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں دس کروڑ کے جواہرات تھے

جوڑائی میں کہیں صنائع ہو گئے۔

اسی قسم کے بہت سے مبالغہ آمیز واقعات ملتے ہیں جو نسخہ بازی اور دوسرے نسخوں سے بیان کے تسلسل میں مطابقت نہیں کرتے۔ البتہ کہیں کہیں واقعات میں مطابقت ہے۔ اس نسخہ میں بھی وہ انانیت ہے جو جھانگیر کے اصلی نسخوں میں ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ اس کے واقعات کسن وار نہیں ہیں۔ اور مذکورہ بالا دونوں نسخوں کے واقعات سن وار ہیں

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ ترک شاہجہاں کے دور میں مرتب ہوئی ہوگی۔ جو ہو سکتا ہے کہ خود شاہجہاں کے ایام سے یا اس کے کسی مہتمم امیر نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے لکھی ہو۔ اس نسخے میں بھی کچھ پند و نصائح ہیں۔ جو ابر کی جانب سبوتا اور جہاں گیر کے زبان و قلم سے ادا کئے گئے ہیں۔

ان سب باتوں کے پیش نظریہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ ترقی و درشاہجہاں کی اختراع ہے اس کا ان دونوں نسخوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ اس سے دور شاہجہاں کے ان حالات اور واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ جو گو بسالذامیز نہیں۔ لیکن کسی اور کتاب میں اس تفصیل سے نہیں ملتے۔

۱۹۰ تاریخ نادری

مصنف محمد علی آسترآبادی ہے۔ نادر شاہ کے عروج کے زمانہ سے لے کر اس کی وفات ۱۷۴۷ء تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ۱۷۷۶ء میں *Nadir Shah and Hindustan* کے نام سے ہو چکا ہے۔ انگریزی ترجمہ بھی فائل مترجم ۱۷۷۳ء میں لندن سے شائع کیا۔ اصل فارسی ایڈیشن تبریز، طہران اور بمبئی وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں

مصنف کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ نادر شاہ سے وابستہ تھا یا کسی اور بادشاہ سے
 ۱۷۴۷ء میں ۱۷۴۷ء - مزید ملاحظہ ہو۔ سورے کی کتاب ص ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔

اس نے مقدمہ کسی بادشاہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ گریو کے مطابق خود مہدی کے بعض بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نادر شاہ سے تعلق تھا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ جب نادر شاہ ۱۱۲۶ھ میں ۱۱۲۳ھ میں اصفہان جا رہا تھا تو میں ان کے ہمراہ تھا اور وہیں نادر شاہ کو پور شاہ مرخ کے پیدا ہونے کی خبر جانفرا ملی تھی

دوسری جگہ جو انگریزی ترجمہ پوری طرح واضح نہیں ہے لکھتا ہے کہ نادر شاہ کی زندگی کے آخری سال ۱۱۲۳ھ میں وہ شاہی حکم سے مصطفیٰ خاں شامو کے ساتھ سلطان ترکی کے پاس گیا تھا۔

سر فریڈرکس نے اپنی کتاب "ہسٹری آف کاجرس میں لکھا ہے کہ نادر شاہ سے اس کے ملاقات اور گفتگو کے وقت محمد مہدی نادر شاہ کے واقعہ نویس کی حیثیت سے موجود تھا مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کتاب کا تصحیح نام کیا ہے۔ دوسرے نسخوں میں "تاریخ جہاں کشانی نادری" اور "تاریخ نادری" دونوں ہی نام ملتے ہیں زیر نظر نسخہ میں کوئی نام تحریر نہیں ہے۔

یہ بھی واضح نہیں ہوتا کہ مصنف کے ان الفاظ "کہ از چاکران حضور مر بہ حضور و قانع مامور است" سے کون سا بادشاہ مراد ہے۔ نادر شاہ کی نظر پر مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ چہرے سطور کے بعد نادر شاہ کو مرحوم لکھا گیا ہے۔

ریو کی یہ بحث کچھ بے سودی ہے کیونکہ مصنف نے ان واقعات کو نادر شاہ کے انتقال کے بعد ہی ترتیب دیا ہوگا۔ اس لئے مقدمہ میں "از چاکران حضور" سے حکمران وقت مراد ہوگا۔ جو نادر شاہ مرخ ہوگا۔ یا حسن۔ ان سردار کاجراں کو حضور تحریر کیا گیا ہے جس کی تعریف و توصیف میں کتاب میں ایک تمہ بڑھایا گیا ہے۔ یہ تمہ فرانسسی ترجمہ میں بھی موجود ہے نسخہ ہذا، مطلقاً مینا کار اور مجدول تنگرنی اور ۱۲۳۳ھ میں ۱۸۱۵ء کا نوشتہ ہے۔

۲۰) سیرالمتاخرین (فارسی)

اس کے مصنف غلام حسین بن ہدایت علی خاں ابن سید عظیم الشرفاں بن فیض الشرفاں شیخ عبدالمصطفیٰ

خاں بنگال کے مشاہیر میں تھے مصنف کے والد ہدایت علی خاں بہار کے نائب صوبے دار تھے جو شاہ
عام کے زمانہ میں فوجدار اور میرنشی ہو گئے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بیٹے

مصنف غلام حسین کچھ عرصہ ان کی جگہ میرنشی اور پھر انگریزی عہد میں مختلف عہدوں پر مامور رہے۔

سیرالمتاخرین ماہ صفر ۱۱۹۲ھ میں شروع اور رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ میں مکمل

ہوئی۔ بوڑھی فاضل مؤرخ نے ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی شامل کیا تھا جس کو گورنر جنرل دارلنہاں

کے نام سے منسوب کیا ہے۔ غلام حسین خاں نے مقدمہ میں یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ انھوں نے یہ مقدمہ

ایک نئی تاریخ سے لیا ہے جو کورد، پانڈو سے مشہور ہو کر اورنگ زیب کی تخت نشینی تک کے حالات

پر مشتمل ہے۔ ہنسی نے فارسی اور سنسکرت ماخوذوں سے اس کو مرتب کیا تھا جس نے اس کے اغلاط اور غیرت

بجلاؤں کو درست کر کے سیرالمتاخرین کے مقدمہ کی حیثیت دے دی ہے۔

ریوکایا نام ہے کہ اس مقدمہ کا ایشیاٹک سوسائٹی اور سیرالمتاخرین کے مصنف سبجان رائے کی

طرف سے۔ اگر مقدمہ کو بھی سیرالمتاخرین ہی کا حصہ مان لیا جائے تو یہ ہندوستان کی ایک مکمل

تاریخ ہے مگر اسل کتاب اورنگ زیب کے انتقال سے لے کر ۱۱۹۵ھ میں ۹۰۰ تک کے حالات اور واقعات

پر مشتمل ہے جس کے تین حصے ہیں

ان تینوں حصوں کا انگریزی ترجمہ ایک فرانسیسی نو مسلم صاحب نے ۱۸۸۹ء میں کیا تھا

اس میں مقدمہ شامل نہیں ہے۔ ۱۸۴۲ء میں برطانیہ نے اس کے بعض حصے دوبارہ لندن سے شائع

کئے۔ اور بنگال سے متعلق حصہ کا ترجمہ جسے اسکاٹ نے اپنی کتاب تاریخ دکن میں شامل کیا۔ اور مکمل تینوں

جلدیں نول کنورپریس نے ۱۲۸۳ھ میں ۱۸۶۶ء میں شائع کیں۔ اس کے دو ترجمہ اردو میں بھی ہو چکے ہیں

ایک نئی نئی نے اقبال نامہ کے نام سے کیا ہے۔ دوسرا کتب خانہ نے مرآة السلاطین کے نام سے کیا ہے۔ زیر بحث نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ دوسری اور تیسری جلدیں ایک ہی ہیں اور ۲۲۳۷ء اور ۲۱۶۷ء کی مکتوبیں۔ اول سے ایک ورق اقص ہے۔ یعنی ۳۴۱ پر کتاب ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد باقی کا نسخہ جلد اول کا حصہ شروع کر دیا ہے۔

(۲۱) طبقات اکبر شاہی (فارسی)

طبقات اکبر شاہی یا طبقات اکبری یا تاریخ نظامی ہندوستان کی مکمل اور پہلی اہم بنیادی تاریخ ہے۔ بعد کے تمام مؤرخین نے اسی سے استفادہ کیا ہے۔ ۳۱۰ کے مصنف نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی ہرانتا کے مشہور خواجہ عبدالعزیز انصاری کی اداوار میں ہیں خواجہ مقیم ہروی یار کے ولیدان اور مرزا عسکری کے مقرب تھے۔ عہد اکبری میں پہلے گجرات کے بخشی اور بعد میں بھلیہ سلطنت کے بخشی مقرر ہوئے تھے۔

نظام الدین کے قول کے مطابق ان کو مطالبہ کا شوق و رشتہ میں ملا تھا۔ اس لئے انہوں نے ابتدا ہی سے ایک ایسی مکمل تاریخ لکھنے کا ارادہ کر لیا تھا جو غزنوی، غوری، پٹھان، نمل، نظام ہی خاندانوں کے حالات پر محیط ہو۔ یہ تاریخ امیر سیکنگیہ ۱۵۶۷ء میں شہنشاہ نے کر ۱۵۹۲ء یعنی اکبر کے ستائیسویں جلوس تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے آغازوں کی فاصلہ مؤرخ نے باقاعدہ فہرست دے دی ہے مثلاً تاریخ بینی زمین الاضیاء، روضۃ الصفاء، تاج الماشی، طبقات ناہروی، خزائن الفتح، تعلق نامہ، تاریخ فیروز شاہی، فتوحات فیروز شاہی، تاریخ مبارکشہ، فتوح السلاطین، تاریخ محمود شاہی، خرد منزلوی، طبقات محمود شاہی، کجراتی، ماثر محمود شاہی، کجراتی، ناسخہ محلہ، تاریخ بیرون شاہی، تاریخ تھبئی، تاریخ ناصر مظفر شاہی، تاریخ موزل حیدر، تاریخ کاشمیری

تاریخ شاہی، تاریخ بابر، تاریخ ابراہیم شاہی، واقعات و شہادتیں اور
واقعات ہمایوں شاہی وغیرہ

ان میں سے بعض کتابیں اب نایاب ہیں۔ ہر دور کے حالات اسی دور کی تاریخوں، تذکروں،
اور سوئخ عمروں سے تحریر کئے گئے ہیں۔ پوری تاریخ ایک مقدمہ، نوطبقات اور ایک خانہ پرستوں سے مقدمہ
میں غزنیوں کی تاریخ ہے۔ طبقہ اول میں ہندوستان کے سلاطین میں معزالدین محمد غوری سے لے کر
سلسلہ ظہک کے واقعات ہیں۔ اس باب میں دور اکبر کے امراء، شائک، ادبار، عمار، فضلار، شہرار
اور دوسرے مشاہیر اور اصحاب کماں کے حالات ہیں۔

طبقات شاہجہاں کے مصنف محرم صادق نے عہد اکبر، وہجا نگیری کے حالات
نمایا اسی سے لئے ہیں۔ اس نے اکبر اکبری کے بیٹے شاہجہاں کی تاریخ میں بھی موجود ہے۔

طبقہ دوم وکن سلسلہ تاریخ شاہی قطب شاہی و عادل شاہی کے زمانہ انیس
حکومتوں کا ذکر ہے۔ طبقہ سوم میں تاریخ ہجرات و تاریخ اسلام سلسلہ انیس کے واقعات
پر مشتمل ہے۔ طبقہ چہارم میں تاریخ ہندو سلسلہ سے ۹۶۰ھ تک کی تاریخ ہے۔ طبقہ پنجم میں تاریخ بنگال،
۱۲۰۱ھ سے ۱۳۰۰ھ تک، ۱۳۰۰ھ سے ۱۴۰۰ھ تک، ۱۴۰۰ھ سے ۱۵۰۰ھ تک، طبقہ ششم میں شرقی شاہان بنو پورہ ۱۳۰۰ھ سے
۱۴۰۰ھ تک، ۱۴۰۰ھ سے ۱۵۰۰ھ تک، ۱۵۰۰ھ سے ۱۶۰۰ھ تک، ۱۶۰۰ھ سے ۱۷۰۰ھ تک، ۱۷۰۰ھ سے ۱۸۰۰ھ تک،
۱۸۰۰ھ سے ۱۹۰۰ھ تک، اور طبقہ انہم میں ملتان کی درشاہی سلسلہ سے ۱۸۰۰ھ سے ۱۹۰۰ھ تک
تاریخ ہے۔ اور خانہ میں اکبری دور کے شہزادوں اور مواضات کی تواریخ ہے۔

طبقات اکبر شاہی کا ذکر مورسے نے اپنے کتبلاگ میں باقیوں سے کیا ہے۔ ایسے نے اپنی
کتاب میں اس کے بڑے حصہ کا ترجمہ کیا ہے۔ اصل کتاب اور اس کا اردو ترجمہ دونوں شائع ہو چکے ہیں
لیکن ہمارے ادارہ کا نسخہ قدامت کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔

۱۱۴، اسٹیورٹ کتبلاگ ص ۱۱۴، کوپن ہیلن ص ۲۱، ۵۲، ایلیٹ اینڈ ڈاؤسن ج ۵ ص ۱۱۴

یہ نسخہ دور شاہ بھبھانی کے اوائل کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن ترقیہ میں سن کتابت ۱۰۲۹ھ و ۱۶۳۹ء درج ہے۔ ہمارے علم میں ہندوستان میں اس سے قدیم دوسرا نسخہ نہیں آیا۔ بٹش میوزیم کا بھی ایک نسخہ ۱۰۲۹ھ ہی کا نوشتہ ہے جو ہمارے نسخے سے تقریباً ۸ ماہ بعد لکھا ہے دوسرا نسخہ دور عالمگیری کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ اس پر سعید الدین خاں اور دوسرے تخیلداروں کی مہر یا ثبت ہیں صحیح تاریخ کتابت اس نسخہ پر درج نہیں ہے

(۲۲) ظفر نامہ یزدی (فارسی)

تیمور کی جتنی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں ظفر نامہ شاہی اور ظفر نامہ یزدی زیادہ اہم ہیں ظفر نامہ شاہی دو جہتوں سے اہم ہے ایک تو یہ کہ تیمور کی زندگی میں اس کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ مستند ہے دوسرے اس کی زبان بڑی لمبی ہے۔ اس کے بجز ظفر نامہ یزدی کا اور جہ ہے یہ ظفر نامہ تیمور کے پوتے سلطان ابراہیم نے لکھوایا تھا۔ اس کی تحریر ادریبانہ ہے

اس کی تصنیف میں مولانا یزدی نے اس دور کے تمام ماخذوں سے استفادہ کیا ہے اس لئے ظفر نامہ مغیر اور مستند ہے۔ اس میں تیمور کے سوانح اور اس کے محاورات اور بہات کا ذکر ہے جس سے اس دور کے سیاسی حالات اور مسلمانوں کے فن جنگ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حیثیب السیور کے بیان کے مطابق ظفر نامہ شیراز میں ۱۰۲۵ھ و ۱۶۲۵ء میں مرتب ہوا۔ اس کا تاریخ ماوہ "صفت فی شیراز" ہے جس کے سن تالیف ۱۰۲۵ھ و ۱۶۲۵ء برآمد ہوتا ہے سلطان ابراہیم کی مدح میں ایک سنہوی بھی شامل ہے۔

پیش (Pesh) نے اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا ہے جو ۱۸۲۲ء میں پیرس میں طبع ہوا۔ اسی سے ۱۸۲۳ء میں جے ڈربی نے انگریزی میں ترجمہ کیا پیش نظر نسخہ کی ہمارے ادارہ میں دو نقلیں ہیں۔ ایک دور اکبری یعنی ۱۰۲۵ھ و ۱۵۹۲ء کی ہے۔ اس کی کتابت احمد بن شیخ مبارک فاروقی نے

کی ہے۔ نسخہ شاہی کتب خانوں کی زینت رہ چکا ہے۔ چنانچہ اس پر بہت سی مہریں اور عبادتیں تحریر
ہیں۔ جو چہل زدہ اور کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے محو ہو چکی ہیں۔ اول کے دو نسخے مجرول طرانی اور
اور لوح کتاب مطلقاً اور مزین ہیں لیکن اس نسخہ میں مقدمہ نہیں ہے۔

دوسرے نسخہ کی کتابت ۱۲۱۲ھ م ۱۸۲۲ء میں ہوئی ہے مگر کتاب کا نام اس میں تحریر نہیں ہے
نسخہ ابوالمنظر بہادر کے کتب خانہ کے نسخے سے نقل شدہ ہے ایک اور نسخہ بھی ہے جس میں نہ مقدمہ ہے نہ
ہی سن کتابت درج ہے۔ البتہ اس پر ایک مہر علی احمد از قلب احمدی ثبت ہے۔ لیکن طرز کتابت
سے متذکرہ نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳) عالم اراغی عباسی (فارسی)

مصنف اسکندریہ ہے۔ اس کے مقدمہ میں شجرہ خاندان عباسیہ شیخ سعدی الدین
اور اس کے جانشین کے حالات ہیں۔ شاہ اسماعیل اور شاہ طہار پ کی کتب تالیف ہے۔ صحیفہ اول
میں شاہ عباس کی پیدائش، شاہ طہار پ کی موت، اور اس مرزا و سلطان نادر شاہ
عباس کے سربراہان سلطنت ہونے تک کے حالات ہیں۔

صحیفہ دوم میں شاہ عباس کی تخت نشینی اور اس کے ابتدائی تیس سالہ دور حکومت ۱۰۲۵ھ
م ۱۶۱۶ء کے حالات و واقعات ہیں۔ مقتصد ثانی میں ۱۰۲۶ھ م ۱۶۱۶-۱۶۱۷ء سے رشاہ عباس کی موت
۱۰۳۸ھ م ۱۶۲۸ء تک کے حالات ہیں۔

نسخہ ابوالمنظر بہادر اور دیدہ زیب ہے۔ لوح کتاب بھی تین، بیجا کار، اور مطلقاً
۱۰۲۸ھ جلوس کا مکتوبہ ہے۔ اس نسخہ میں صرف صحیفہ دوم ہے صحیفہ اول اور مقتصد ثانی نہیں ہے

۱۰ علی احمد از قلب احمدی ۱۲۱۲ھ م۔ صاحبزادہ علی احمد خان مرحوم بن احمد علی خان رونی بن غواب امیر الدولہ بہادر
مکانی ہانی ریاست ٹونک کا سچا ہے۔ علی احمد خان مرحوم ٹونک کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ اور ذی علم
نوی فہم، صاحب نواز اور مسلم دوست تھے۔

کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ اول صفحہ پر نواب وزیر الدین ولی بہادر حیدر
مکافی اور نواب بین الدولہ محمد علی خاں بہادر حضرت مکافی وایران ریاست ٹونک کی مہر
ثبت ہیں۔

برٹش میوزیم کا نسخہ اس نسخے سے زیادہ مکمل اور تازہ ہے۔ اس کا آخری حصہ ۱۶۷۷ء
م ۱۶۵۶ء کا نوشتہ ہے۔

(۱۲۳) عالمگیر نامہ (فارسی)

مصنف منشی محمد کاظم بن محمد امین :- اس میں اورنگ زیب عالمگیر کے دس سالہ عہد حکومت
کے سرکاری واقعات ہیں۔ عالمگیر کو محمد کاظم کا طرز تحریر بہت پسند تھا۔ اس نے محمد کاظم سے یہ تاریخ
مرتب کرائی تھی۔ یہ حالات اورنگ زیب کی اورنگ آباد سے روانگی ۱۶۶۸ء سے لے کر ۱۶۷۷ء تک
کے واقعات پر مشتمل ہے۔

عالمگیر نامہ چھپ چکا ہے۔ ہر ایسے ادارہ کا نسخہ ۵ زوی ۱۶ برسہ جلوس عالمگیری
کا نوشتہ ہے۔ کاتب کا نام تحریر نہیں ہے۔

(۱۲۵) ترجمتہ التاخرین معروف بہ سیرالاحیاء (فارسی)

مولفہ محمد اسلم بن محمد حافظ عصمت اللہ قادری ۱۱۸۴ھ ۱۶۷۷ء مشاہد عالم کے
عہد میں لکھی گئی جس کا ذکر مقدمہ میں ہے۔ مصنف کا اصلی وطن لکنؤ ہے ۱۱۸۲ھ میں ترضیف کی ابتدا
کی اور ۱۱۸۴ھ میں مکمل کر کے حکمران وقت شجاع الدولہ کے نام سے معنون کیا۔

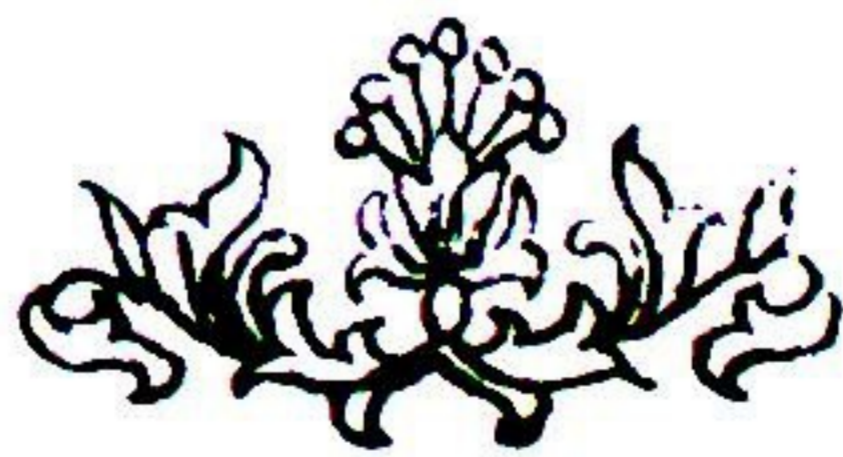
یہ مختلف تاریخوں کی مستند اور اہم تلخیص ہے۔ جو عمومی تاریخ اسلام اور تاریخ ہند پر مشتمل ہے
مقدمہ میں ابتدائے آفرینش کا حال ہے۔ مقالہ اول میں انبیاء کرام، حیات نبوی، آپ کے

۱۶ راج ۱ ص ۱۸۹، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷،

غزوات، خلفاء راشدین، ائمہ عظام، اور فقہاء اربعہ کا حال ہے۔ دوسرے مقالہ میں ہندوستان کے ہزار جگان اور شاہانِ دہلی میں ابراہیم لودھی کا حال ہے۔ تیسرا مقالہ امیر تیموریہ سے لے کر شاہِ عالم تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

خاتم میں ہندوستان کے جغرافیائی حالات، مصنف کے ہم عصر علماء اور مشائخ، اور ہندوستان کے مشہور شہروں اور عجائبات کا تذکرہ ہے۔ پیش نظر نسخہ مصنف کے قریبی عہد یعنی ۱۱۹۹ھ کا نوشتہ ہے اس کے اول صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے۔ اور ایک جگہ چٹ لگی ہوئی ہے جس پر تاریخ کتابت درج ہے۔ ممکن ہے کہ تاریخ کتابت غلط ہو۔ پھر بھی یہ نسخہ نہایت اہم ہے۔

اس کا ایک نسخہ پرنس یوزیم میں بھی ہے۔ جو ناکسل ہے۔ اس میں اورنگزیب کے تخت نشین ہونے کے بعد کے واقعات غائب ہیں۔ نسخہ ہذا کی جلد اول میں متن کے ساتھ ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہے۔



مشاہدات شاہجہاں نامہ

مشاہدات شاہجہاں نامہ

مشاہدات شاہجہاں کے درباری شاعر ابوطالب کلیم ہمدانی کا منظوم و نثریاب مخطوطہ ہے جو اس کے حلیہ اور عیادت، التسابیہ جہانگیر، عہد زریا، مشاہدات شاہجہاں کے کارناموں، محی اربوں اور فتوحات سے شروع ہوتا ہے، کابل، قندھار، اور موبجات دکن و گجرات کی بہت اورنگی اور کانگڑہ کی فتوحات سے بھی بدرجہا متن بیسان کی گئی ہیں۔

یہ نسخہ دو حصوں پر مشتمل ہے جو آیا ہے۔ پہلا حصہ ۱۵۷۷ھ اوراق میں ہے جو جہانگیر کے عہد کے ان واقعات پر بحث کرتا ہے جن سے شہنشاہ نے حرم بالوا اسطہ یا بلاوا اسطہ و آستہ ہے۔ دوسرا حصہ ورق ۱۵۷۷ سے شروع ہو کر آئیہ ورق ۱۵۷۷ پر ختم ہوا ہے۔ آخر میں مشاہدات شاہجہاں کے دوسرے لڑکے شہنشاہ کا نقشہ ہے جس کے کارناموں سے بحث کی گئی ہے جو دوسرے حصہ کا اختتام حصہ ہے۔

تقریب کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۵۷۷ھ ۱۶۳۲ء یا ۱۵۷۷ھ ۱۶۲۶ء میں لکھا گیا ہے۔ یہ سنہ میں کتابت کیا گیا تھا اس لئے کہ سنہ ۱۵۷۷ھ میں مرقوم نہیں ہے صرف ۱۵۷۷ھ لکھا گیا ہے۔ یہ سنہ اورنگزیب نامہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اترال ذکر سنہ نامہ جائے تو غلط ہے کہ یہ تقریب

ہمدانی کی زندگی کا مکتوبہ نسخہ ہو۔ کاغذ کی ساخت، قلم کی روشنی، خطاطی کے آثار اور اسلوب تحریر کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ گیارہویں صدی کے ابتدائی نصف میں لکھا گیا ہو۔

اس کے نسخے بہت کیاب ہیں، اس کی کتاب پر کام نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک نیا نسخہ بھی نہیں ہوا ہے۔ ٹیٹن سٹیشن میوزیم انڈیا افسر لارڈ بویر کے پاس اس کے نسخے نہیں۔

مسطوقہ شہا جہاں

اس کو شاہ جہاں کے سنہ جلوس اول یعنی ۱۶۲۷ء میں بنگلور کے تزیب دیا تھا۔ عبدالرحیم لاہوری نے ۱۶۵۶ء میں اس کی کتابت کی ہے۔

منجلیہ دور کی یہ ایک نیا نسخہ ہے جو شاہ جہاں کے اجراء کے انساب ان کے حالات اور خلیفہ شہا جہاں کے واقعات پر مشتمل ہے جو شاہ جہاں کے انساب اور حالات پر مکمل طور سے بحث کرتا ہے اس میں ۵۴ مسطوقات ہیں۔ پہلا مسطوقہ شاہ جہاں کے شروع ہونے سے جو شاہ جہاں کی تشریف برداشت سے مملو ہے۔ اس محفوظے میں چنگیز ناں سے امیر تیمور گورگان تک کے انساب ہیں۔

ان مسطوقات سے پہلے ایک تہید شامل ہے جو بڑے ہی رنگین اسلوب میں شاہ جہاں کی تشریف برداشت پر مبنی ہے۔ اس کی کتابت بھی علی شانہ تعلیق میں بہت ہی دلکش انداز میں کی گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ سالہ ۱۶۷۱ء میں بھی محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ اور نسخوں سے مراد نہیں۔

اولاد نامہ چنگیز خاں

یہ نسخہ میرزا اودے پور کے پورکیشن کے دستاویز ہے جو ایشیا ایک سوسائٹی لاہور کے ہاں ہے۔ منقولہ شدہ ہے۔ بیساکہ آخر کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ نسخہ میرزا ارباب پریشان تذکرہ ہے جو چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کے عشق و محبتوں، ان کے انساب

خانہ دانی حالات اور اولاد پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے بارے میں ابھی مزید معلومات نہیں ہو سکی۔ آیا یہ شائع ہوا ہے

یا نہیں اور اس کے مزید خطوط کہاں کہاں موجود ہیں

برٹش میوزیم لندن میں ”طبقہ اولاد چنگیز خاں“ کا ایک خطوط نامہ مکمل حالت میں دکھایا گیا

ہے جس کے بارے میں رپورٹ لکھا ہے کہ یہ ہلاکونجات اور اس کے اختلاف سے بچتا رہا ہے۔

اور خاص طور سے ایلیخانی خاندان کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے سلطان احمد بن اویس کے انتقال

۱۲۱۳ھ (۱۸۰۱ء) پر ختم ہو جاتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ اولاد چنگیز خاں ہی کا حصہ ہو۔ ہمارے

نسخہ میں ایک طبقہ ضرور اس طبقہ کے مواد سے ملتا ہے۔ نسخہ بہر حال نیم اور نادر ہے اس کے کل ۲۹۸ اوراق

ہیں۔ اور آٹھ سے قدرے نامکمل ہے

ہمایوں نامہ

غیاث الدین بن ہمام الدین مشہور بہ خواند امیر متوفی بعد از ۹۲۱ھ ۱۵۱۰ء کا مصنف

ہے۔ اس کے کاتب محمد حسین ہیں۔ ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء کا مکتوب ہے۔ یہ ہمایوں کے عہد کے روزانہ حالات

اس کے قوانین و ضوابط، خاص خاص ایجادات، ثقافتی اقدار و آثار پر مشتمل ہے۔ عہد ہمایوں کی عمارت کا

بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے

مورخ ہذا کی یہ سب سے آخری تصنیف ہے جو اس نے اپنے انتقال سے ذرا قبل ترتیب

دی ہے۔ یہ نسخہ بھی ہمیں اور بے پور کلکشن سے دستیاب ہوا ہے۔

تذکرۃ الواقات

یہ تذکرہ بھی ہمایوں کے عہد سے متعلق ہے جس میں اس دور کے چشم دید واقعات و حالات

سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے مصنف جوہر آفتابچی ہمایوں بادشاہ کے خاص خدمتگاروں میں سے تھے۔

اور اپنے آقا کے ہمیشہ ساتھ رہے۔ ارادہ فیضی سرہندی نے بعد میں جوہر کے ایما پر اس کو اچھے اسلوب میں از سر نو ترتیب دیا تاکہ اکبر اعظم کو پیش کیا جاسکے۔

تاریخ مظفری

سلاطین چغتائیہ پر ایک مہبوط اور مربوط تاریخ ہے جس کو محمد علی خاں انصاری نے

۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۵ء میں مولوی سراج الدین بہادر کے نسخہ سے نقل کیا۔

یہ تاریخ ابتداء ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۶ء میں ترتیب دی گئی۔ لیکن محمد شاہ بادشاہ

کے عہد کے اور اس کے ماقبل ۱۲۲۵ھ م ۱۸۱۰ء تک کے حالات و واقعات کا بعد میں اضافہ کر

یا گیا۔ جو بنگال اور بہار کے نائب ناظم میر محمد علی خان مظفر (متوفی ۱۲۰۶ھ م ۱۷۹۱ء) کے نام

مسنون کی گئی۔

ریونے بوسٹن میوزیم کے کٹیلوگ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمد شاہ

کے عہد کے سلاطین پر نویہ تاریخ مختصر حالات پر مبنی ہے لیکن محمد شاہ اور اس کے بعد کے ادوار پر بہت

ہی قیمتی اور اہم ہے۔ اس لئے کہ واقعات سال بہ سال اور عہد بہ عہد بیان کئے ہیں۔

اتج جی کین نے اپنی تاریخ (History of Mughal Empire) میں اسی

سے مواد لیا ہے۔ اس کے ۲۰۶ سے ۲۳۲ اور اراق کا ترجمہ دین محمد نے کیا تھا جو برٹش میوزیم میں اس

سورے کی شکل میں محفوظ ہے۔

ذکر ملوک (تاریخ ملوک)

معارج النبوة کے مشہور مؤرخ و مصنف اور ہندوستان کے مشہور آفاق محدث

دعالم شاہ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ م ۱۶۴۲ء نے ۱۰۰۵ھ م ۱۵۹۶ء میں ترتیب دی۔

۱۰۵۳-۱۰۵۴ھ م ۱۶۴۲-۱۶۴۳ء م ۱۰۵۳-۱۰۵۴ھ م ۱۶۴۲-۱۶۴۳ء م ۱۰۵۳-۱۰۵۴ھ م ۱۶۴۲-۱۶۴۳ء م

میرزا الدین بن مسام کے عہد سے شروع ہو کر اکبر اعظم پر ختم ہوتی ہے۔ اور مشہور تواریخ طبقات ناصری اور تاریخ فیروز شاہی کے طرز سے اور واقعات و حالات انھیں سے ماخوذ ہیں بہلوں لودھی سے عہد اکبری کے حالات خود کے مشاہرات و واردات اور روایات پر مبنی ہیں

اس تاریخ میں صوبوں کے حالات بھی مختصراً بیان کئے گئے ہیں اب تک مکمل طور پر اس کو ترتیب نہیں دیا گیا۔ ایڈٹ اور ڈاؤسن نے جلد ششم میں اس کے کچھ حصص کا ذکر کے انگریزی میں ۱۷۵ سے ۱۸۱ صفحہ تک ایک بڑے سا خاکہ دیا ہے۔

اس ادارہ میں جو حقیقی نسخہ محفوظ ہے اس کے ۲۲۶ صفحات ہیں۔ ۲۱ x ۱۶ سینٹی میٹر میں ۱۳ سطر ہیں۔ قد سے کم خوردہ ہے۔

مرآت واردات

فائدان تیموریہ کا تاریخ ہے جو شاہ شاہ بابری سے شروع ہو کر محمد شاہی مرآت ۱۷۱۱ جلوس مرآت ۱۷۱۱ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ مرآت واردین سید شریف نے ۱۷۱۶ء تک ۱۷۱۱ء میں اس کی تکمیل کی۔ محمد شفیع۔ شاہ عالم، محراب اعظم شہزادوں کی خدمت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ایک یونان اور چار کتابیں ساقی نامہ، گلستان نیزنگ مرآت فرخی اور چمن دیدار بھی تصنیف کی ہیں۔

یہ تاریخ بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، اورنگزیب، شاہ عالم، بہادر شاہ، جہاندار شاہ، فرخ میر، اور روشن اختر محمد شاہ کے عہدوں کو محیط ہے۔ اس کے علاوہ مبارز الملک سرہند خان اور مہاراجہ ابھے سنگھ بن اجیت سنگھ کی جنگ کے واردات پر بھی الگ سے بحث کرتی ہے۔

یہ تین طبقات پر مشتمل ہے

پہلا طبقہ: جغرافیائی اور تاریخی حالات پر مبنی ہے

گفتار پنجم :- در ذکر حکام غزنویہ و پلاہور

گفتار ششم :- در ذکر سلاطین سلجوقیہ و صفویہ گجراتیہ و مصریہ وغیرہ

گفتار ہفتم :- در ذکر مشاہیر علماء و اطباء و خوشنویسیاں

خاتمہ :- در بیان ہفت استلیم و عجائب و غرائب بلدان وغیرہ

اس تاریخ کا ذکر کسی دوسرے کٹیلداگ میں نہیں ملا ہے۔ اسٹوری اور نرمتہ انخواط میں

بھی اس کا ذکر نہیں دیا گیا۔ فضل امام صاحب کا قیام الوری رہا ہے اور شاید وہیں اس کو تصنیف کیا

ہے جو مصنف کا نسخہ ہونے کے سبب یہ دوسروں تک نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ مصنف نے مقدمہ میں اپنا

کا اظہار کیا ہے کہ اس کی تصنیف کے فوراً بعد ہی اس کتاب کی نقلیں شروع ہو گئی تھیں لیکن نسخہ ہذا

دجوالور کے کلکشن سے ہمارے ادارہ میں آیا ہے، کے مطالعہ، حواشی، تصحیحات اور عنوانات سے مترشح ہوتا ہے

گویا نسخہ اصل مسودہ ہو اس لئے کہ بعض مقامات عنوانات اور بعض صفحے متن کے لئے چھوڑ رکھے ہیں کہیں

عنوانات، دائرے اور مواد متن کے لئے جگہیں چھوڑ گئی ہیں۔ بہر حال نسخہ نادر و نایاب ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔

جس کی بعد از تلاش و تفحص ترتیب و ترویج کی ضرورت ہے۔

تلاصۃ التوازیخ از: نامعلوم الاسم

یہ مخطوطہ نادر الوجود اور عزیز الدہر ہے اب تک تلاش بسیار کے باوجود اس کا سراغ ابھی

نہیں مل سکا ہے اس کے عنوانات اور ابتداء کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کبھی کسی مصنف کا اصل نسخہ

ہے۔ اور پوری دنیا کی تاریخ بالخصوص ہندوستان کی تاریخ سے بحث کرتا ہے اس کے مواد سے کسی شخص

نے اس کا نام تخلصاً التوازیخ لکھ دیا ہے مصنف نے کہیں کسی جگہ اس کا نام ظاہر نہیں کیا

صرف ابتداء میں مصنف نے لکھا ہے کہ میں نے مندرجہ ذیل توازیخ سے اس کو ترتیب دیا ہے۔

حسن بن محمد علی شیرازی کی منتخب التوازیخ، یحییٰ بن عبد اللطیف الحسینی الشافعی القزوینی

کی لب التوازیخ، روضۃ الصفاء، تاریخ جہاں کشائے جوینی، تاریخ رشیدی، احمد غفار کی تاریخ جہاں آرا طبقات ناصری اور اکبر نامہ۔ ان متذکرہ تواریخ میں شاید اکبر نامہ سب سے بعد کی تصنیف ہے۔ جو سنہ ۱۰۰۲ م ۱۵۹۵ء میں لکھا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ خلاصۃ التوازیخ کا عہد تصنیف یقیناً سنہ ۱۵۹۵ء کے بعد کا ہے

یہ تاریخ آخر سے ایک دم شاہ عباس صفوی اول ۱۵۸۶/۱۵۸۷ تا ۱۶۲۸/۱۶۲۹ء ان واقعات پر ختم ہو جاتی ہے۔ جو سنہ ۹۹۰ م ۱۵۸۹ء میں گزرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یسن، زکوریہ سے پہلے نہیں لکھی گئی ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد کی تصنیف ضرور ہو سکتی ہے کیونکہ فاندان صفوی کو بائیس قسم میں لیا گیا ہے جو سب سے آخری ہے۔ اس سے پہلے کا باب ششم جو فاندان منلیہ سے متعلق ہے۔ یہ باب جہانگیر (۱۶۰۵ تا ۱۶۲۷) کے سنہ ۱۰۲۷ م ۱۶۱۱ء کے حالات پر ختم ہوتا ہے۔ جو دکن سے متعلق شاہ عباس صفوی اول شہنشاہ ایران کے پاس بھیجے گئے سفیر شاہ قلی اپچی کی مراجعت پر ختم ہوتا ہے۔

یہ کتاب کا آخری حصہ ہے لیکن آخری باب کے پہلے باب کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب سن مذکورہ میں ترتیب دی گئی ہے۔ اور آخری باب کے سنہ ۹۹۰ م ۱۵۸۹ء سے سنہ ۱۰۲۷ م ۱۶۱۱ء کے حالات یا تو قایم ہیں۔ یا مصنف ان کو پورا نہیں کر سکا۔

نسخہ ہذا کے سات ابواب ہیں جو فصول پر منقسم ہیں اور فصول طبقات پر اور طبقات کہیں کہیں طائفوں پر مشتمل ہیں۔ پہلا باب انبیاء کرام کے بیان میں ہے۔ دوسرا بخت کے پہلے کے سلاطین سے متعلق ہے۔ اس کی دو فصول ہیں۔ پہلی فصل میں چار طبقات ہیں۔ جو ایران کے امراء اور ملوک کے احوال پر مختصر ہے۔ فصل دوم منغل طائفہ سے بحث کرتی ہے۔ تیسرے باب میں تین فصلیں ہیں جو حضور سید کائنات فخر موجودات سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام جنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ عظام کے حالات و واقعات پر مشتمل ہیں۔

چوتھے باب میں دو فضول ہیں جو: نوامیہ اور نوعباسیہ سے بحث کرتی ہیں بات پنجم میں
 فصلیہ ہیں پہلی نسل و فاربیہ دوسری فصل سامانیہ تیسری فصل غزنویہ چوتھی فصل غوریہ پانچویں فصل گیلانیہ
 اور ماہذران، چھٹی فصل سجوقیہ ساتویں فصل خوارزم شاہی آٹھویں فصل اتابکان آذربائیجان اور نویں،
 فصل سادات اسماعیلیہ وغیرہ خاندانوں کے حالات پر مشتمل ہر دو سو فیصل مقدمہ میں دے رکھی ہیں لیکن کتاب
 میں دو سو فیصل کا ذکر نہیں ملتا۔

یہ سب ششم منخلیہ خاندان سے بحث کرتا ہے اس میں چار فضول ہیں جو متحد فرقوں میں منقسم
 ہیں جن میں چنگیز خاں اور امیر تمور سو سلاطین منخلیہ ہند تک بحث کی گئی ہے۔ ساتواں باب تاریخ ایران
 کو محیط ہے۔ اس باب میں بارہ طائفے اور ایک خاتمہ ہے جس میں شیخ صفوی اور شاہ عباس اول کو خاندانوں
 تک کے حالات و واقعات اور فتوحات کا ذکر ملتا ہے یہ باب ایک دم ۹۹۸ھ سے ۱۵۸۹ھ تک کے متعلق حالات
 بیان کرتے کرتے ختم ہو جاتا ہے۔

تذکرہ باب سے پہلے چھٹا باب ۷۷ اور اوراق پر مشتمل ہے جو سلاطین چغتائیہ کے بارے میں
 ہے۔ اس میں بابر سے جہانگیر کے سن جلاوس کا سبب مطابق ۱۰۲۰ھ سے ۱۶۱۱ھ تک کے حالات ملنے
 ہیں۔ اس کا مطالعہ کر کے آخر کا حصہ نامکمل ہے اس لئے اس ساتویں باب میں ۹۹۸ھ سے ۱۵۸۹ھ تک
 کے حالات ملتے ہیں جب کہ اس سے پہلے والے باب ششم (جس میں عہد منخلیہ کا ذکر ہے) میں ۱۰۲۰ھ
 سے ۱۶۱۱ھ تک کے واقعات کا تسلسل ملت ہے یعنی تیرہ سال کے واقعات آخر حصہ میں یا تو غائب ہیں
 یا صرف اس حصہ کو پورا نہیں کر سکا۔

خلاصہ کتاب التواریخ کا یہ نادر الوجود نسخہ یا تو مصنف کا اصل مسودہ ہے اور اگر
 بغرض محال اصل نسخہ نہیں ہی ہے۔ تو یہی یہ ایک ایسا وحید العصر اور عزیز الدہر مخطوطہ ہے جس کا اب تک کوئی سراغ
 نہیں مل سکا ہے۔ جہاں آگ شہور و معروف فہرہ اس اور بولچوگرافیز کا مطالعہ کیا گیا ہے

قارئین کرام اور محققین سے گزارش ہے کہ اگر اس کا دوسرا نسخہ ان کی نظر گردگیر اور نگاہ نکتہ شناس سے گزرنے تو وہ مرتب کو ضرور مطلع کریں تاکہ اس کی روشنی میں اس تقیدی جائزے کو بدل سکوں اور خود بھی اس سے بہرہ ور ہو سکیں۔

احوال سلاطین متاخرین

اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔ بہر حال مصنف کوئی درباری یا دربار سے وابستہ کوئی رکن کہیں ہے جس کو شاہ عالم کے دور کا ہونا چاہیے اس لئے کہ یہ تاریخ اور نگہ زیب عالمگیر کی موت کے ذکر سے شروع ہو کر شاہ عالم کے ۱۷۵۰ء جلوس پر ختم ہوتی ہے اس کی دوسری نقوش کا کسی بھی ذخیرے میں ذکر نہیں ملتا۔ اسٹوری نے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

ابتدائی حصہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کہیں کہیں غلط واقعات بھی مندرج ہیں۔ اور نگہ زیب کے انتقال کے بارے میں مصنف نے زیب النساء کو روزنا پٹیتا بتایا ہے جب کہ شہزادی زیب النساء اپنے باپے پانچ سال قبل مر چکی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف نے سہواً زیب النساء کا نام غلط لکھ دیا تھا اور نگہ زیب کی ادیشیوں میں سے وہ زبدۃ النساء یا بدر النساء کے بجائے زیب النساء کا نام لکھ گیا ہو۔

اس مخطوطہ میں ۱۹-۱۰ ابواب ہیں پہلے باب میں محمد اعظم کو تخت نشاہی پر جلوس کے احوال سے لے کر اسد فاق کے ذریعہ بلائ جانے کا حال ہے پھر بھائیوں کی خانہ جنگی کا حال دیا ہے اسی طرح خیر رامین کے حوالے بیان کے ہیں پھر سید برادران کا قسطنطنیہ، حزر الدین اور زنان مین کے خاندان کی لڑائی اور مسلمانانہ باؤں، فرخ میر و فریح الدیبات، فریح الدولہ، محمد شاہ، نظام الملک، ریاسی، عروق، نادر شاہ، احمد شاہ اور شاہ عالم کے بارے میں بہت کچھ تذکرہ ملتا ہے۔

اوراق ۱۵۰، سائز ۲۲ x ۱۳ سینٹی میٹر، مسطرہ ۱۵ خط، تعلق مکمل، قدیمے و یک خورد

شمارہ ۱۸۴۵ء کا مکتوب ہے۔

ظفر نامہ کابل

کسی نامعلوم الایم مصنف کا منظوم کیا ہوا ایک اہم اور نادر نسخہ ہے جو انگریزوں اور افغانوں کے محاربات پر مشتمل ہے۔ افغانوں اور انگریزوں کے سیاسی تعلقات اور غزنی، قندھار اور کابل کی تاریخی حلوں اور محاصروں کا بھی تفصیلی ذکر ہے اسی کے ساتھ ساتھ کابل کے شوارکن گھاٹیوں افغانی جنگی گھاتوں اور گویہ بلا طرز جنگ پر بھی تبصرہ ملتا ہے۔

یہ دو دفاتر پر مشتمل ہے اور نئے سنگھ والی ریاست الورد کو پیش کی گئی ہے جیسا کہ مخطوطہ کے مقدمہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مصنف نے سال تصنیف ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۳ء دیا ہے لیکن اپنا نام نہیں دیا۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۸ء دے رکھی ہے۔ سال تصنیف اور سال کتابت میں پانچ سال کا فرق ہے یہ نسخہ بہاراجہ کے مشہور پروف گورنمنٹ میوزیم کلکشن کے ساتھ اس ادارے میں منتقل ہوا ہے۔

اوراق ۲۲۱۔ سائز ۲۹x۱۶ سینٹی میٹر۔ مسطر ۱۹ خط نستعلیق، مکمل نسخہ ۵ اور ابھی حالت نیا ہے ابھی تک اس کے دوسرے نسخے کا سراغ کسی اور کلکشن میں نہیں ملا ہے۔

مجمع الانساب

مصنف محمد بن علی بن محمد، مکتوبہ بیسویں صدی عیسوی۔ ایران کی مکمل تاریخ ہے جو ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء میں ترتیب دی گئی اور سلطان ابوسعید کے وزیر غیاث الدین مجر کے نام معنون کی گئی تھی، لیکن اقتداء زبانی میں وزیر کا گھر بباد ہو گیا اور یہ تاریخ کھو گئی مصنف نے اس کو دوبارہ ۱۲۴۲ھ ۱۸۲۷ء میں لکھا۔

مجمع الانساب کسی قوموں، طبقوں، گروہوں اور طائفوں میں منقسم ہے جس کی تقسیم بہت جنگل اور چھپیدہ ہو گئی ہے۔ اس کے چھ اور نسخے اٹریا آفس لندن، برٹش میوزیم

لندن، لیبن گریڈ کلکٹرز میں محفوظ ہیں۔ یہ اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔

تاریخ الحکماء

یہ مخطوطہ گیارھویں صدی ہجری مطابق سترھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے۔ اس کی کتابت اور کاغذ کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ گیارھویں صدی ہجری کے اواخر میں تصنیف ہوئی ہوگی۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ کتاب یونان اور دنیا کے اسلام کے مشہور اور نامی گرامی حکماء اور دانشوروں کے حالات اور ان کے کارناموں کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کی تیاری ممبر محمد حبلہ الملک کے فریوہ پڑنی جس کا اختتام شیخ بزرگ ارسا بیان پر ہوتا ہے۔ برٹش میوزیم کے کٹیلگ میں بیان کردہ تواریخ الحکماء۔ یہ بائبل مختلف ہے۔ جو علامہ الدین منصور کے بیان پر ختم ہوتی ہے جو نویں صدی ہجری مطابق پندرھویں صدی عیسوی میں

گزرے ہیں۔ صفحات :- ۱۵۴ خط :- ستینین

سائز :- ۲۲x۱۳ سینٹی میٹر مکمل نامکمل :- مکمل

سرطور :- ۱۴ کیفیت مخطوطہ :- بسیار کرم خوردہ و مرمت شدہ

تواریخ الحکماء

یونان کے حکیموں، فلاسفوں اور عہد اسلام سے پہلے کے حکماء کی مختصر تاریخ ہے۔ اکبر کے دور حکومت ۱۵۱۹ء میں شہزادہ سلیم شاہ (جہانگیر) کی خواہش پر لکھی گئی۔ محمد بہروردی کی تصنیف ترجمہ بقاریخ حکماء جو قدیم حکیموں اور دانشوروں کے حالات پر مشتمل ہے سے فارسی زبان میں مقصد علی تبریزی نے اس کو ترجمہ کیا۔ بورازاں سید صدر الدین بن میر محمد صادق بن میر محمد امین نے اس کو ملخص کیا اور دیورام بن دیورام نے اس کی کتابت کی۔

صفحات:- ۷۵ ؛ خط :- نستعلیق

سائز:- ۲۴ x ۱۷ سینٹی میٹر ؛ مکمل نامکمل :- مکمل

سطور :- ۱۲ ؛ کیفیت مخطوطہ :- بہتر - کرم خوردہ

تاریخ جہاں کشائے جوہنی

خواجہ عناد الدین عطا الملک نے ۱۵۸۸ھ میں اسے تصنیف کیا۔ یہ گیاڑھویں صدی ہجری مطابق سترھویں صدی عیسوی کی نقل کردہ ہے۔ منگولوں کے عہد حکومت کی تاریخ ہے۔ جو چنگیز خاں کے دور سے لے کر بلاکو خاں کے اسمعیلیہ فرقے کے خلیفہ اور کے تاریخ نگار کے واقعات پر مشتمل ہے۔ آخر میں غیاث الدین الخاں، کیتباد اور شہزادہ غازان کے حالات کا بیان ہے۔

زیب النساء

لاہور کی چند کی تصنیف کردہ **زیب النساء بیگم** کی منظوم سرگزشت حیات ہے۔ **زیب النساء بیگم** جسے **بیگم** بھی کہا جاتا ہے ایک خوش قسمت جہن سپاہی والٹرین ہارڈ کی بیوہ تھی۔ جو ہندوستان میں سومیریا عمرو کے نام سے مشہور ہے جس کا انتقال ۱۸۲۵ء میں ہوا۔ **زیب النساء بیگم** نے جو اپنے خاندان کی وفات کے بعد اس کی ریاست کی وراثت اور اس کی جہت کی کا بڑی۔ شاد عالم کے عہد حکومت کے واقعات میں ایسا اہم رول ادا کیا کہ جس کی وجہ سے اس کو فرزند خرد کا خطاب ملا۔ ۱۸۲۵ء میں اس کی وفات ہو گئی۔

مصنف نے جو کہ **زیب النساء بیگم** کا فنی تھا اور جس نے اس کے نام پر اس کتاب کا عنوان ترتیب دیا۔ پہلی اپنی اس ہیروئن **زیب النساء** پھر کرنل جارج ایگزینڈر ڈالس، ڈلفریا ب خاں کالز کا جو رین ہارڈ کی پہلی بیوی کے لٹن سے تھا اور اس کے بعد کرنل کے دونوں لڑکوں ٹیوڈ اور چارلونی ڈالس اور جان تھامس ڈالس پر تقریر لکھی ہیں۔ اور پھر کہتا ہے کہ **زیب النساء** کو حالت

زندگی بڑھتی رہتی رہے سنگھرائے نہ لکھے تھے ان کے گم ہو جانے کی شکل میں ان حالات کو نظم میں لکھنے کو لئے جے سنگھرائے نے اس سے درخواست کی۔

اس کی تاریخ تصنیف ذیل کی لائنوں سے نکلتی ہے۔

۶ سال ہجده عشرین و اثنان مرتب شد کتاب از فضل یزداں

گورنمنٹ آف انڈیا کی اجازت سے اس کی ترتیب و تدوین کا کام مولانا منظور الحسن برکاتی

صاحب نے ختم کر لیا۔ اب یہ تقریب شائع ہونے والی ہے

تاریخ جہاں نما

حکیم الہی جو حکیم الہند کے نام سے مشہور ہیں، کی تصنیف کردہ جغرافیائی خصوصیات کی حامل دینا کی تاریخ ہے جس کی ابتدا انگریزی کی جغرافیہ اور فارسی کی تاریخی کتابیں ہیں۔ یہ مصنف کے خود کے قلم سے نقل کردہ نسخہ ہے جو ایک مقدمہ دو مقالوں اور ایک فائبر پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں بارہ فصلیں ہیں جن میں صرف جغرافیائی حالات ہیں۔ پہلے مقالہ میں چار باب ہیں جن میں مشرقی براعظموں کے حالات ہیں۔ پھر چار باب مزید فصلوں میں منقسم ہیں۔ دوسرے مقالہ میں دو باب ہیں جن میں مغربی براعظموں کا ذکر ہے جو پھر مزید فصلوں میں منقسم ہیں۔ آخر میں مصنف کی دوسری تصانیف کا ذکر ہے۔ یہ نسخہ خود مصنف کا تصحیح شدہ جو سوردق پر تحریر شدہ ایک عبارت سے ظاہر ہے۔

تاریخ جہاں نما تصنیف حکیم الہند یا معنی بنظر تاجی مصنف کہ بخط مصنف شدہ

احوال فرنگ

یہ نسخہ مدتیۃ الاقالیم جو کہ تصنیف حسین عرف الشیراز عثمانی بلگرامی کی تصنیف ہے کا طبع ہے۔ مدتیۃ الاقالیم میں نئی دنیا امریکہ کے حالات کا ذکر نہیں تھا۔ اس لئے کین جان تھن اسکاٹ کی حکم پر اس کو طبع کیا۔ مقصد امریکہ کو دنیا سے روشناس کرانا تھا۔

یہ مختصر نسخہ چار نسلوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں یورپ، دوسرے میں ایران، توران، اور ہندوستان، تیسرے میں امریکہ اور چوتھے میں جنوبی امریکہ کے حالات ہیں۔ انگریزی تاریخی کتابیں اس کا آغاز ہیں۔ یہ نسخہ سمت ۱۸۸۰ء کا نقل ہے۔

منازح چہاب الغرائب

دنیا کی تاریخ ہے جس میں اصطلاحات کی تعریفات، تاریخی حکایات، اہم واقعات، مشہور جنگوں کے حالات اور دنیا کے عجائبات و نوادرات کے ساتھ منلیہ عہد حکومت کے پیمانے، اوزان، ناپ اور منلیہ بادشاہوں، سلجوقیوں اور عباسی خلفاء کی مختصر تاریخ ہے اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا یہ کتاب غالباً ۱۲۹۹ء مطابق ۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے۔

مفتاح الاسرار

ادراق :- ۲۹۹
سائز :- ۲۶ x ۱۶ سینٹی میٹر
سطور :- ۲۰
مکمل نامکمل :- مکمل

کیفیت مخطوطہ :- درست حالت - کہ ہم خوردہ و آب رسیرہ

تاریخ کا بڑا نامادرا در بہتر مجموعہ ہے، مضامین کی تفصیل ذیل کے اندراجات سے واضح ہے اس کے مصنف اور اس کتاب کے دوسرے نسخے کے سلسلہ میں اب تک مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ یہ کتاب دس خانوں پر ترتیب دی گئی ہے، اور ہر خانے میں متعدد گنجینے ہیں

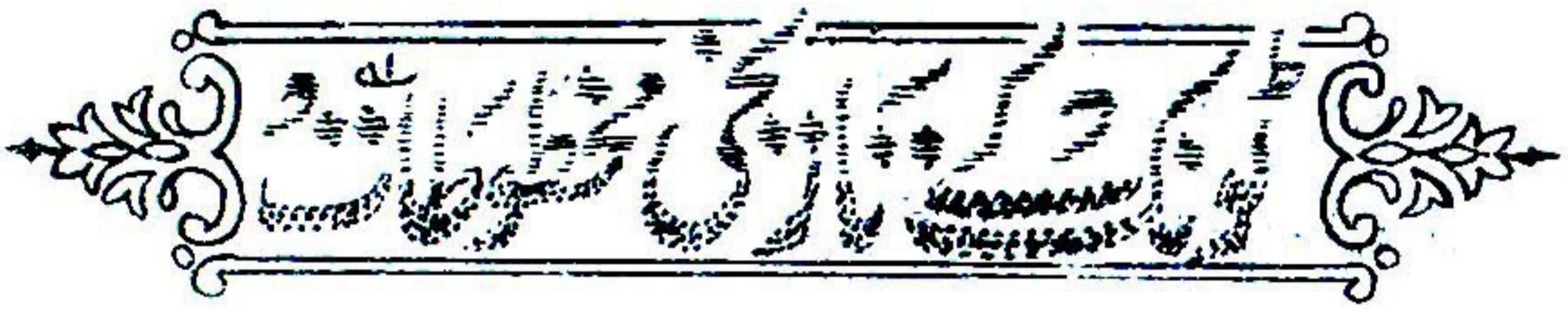
- | | |
|---------------|--|
| خزانہ اول - | نو گنجینوں پر مرتب ہے، |
| خزانہ دوم - | درغداد و انبیاء - چار گنجینوں پر مرتب ہے |
| خزانہ سوم - | ملوک عجم - چار گنجینوں پر مشتمل ہے۔ |
| خزانہ چہارم - | از آدم تا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم چار گنجینوں پر مشتمل ہے۔ |

در بیان خلفاء	دو گنجینوں پر مشتمل ہے	خزانہ پنجم -
بعض طبقات سلاطین دیگر	چودہ گنجینوں پر مشتمل ہے	خزانہ ہشتم -
در بیان خاندان ترکستان	مشتمل بر چہار گنجینہ	خزانہ ہفتم -
ان دایوں کے بیان میں جو چنگیز خانیوں کے معاشرے - تازمان تیمور		خزانہ ہشتم -
امیر تیمور اور ان کے سلاطین کے بیان میں - تاشہاب الدین شاہ جہاں خرم		خزانہ نہم -
ترکستان دیگر		خزانہ دہم -
سلاطین صفویہ و خوافین		خزانہ یازدہم -
در سلاطین دکن		خزانہ دوازدہم -

اولہ :- نقاح در بیان علم تاریخ و سیر و تحقیق اقطار

آخرہ موجب فیروزی سلطان محمد قلب شاہ - مقت بہ الخ





اکبر کے نورت کی ایک نادر تحریر

مغنیہ شان و شوکت کا سورج ڈھل گیا۔ آج نہ بابر ہے نہ ہمایوں اور نہ اس کے بھائی کامراں کی کشمکش، نہ اکبر اعظم کا جاہ و جلال۔ نہ جہاں گیر کا عدل و انصاف ہے نہ شاہجہاں کی شان و شکوہ، نہ اوزنگ زیب کی سیاست و حکمت عملی ہے اور نہ داراشکوہ بلنراقبال ہیں۔ نہ رفیع اختر مراد، نہ بیروم خاں، نہ علی مردان خاں، نہ شائستہ خاں، نہ میر جلد اور مرزا، راجہ جے سنگھ، جسونت سنگھ اور نہ عبدالرحیم خان خاں۔ یہ سب تاریخی شخصیتیں ختم ہو گئیں۔ نہ اہل سیف رہے نہ برد آرزو حکمران۔ اور نہ ہی اہل قلم رب کے کارنامے تاریخ کے اوراق پارینہ میں محفوظ ہیں۔

تاریخ اٹھا کر دیکھئے! کہیں اکبر کی مہمات کا نقشہ ملے گا۔ تو کہیں شاہجہاں کے فنون لطیفہ، اور شان و شوکت کی دل پسند داستاںیں کہیں اوزنگ زیب زاہد خشک کی مصنفی اور مقدس زندگی کے اصول، لیکن کسی کو ہم آنکھ سے نہیں دیکھتے۔ صرف اہل قلم ہی کو دیکھتے ہیں۔ ان کی تصویر ہم ان کی زبانی انھیں سے سنتے ہیں۔ ان کی پوری زندگی ہماری آنکھوں کے سامنے نمایاں اور واضح تر ہو جاتی ہے۔

بابر کو ہم اس کی تزک سے جھانکتے ہیں، ہمایوں کو گلبدن بیگم کی زبانی سنتے ہیں۔ اکبر کو ابوالفضل کے عمرانیہ قلم سے قشقہ کہنے دیکھتے ہیں۔ جہانگیر کو جلی اسی کے قلم سے دیکھتے اور اس کی تزک کے پھروکے سے درشن کرتے ہیں۔ اور داراشکوہ

کو سفینت الاولیاء سے مرطالو کرتے ہیں۔ اور عبد الرحیم خاٹخاناں کو واقعاتِ بابری اور فارسی ہندی شاعری سے دیکھتے ہیں۔ اس طرح ہم منیہ دور کے اہل فن اور اہل قلم حضرت کامطالوان کی زبان سے کر سکتے ہیں۔ ان کی شخصیتیں آج تک ان کی تحریروں اور ان کی نگارشات میں چھپی ہوئی ہیں۔

ذرا غور کیجئے۔ اکبر کے جامع حیثیات تہذیب اور شاعر و مؤرخ عبدالرحیم خان خاناں کو کہاں سے اور کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ اس کی انگیلوں کی نشانی، اس کے قلم کی کشش، کشیدگی اور مدور تحریر سے دیکھ سکتے ہیں جس کا ذکر ہم اس مقالہ میں کریں گے وہ نادر تحریر اکبر کے اسی نوتن عبدالرحیم خان خاناں ابن پیرم خاں کی ہے۔ یہ وہی پیرم خاں ہے جو ہمایوں بادشاہ کا سپہ سالار اور بدمیا اکبر اعظم کا مطلق العنان نگران اور وزیر اعظم تھا۔ یہ خاندان مغلیہ کا گویا بسمارک اور کوٹلیہ تھا۔ اس کا زوال دیکھ کر گویا بسمارک کا سزاواں نظر آتا ہے۔

اسی پد نصیب اور نامراد بپ کا بیٹا عبدالرحیم خان خاناں تھا۔ جو پیرم خاں کے شہید ہو جانے کے بعد اکبر اعظم کے ساری عافیت میں تعلیم و تربیت پا کر اکبر کے نوتن میں جگ پاتا ہے۔ اسی عبدالرحیم خان خاناں کی ایک نایاب تہذیبی تحریر کا اب ذکر کرنا ہے جو ہمارے ایک تہذیبی ناؤر نسخہ پر مرقوم ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خان خاناں جیسا زرم کا وھنی اور جیسا بساط سیاست کا شاطر تھا ویسا ہی اپنے اعلیٰ وارث ادبی ذوق اور صلاحیت کے لئے مشہور و معروف تھا۔ جہاں دکن کی مہمات ات نوار کا وھنی قرار دیتی ہیں وہاں اس کی ہندی شاعری، اس کی تفسیفات اور ذوق کذب بینی آج بھی اس کو سنداں سخن و در، اور شاعر و مؤرخ مانتی ہیں۔ اس نے زرم کے میدان سے ہٹ کر

۱۳۹ بسمارک (Bismarck) جرمنی کا چانسلر اور یورپ کا مشہور مہر اور سیاست دان گزرا ہے جس نے نئے نئے جرمنی کو متحد کیا۔ اور بعد میں پورے یورپ کو اپنے اشارے والے پھلایا۔
۱۴۰ نوٹ: میں کو چاہتا ہوں کہ یہ چند رنگیت مورخ کے زمانے میں ہوا ہے جو سیاست اور مہمات کا پہلا حصہ ہے۔

ایک علمی اور ادبی میدان پیدا کر لیا تھا۔ جب بھی تلواروں کی جھنکاہ اور نیزوں کی بوچھاڑ سے اسے فرصت ملتی تھی وہ ایک ایسی دنیا میں پھنس جاتا تھا۔ جہاں ادبا، علماء، فضلا اور محققین کی مجالس ہوتی جہاں شعرا کی موثر گافیاں ہوتی تو کہیں ان کی زخم زریاں اوندھے سنبھالیں۔ ایسا فخر و زکاہ اور تہذیب و تمدن کی کس پیرسی اور عبرت خیز و دیران بستی میں اجڑے اجڑے مقبرے میں آرمینہ اپنے کارناموں کا صلہ مانگ رہا ہے۔

اس کا مقبرہ ہمایوں کے مقبرے کے پاس کی ہلکی میں اب بھی کھڑا ہے لیکن ویران برباد، اور اجڑا اجڑا جس کا سنگ مرمر خان خانان کا کفن بن کر اسی کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ اس کی عظمتیں بھلا دی گئیں۔ اس کی صفات، جد جگہ کسی کو نہ پچالے میں یا کسی کتاب اور مخطوطے میں خوں کے آنسو رو رہا ہیں۔ مگر وہ آج بھی زبرہ ہے۔

بظاہر اس کا جسم ضرور فنا ہو گیا۔ اس کی سیاسی عظمتیں بھلا دی گئیں لیکن علمی اور ادبی دنیا میں تمان خانان زبرہ جاوید ہے۔ اس کی تضامین زندہ ہیں اس کی تحریریں آج بھی ہماری آنکھوں کے لئے اجالا ہیں۔ ہم اس کی خوبصورت، دلکش اور مدور تحریریں اس کو دیکھ سکتے ہیں اس کے ہاتھوں کی خوبصورتی کا احساس کر سکتے ہیں۔ اور اس کی سر ٹول بھاری بھاری اور خوبصورت انگلیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

• خان خانان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر ہمارے ایک مخطوطے مروج الذهب

وسعدان الجواہر کے ایک ورق پر مرقوم ہے بڑی واضح، دلکش، صاف اور نمایاں، اس کے جلی حروف، اور روشنائی سے ایسا جان پڑتا ہے۔ گویا آج ہی لکھی گئی ہو۔

یہ تحریر عبدالرحیم خان خانان کے خود کے قلم سے لکھی ہوئی ہے جس کے ثبوت میں اسی کے دستخط ثبت ہیں۔ یہ مخطوطہ اکبر کے آخری دور میں لکھا گیا۔ اور اس کن سے مومن تاجرنے خان خانان

کی خدمت میں بھیجا۔ اس مخطوطے کی اہمیت اس لئے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ آکبر کے دور کا مکتوبہ ہے اور مغل کتب خانوں کی زینت بنا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس پر عبدالرحیم خانِ خانان جیسے لائق درباری اور جنرل کے ہاتھ کی تحریر اور دستخط ثبت ہیں۔ عبارت یہ ہے۔

”اللہ اکبر“

اس کتاب کے مشہور پہ ”تاریخ مسعودی“ است۔ دو موسموں بہ مروج الذہب

مجددوں ماجرا پیش دکن قرتاد۔ بتاریخ رسید ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۳۰ھ

راقم این حروف عبدالرحیم ابن پیرم خان عفی عنہما

یہ تخریر اس وقت کی لکھی ہوئی ہے جب کہ شاہجہاں کی شان و شوکت عین شباب پر تھی اور

اس کا جواب مرمریں پائیگیل کو پہنچے جا رہا تھا۔ کبھی وہ اس کی خوبصورتی اور رعنائی میں کھو جاتا تو کبھی

بلخ و بدخشاں کی لاعاقل بہمت اس کو بے چین کئے دیتی ہیں کبھی کابل و قندھار لشکر بھیجتا ہے تو کبھی دکن کے

حالات باعث تردد بنتے ہیں۔ کبھی ممتاز محل کی یاد اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگتی ہے۔ ٹھیک اسی

وقت خانِ خانان سیاست سے بے نیاز ہو کر ادبی دنیا میں کتب بینی میں مسہمک نظر آتا ہے کبھی ہندی

دوبوں کی تخلیق کرتا ہے تو کبھی ترک باری کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کرتا ہے۔ کبھی دکن سے کتابوں کے

تختوں کی رسید دیتا ہے اور پھر اپنے علمی مشاغل میں ڈوب جاتا ہے

سلاطین ۱۰۳۰ھ میں دکن کے ایک تاجر محمد یمن نے تاریخی شاہکار مروج الذہب

بھیجی جس کو خانِ خانان نے اپنے کتب خانہ کی زینت بنائی۔ یہی وہ کتاب ہے جو زمانہ کے واقعات

و مسامحات سے چھٹی بچاتی نہ جانے کن کن دشوار کن منازل سے گزرتی ہوئی آج ہمارے اس اعلیٰ

کو مزین کئے ہوئے ہے

یہ کتب خانہ نواب محمد علی خان بہادر والی برہارست ٹونک کا بیع کردہ ہے

جس نے فروغِ علم و ادب کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے نادر کتب و خطوط خریدنے میں بے دریغ رقم صرف کی اور اپنی پوری زندگی اسی مشغلہ میں گزار دی۔ نواب محمد روح ایک متبحر عالم، مجتہد، مصنف اور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سنیہ علم و ادب کے کھویا تھے، یہ نایاب نادر کا ذخیرہ انہیں کی یادگار ہے اور علمی و ادبی دنیا کے لئے خراجِ سخن اور صلہ۔

یہی وہ ذخیرہ ہے جو کتب خانہ سعیدیہ کے نام سے مشہور تھا جو نہ صرف راجستھان بلکہ پورے ہندوستان میں اُن گئے چنے کتب خانوں میں سے ایک تھا جو انگریزوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں اسی کتب خانہ میں وہ شاہ پائے اور جو اہریرے ہیں جو مصر و کابل و قندھار اور سمرقند و بخارا کے محققین کو کشان کشان لاتے تھے۔

یہی وہ کتب خانہ ہے جس سے مولانا آزاد کو کچھ چپی تھی۔ جس سے مولانا مرحوم خود بھی استفادہ کرتے تھے اور بہت سے علماء کو اس کتب خانہ کی سیر کرنے کا مشورہ دیتے تھے کبھی مصر کے محقق آتے تھے تو کبھی آکسفورڈ سے اسکا لرز آتے تھے۔ اسی کتب خانہ کا ایک نایاب سلی ذخیرہ عربی فارسی لیسیرج انسٹیٹیوٹ کو منتقل ہو گیا ہے اور اب بھی ٹونک کے ویران کھنڈرات اور قدیم آثار میں علمی و ادبی سرمایہ لئے ہوئے دنیا کے علم و فن کو دعوت دے رہا ہے

یہی ٹونک وہ خوش نصیب مقام ہے جہاں سے اورنگ زیب کے راہت نظر آیا گزرے تھے۔ یہی وہ پر فضا ٹونک ہے جہاں موہنا منہور کی روماں افزو اور ردعانی داستان کھی گئی ہیں اور یہیں دونوں کے مزارات اب بھی اہل دل اور اہل نظر کے لئے سوز و گداز کا باعث بن ہوئے ہیں۔ یہی وہ بہار اور نازنجی جولاں گاہ ہے جہاں مرہٹہ لشکر گزرے۔ جہاں ہو لکر اور سندھی کی فوجیں

۱۷ ریاست ٹونک ۱۷۱۷ء میں امیرالدولہ نواب محمد امیر فاں نے انگریزوں سے جنگ کر کے ناصحی کی تھی۔ نواب محمد علی فاں اسی آزادی کے سپاہی اور نبرد آزما سالار کے پوتے تھے جنہوں نے تلوار کے میدان سے الگ نئی بذات خود ایک ایسی علمی دنیا بسائی جو کبھی بھلائی نہیں جا سکے گی۔

کو بچ کرتی ہوئی گزریں۔ یہیں (امیر خاں نے جنگ آزادی کا سبق اول پڑھایا، یہی وہ روحانی زمین ہے۔ جہاں سید احمد شہید کا کاروان ٹھہرا، اور یہی وہ دلکش مقام ہے جہاں سے سریلی تھر تھر کے منصوبے بنے اور اسی مقام سے انگریزوں کے خلاف جہاد کی قراردادیں پاس ہوئیں۔ یہیں سے مولوی اسد علی شہید کے متبرک و مسودت گزرے ہیں۔

اسی مقام کے ایک گوشے میں عربی فارسی رسم الخط کا پیش بہا ذخیرہ اسلاف کی دیدہ ریزیوں اور کاوشوں کو سموئے ہوئے خوب نثر و مباحث بنا ہوا ہے۔ اسی پیش بہا ذخیرے میں کہیں خطاطی کے نایاب نمونے ہیں تو کہیں شاہان مغلیہ کی مہروں کے نمونے، کہیں علماء و فنکار کی قلمی اسناد ہیں۔ تو کہیں جبرلس اور امرار کی نگارشات۔ اور کہیں اولیاء اور شیوخ کی تصنیفات و تالیفات۔

ان ہی میں کا ایک نمونہ زیر بحث نسخہ مروج الذهب و معدن الجواهر بھی ہے جو نہایت خوشخط اور دیدہ زیب ہے۔ قدیم خطاطی کا بہترین نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس نسخہ کی تیار کردہ روشنائی اور قلم کا اعلیٰ و احسن معیار بھی ہے۔ کاغذ بادامی، غیر محبول، گرم خوردہ، اور مقطوع ہے۔ لیکن خط کی تحریر بہت صاف، واضح اور نمایاں ہے۔ ایسا بیان پڑتا ہے۔ گویا آج ہی لکھا گیا ہو۔ آخر کے چند اوراق مرمت شدہ ہیں۔

یہ نسخہ تقطیع کلاں پر مشرق دنیا کے بہترین خطاط محمد بن علی بن شوری نے ۹۹۳ھ میں، ۱۶۱۱ء میں لکھا۔ اس وقت لکھا۔ جب کہ اکبری جلال کا سورج ڈوب رہا تھا۔ اور اکبر کا پہنچا دوست ابوالفضل، جہانگیر کے اشارہ پر قتل کیا جا چکا تھا۔ اور اکبر اپنے چہیتے اولاد کے بیٹے سلیم شیخو یا کو بھی نظر بند کرتا ہے اور بھی باہمی قراردادے کر اپنی نظروں سے دور کرتا ہے تو کبھی بڑے چاؤ اور دلار سے

اس کی خطائیں معاف کر کے اشد سے ہمایوں کی تلوار بندھوا کر اور اس کے سر پر شاہی پگڑی رکھا کہ اس کو اپنا جانشین بتاتا ہے۔

یہ وہی سال ہے جب اکبر موت کے ستر پر اپنے لاڈلے شیخو بابائے سرپرہ ہاتھ رکھے ۱۶۰۵ء کے اکتوبر کا انتظار کر رہا ہے۔ ادھر محل بن علی اس نایاب کتاب کی تکمیل میں اپنا قلم تیز سے تیز تر کرتا ہے اور اکبر کی زندگی کے دن کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ اکبر کے مرنے سے کچھ ماہ قبل اس مخطوطے کی کتابت ختم ہو جاتی ہے جو بعد میں بیرم خاں کے بیٹے خان خاناں شاہجہاں اور اورنگ زیب کے کتب خانوں کی زینت بنی رہی۔

یہ مخطوطہ بہت ضخیم ہے کل ۷۸۸۔ اوراق ہیں، ہر ورق میں ۲۵ سطور ہیں۔ پہلے ورق پر چھ مہریں ثبت ہیں جو معنی پیہم کے بادجواب تک نہیں پڑھی جاسکیں۔ ہو سکتا ہے کسی اس کتاب کو اپنی ملک بناتے وقت ان مہروں کو مٹانے کی کوشش کی ہو لیکن ہے کہ یہ مہریں جہانگیر اور شاہجہاں کی ہوں یا کسی بڑے منصب دار اور تھوہیل دار کی۔ بہر حال صاف سمجھ میں نہیں آتیں۔ آخر ورق کی تین مہروں میں سے صرف دو ہی سمجھ میں آتی ہیں۔ یہ دونوں مہریں اورنگ زیب کی ہیں جن کے نقوش بھی مٹنے جا رہے ہیں۔ ان مہروں میں بھی صرف یہ حرف صاف سمجھ میں آتے ہیں۔

”عالمگیر بادشاہ“ اس کے عداوہ اور حروف نحو شدہ ہیں۔

یہ بات بحث طلب ہے۔ کہ آیا یہ مہریں اورنگ زیب عالمگیر کی ہی ہیں یا عالمگیر ثانی کی لیکن ”عالمگیر بادشاہ“ بہت صاف اور نمایاں ہے اور مہر کی پہلی سطر میں کندہ ہے دوسری سطر کے حروف نحو شدہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان حروف میں اورنگ زیب کے کسی تھوہیل دار کا نام کندہ ہو جو سرت گیا ہے۔ اگر عالمگیر ثانی ہوتا۔ تو لفظ ثانی ٹھیک عالمگیر کے بعد میں کندہ ہوتا۔ جس طرح عالمگیر ثانی کی اور مہروں میں کندہ ہے۔ اغلب یہی ہے کہ یہ دونوں مہریں اورنگ زیب عالمگیر ہی کی ہیں جس کو کتابت

میں یہ تاریخ مسعودی رہی ہوگی

اس کے بعد کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ نسخہ اورنگ زیب کے کتب خانہ سے نواب محمد علی خاں بہادر کے پاس کس طرح آیا اس دور کی تو کوئی مہر ہے اور نہ ہی کوئی تحریر ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ اورنگ زیب کے پورے نسخہ کہاں کہاں رہا ہے۔ صرف ایک مہر دیوان شمس الدین کی مع ان کے دستخط ثبت ہے۔

شاہی مہر میں اور خان خاناں کی تحریر اس نسخہ کی اہمیت کو اور بڑھا دیتی ہیں گو یہ نسخہ چھپ چکا ہے لیکن اس کی قلمی اور تاریخی اہمیت کی بنا پر اور بھی زیادہ قدر ہے۔ چغتائی تہذیب اور ان کے علم پروری کی زندہ نشانی، عہدِ حمیم خان خاناں کے ریشحات مسلم اور اورنگ زیب عالمگیر کی مہروں کے تبرکات ہمیشہ اس مخطوطے کی اہمیت اور قدر کو دو بالا کرتے رہیں گے

سراج الذهب و معادن الجواہر کے مصنف کا نام قطب الدین ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی ہے نویں صدی مسیوی کے اواخر میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ۹۱۲ء کے بعد سے جوانی ہی میں سفر شروع کیا۔ طبیعت نمداد تنوع پسند اور جدت طراز تھی مشاہدات اور تجربات سے دلی لگاؤ تھا اسی وجہ سے فارس، ہندوستان، سیلون، سسلی، اور بونہ جزیرہ عرب و شام و روم کا سفر کیا۔ ہندوستان آتا تو یہاں کی کتب سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ آخر عمر میں یہیں قیام پذیر ہو گئے۔

موصوف نے خلیفہ مطیع لندن مقتدر عباسی کے زمانہ سے تاریخ و جغرافیہ میں تصنیف و

۱۴ دیوان شمس الدین قابل اور فاضل دیوان تھے جنھوں نے وزیر الہ نواب خمدانیر خاں، بین الدولہ نواب محمد علی خاں اور ان کے والد نواب خمدانیر خاں علی خاں نالیان ریاست نوبک کا زمانہ پایا۔ موصوف مورخ و مصنف ہیں۔

۱۴ کشف الظنون، ج ۲ ص ۱۵۶ ملبورن ۱۸۰۰ء

تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ۳۲۹ء صوم ۹۵۰ء میں فسطاط (مصر قدیم) میں انتقال کیا
فن تالیف کے ماہر اور دیگر علوم کے تبحر فاضل تھے

اپنے شروع میں ایک کتاب اخبار الزمان لکھی تھی جو بیس جلدوں پر مشتمل تھی اس
میں عمرانیات، تاریخ اور جغرافیہ سے بحث کی ہے۔ اور تمام دنیا کے مشہور ممالک کے احوال بڑی خوبی سے
بیان کئے ہیں۔ لیکن تنحیم ہونے کی وجہ سے اسے مختصر کیا۔ اور اوسط نام رکھا جو اخبار الزمان
کا نام کہا جاتا ہے۔ مگر اوسط کو مختصر کر کے یہ کتاب تیار کی۔ اور کثیر النوائد ہونے کی وجہ سے اس کا
نام مروج الذهب و معدن الجواهر رکھا

اس کتاب میں صحابہ کے زمانے سے لے کر ۳۳۲ھ تک کے اہل قسطنطنیہ اور ارباب فکر و نظر کے
طبقات اور اخبار و آثار بیان کئے ہیں اور مصریوں کے ابتدائی حالات و انکشافات اہرام مصر کی مدد سے
لکھے ہیں۔ قاموس المشاہیر میں سعودی کا ذکر کرتے ہوئے مرتب بتاتا ہے کہ مروج الذهب
کا ترجمہ سپرنگر نے انگریزی میں کیا ہے۔ فرانسیسی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے چنانچہ ۱۸۶۱ء سے
۱۸۶۲ء تک ۵ جلدیں پیرس میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مصر میں اور دوسرے ممالک میں بھی
برابر شائع ہوتی رہی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی ایک عجیب کتاب ہے جو اس زمانہ کی تصنیف
ذاتی اور ماحول و حالات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کی افادیت اور ماہریت اس سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر
اسپیگر اتنے متاثر ہوئے کہ مسلم تہذیب اور مسلم علمی خدمت کی تعریف کرتے ہوئے ان الفاظ میں رقمطراز ہیں کہ
”دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی ہے جس نے مسلمانوں کی طرح بارہ سو سال کی طویل
مدت میں اپنے ہر اہل قلم کی زندگی کا حال محفوظ رکھا ہو۔ اگر مسلمانوں کی سوانح

۱۔ ذوات اوفیات مصنف محمد شاکر کتب خانہ ۲ ص ۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ۲۔ قاموں المشاہیر مطبوعہ بیروت ۱۳۲۶ھ ص ۲۱۳

۳۔ التفار الغنوع بما ہو مطبوعہ ۴۰۰۰ھ

عربوں کی کٹھنی کی جائیں تو ہمارے کم از کم دس لاکھ ممتاز آدمیوں کے حالات زندگی جمع ہو جائیں۔ اور ہم پر یہ بھی روشن ہو جائے کہ تاریخ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں یا اور کوئی اہمیت رکھنے والی چیز ایسی نہیں۔ جو اس ذخیرے میں اپنی نمائندگی نہ کر رہی ہو،
ڈاکٹر اسپرنگر نے جو اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے وہ تو میں نے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے یہ الفاظ ضرور دیکھے ہیں۔ جن کو ڈی، سی اسکات اور کزن نے مسلمانوں کی ثقافت اور تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے
کوٹ کئے ہیں۔

حقیقت بھی یہ ہے کہ دنیا نے توجہ ترقی کی ہے، فن تاریخ اور علم جغرافیہ آج ابھرا ہے لیکن مذہب اسلام نے علمی و ثقافتی اور تاریخی میدان میں دنیا کو بے دریغ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی عربی اور فارسی کی لاتعداد ایسی نادر کتب ہیں جن کا ہر زبان ہی میں ترجمہ کیا جاتا ہے اور اکتساب علم کی خاطر ان سے ہر طرح استفادہ کیا جاتا ہے۔

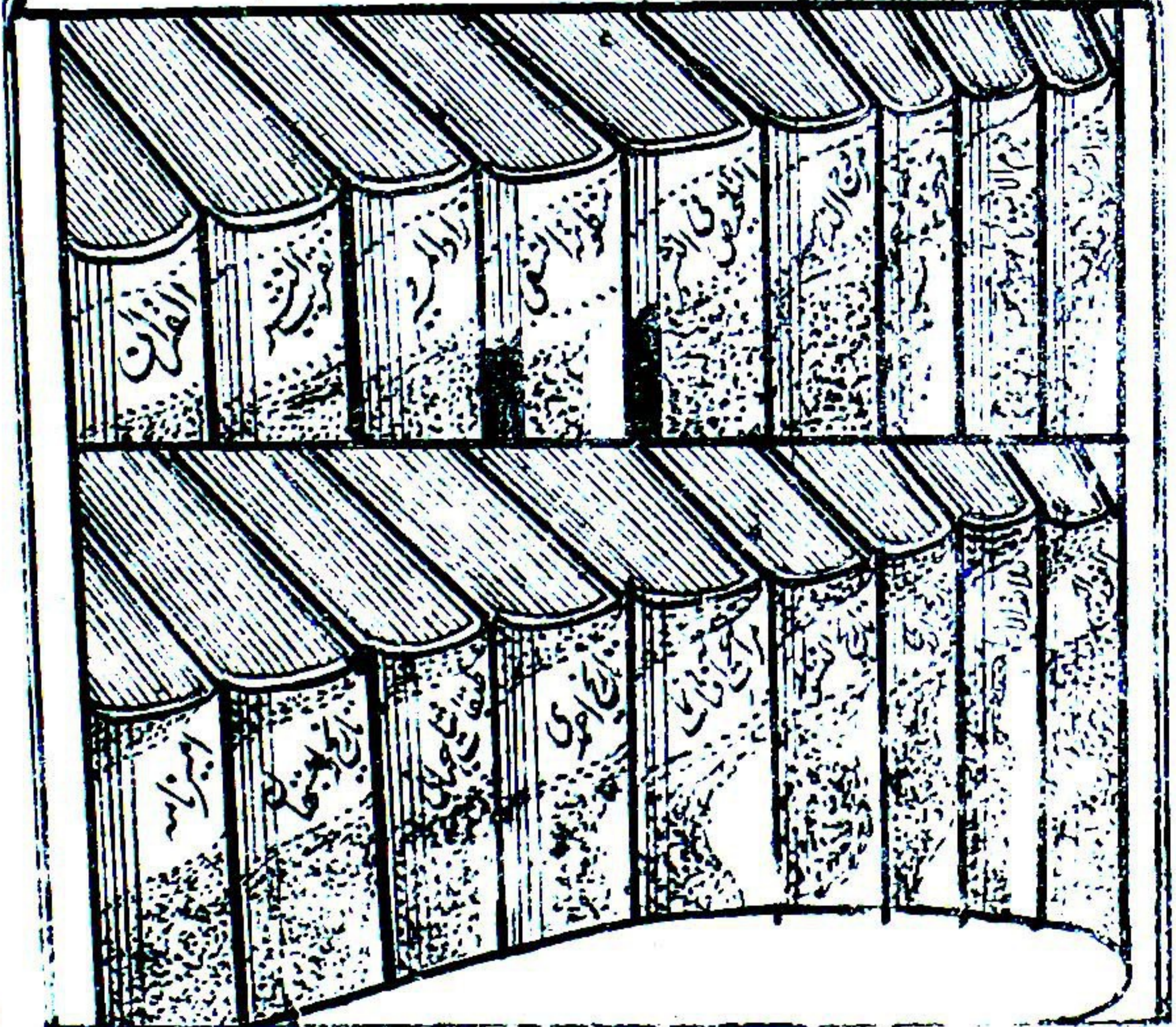
اسی زیر بحث مروج الذہب کو لے لیجئے کہ جو اپنے فن کی بے بہا اور بے نظیر تصنیف ہے۔ ایک انمول اور غیر متبادل علمی ذخیرہ اور دائرۃ المعارف (encyclopaedia) ہے جس کی روشنی میں انسان اپنا راستہ تلاش کر سکتا ہے، ایک مسلم اور ماہر آثار و عتیقہ گلہاے زمین کھلا سکتا ہے۔ اور ایک اسکالر اس معلومات کی گمان سے ان گنت موتی اور جواہر ڈھونڈو ڈھونڈو کر سکتا ہے۔

مروج الذہب باعتبار فن علم اور مضمون ایک نایاب کتاب تو ہے ہی۔ لیکن خاص کر اس کا نسخہ جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ وہ ایک تاریخی حیثیت سے زیادہ قابل فخر اور لائق قدر ہے۔ میدانِ موزوں کات اور علمی معلومات تو مسعودی کے ہر جلد نسخہ میں مل جائیں گے۔ لیکن
حکیم تہانہ خانان کے یہ رشحاتِ علم اور علمی کششیں کہاں!

زمانہ بدل جائے، حالات بدل جائیں لیکن نہ تو اب خاکستان کے جیسا عالم، فن من
 موہن اور شاہراہ پیدہ ہو سکتا۔ اور نہ اس کی یہ نایاب، موتی جڑی، مدور، بانگی، جلی، اور
 نوزنگ تخریر، ہیں مل سکتی۔ جب تک تاریخ کی کتابوں سے خاکستان کے علمی حدمات
 اور اس کی سیاسی عظمت میں نہیں بھلائی جا سکتیں اس وقت تک اس نایاب نسخے کی اہمیت
 اور ترقی و منزلت بھی نہیں مٹائی جا سکتی۔

تصیر علم

ایک منظر



ڈاکٹر کبیر علی شین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
شکوٹ کی تحریک راجستھان شوکت

جہانگیری کے دور کا ایک نیا باب اخلاق جہانگیری

منلیہ دور عہد وسطیٰ کی تاریخ کا زرین زمانہ کہا جاتا ہے نہ صرف سیاست و فتوحات بلکہ تہذیب و تمدن اور علم ہنر کے فروغ و ترقی میں شاہان منلیہ کے بڑے نمایاں کارنامے ہیں۔ اگر ایک طرف انہوں نے فتح و ظفر مندی کے جھنڈے گاڑے ہیں تو دوسری طرف تہذیب و تمدن کی نقش آرائیاں بھی کی ہیں اور علم و ہنر تاریخ و تنقید اور ادبیات کا درس بھی دیا ہے۔ شاہی محلات، مساجد، باغات، منبرے موتی مسجد، لال قلعہ، دیوان قاص، دیوان عام، عماد الدولہ تخت طاؤس اور دوسری عمارتیں سلاطین منلیہ کی شان و شوکت کی کہانیاں کہہ رہی ہیں۔

اسی طرح ادب تاریخ میں بھی مغلوں کے کارنامے تاج محل کی نقاشی اور لال قلعہ کی لافانی عظمت سے کم نہیں ہیں۔ اس دور کے ادبی نوادر، تاریخی مخطوطات اور دوسرے باریز جواہر اپنے علم و فن کا بڑا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ ان ہی سے مغلوں کی تاریخی عظمت زندہ ہے۔

راجستھان میں عربی فارسی مخطوطات کے سروے کے سلسلہ میں مجھے مغلوں کے عہد کو بہت سے تاریخی نوادر دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان مخطوطات میں ایک نادر الوجود نسخہ ”سومہ اخلاق جہانگیری“ میری نظر سے گزرا جس سے شاید کم ہی لوگ واقف ہوں گے۔ یہ نسخہ تاریخی، حیثیت سے ایک نایاب کتاب ہے اور مختلف سلاطین و امراء کے کتب خانوں میں رہ چکا ہے اور اس پر ان کی تحریریں اور مہریں ثبت ہیں۔

لے مطلوبہ مواد بابت سہ ماہی

یہ نایاب مخطوطہ ٹونک میں صاحبزادہ محمد مصطفیٰ خاں المتخلص جوہر سوم کاتب
خانہ میں ہے اور اس پر کام کیا جا رہا ہے اس کے مصنف نور الدین محمد نے جہانگیر کے لکھنے والے کتاب تصنیف کی تھی
خود مصنف لکھتا ہے کہ

”جب میں اجمیر کے مقام پر کچھ مدت کے لئے بادشاہ سے جدا ہو رہا تھا اس وقت میں
نے ارادہ کیا تھا کہ جب میں بادشاہ کے حضور میں قدم بوسی حاصل کروں گا تو ایک ادبی
شاہکار اس کی خدمت میں پیش کروں گا۔ چنانچہ میں نے بہت سی مستزاد اور معتبر
کتابوں سے معلومات اخذ کر کے تاریخی واقعات لکھے۔ اور اس کو ترتیب دے کر بادشاہ
کے حضور میں پیش کیا۔“

یہ نسخہ کتابت کے لحاظ سے نادر اور نایاب ہے۔ تقطیع ۱۲×۶ کا قد باوامی مائل سیاہی، قدرے
کرم خوردہ اور کہیں کہیں سے داغدار ہے۔ اب رسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض حصے بوسیدہ ہو گئے ہیں، خط
باریک لیکن واضح ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۲۰۲ ہے۔ کاتب نے اگرچہ اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ لیکن تاریخ
کتابت ترقیمی میں اس طرح مرقوم ہے۔

دور شہر ذی القعدة الحرام الواقع فی سلک سنۃ التاسع والعشیرین بعد الالف وقوع یافتہ،

یعنی ذی قعدہ ۱۰۲۹ھ میں لکھی گئی۔ کتابت متعین ہے کہیں سے جدول نہیں متورد مقامات پر مطالو کنندگان کو

۱۰ جوہر ذکی مرحوم ماہر فن پرگوار اور تادرا الکلام نظم گوشا مرتبے جو تادرا محقق کی حیثیت سے بجا اور دنیا میں کافی تعارف
تھے۔ ان کا کلام ”وزم بزم“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کا نایاب ذاتی کتب خانہ علی تھا جو بہت کچھ تلف ہو گیا۔
اور بقیہ جمعہ ان کے چھوٹے بھائی نے اس ادارہ میں بطور عطیہ دے دیے۔ انہوں نے اس میں نسخہ نہیں ہے جو ہر صاحب کا
اتصال ۲ جون ۱۹۶۶ء کو اپنا تک حرکت قلب بند ہو جانے سے کوڑ میں ہوا تھا۔

۱۱ یہ نسخہ جیب میں نے ڈاکٹر مستور اللال جی شراڈاٹر کراچی ہسٹوریکل سوسائٹی جے پور دوسو ت راجستھان کے مشہور
مورخ ہیں، کو دکھایا تو موصوف بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ نسخہ نہایت اہم اور قدیم ہے میں نے اس سے پہلے اور
کہیں اس قسم کا مخطوطہ نہیں دیکھا موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ اس میں جہانگیر کے ہندوستان کی معاشرتی جھلکیاں ملتی ہیں۔

حواشی ہیں۔ لوح کتاب سادہ ہے۔ شیرازہ بندی اچھی ہے۔ صرف چند اوراق منتشر ہیں۔ کتابیں سے ناقص نہیں ہے۔ کتاب کے خاتمہ کی عبارت یہ ہے۔

دو تالیفیں اس نسخہ کے منطوی است برانوار حکمت محتوی بر آثار ارباب است، در شہر
ذی القعدة الحرام الواقع فی سلک ننتہ التاسع والعشرين بعد الالف وقوع یا منت
توفیق اللہ الملک الودود،

پہلے اور دوسرے صفحہ پر بارہ شاہی مہریں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ نسخہ مختلف شاہی کتب خانوں
میں رہ چکا ہے۔ سب سے پہلی مہر ۱۰۶۳ھ کی ہے جو مغلیہ خیرل شائستہ خاں کی ہے۔ اس مہر کے ساتھ مندرجہ ذیل
عبارت بھی مرقوم ہے۔

”کتاب اخلاق جہانگیری“..... داخل در کتب خانہ نوابی مطابقت شائستہ خاں ۱۰۶۳ھ
دوسری مہر ۱۰۶۳ھ جلوس اورنگ زیب کی ہے۔ اس مہر میں ”حامد محمد“ کا نام کندہ ہے۔ ”حامد محمد“ اورنگ زیب کے
ایک منصب دار سید مرزئی خاں کا بیٹا تھا۔

تیسری مہر ۱۰۶۴ھ کی ہے اس مہر کے ساتھ یہ عبارت تحریر ہے۔

”۴۴۔ در کتب خانہ فقر محمد ابراہیم..... ۱۰۶۴ھ“

چوتھی مہر ۱۰۶۴ھ جلوس اورنگ زیب کی ہے اور اس سے متعلق یہ تحریر ہے۔

”اخلاق جہانگیری داغدار کرم خوردہ ہویندر سیدہ بابت اموال امیر الامرا شائستہ

خان کرم، ارشہر رمضان۔ ۱۰۶۴ جلوس تحویل محمد باقر خاں نمودہ شد“

پانچویں مہر ۱۰۶۴ھ کی ہے چھٹی مہر ۱۰۶۴ھ کی ہے۔ ساتویں مہر قابل خاں کی ہے۔

جس میں یہ عبارت کندہ ہے ”قابل خاں خانہ زاد بادشاہ اورنگ زیب“

۱۰۶۴ھ جلوس اورنگ زیب ۵۰۰ مہر
۱۰۶۴ھ جلوس اورنگ زیب ۶۳۰ مہر
Royal Asiatic Publishing Society
کتابی پران کے حالات جمع ہیں۔

اس مہر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ بادشاہ اورنگ زیب کے ملازم قابل خاں کی تحویں میں چکھار
اس مہر میں سسہ مٹا ہوا ہے جس سے صحیح تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔

آٹھویں مہر خدا بندہ خاں کی ہے۔ خدا بندہ خاں میر شائستہ خاں کا بیٹا تھا۔ اور باپ کی
طرح خود بھی جنرل اور مہر خاں تھا۔ اس میں سن ہجری نہیں ہے۔ بڑی مشکل سے خدا بندہ خاں کا
نام پڑھنے میں آتا ہے

نویں مہر اورنگ زیب عالمگیر کے ایک امیر سید مرتضیٰ خاں کی ہے جو اورنگ زیب کے
زمانے میں ڈیڑھ ہزاری منصب پر فائز تھا۔ اس مہر میں محرم الحرام ۱۱۱۷ھ کندہ ہے

باقی تین مہریں بالکل محوشہرہ ہیں اور کوشش کے باوجود پڑھی نہیں جاسکیں۔ ان مہروں میں ب
شاہجہاں اور اورنگ زیب کے زمانہ کی ہیں۔ کوئی مہر جہانگیر کے زمانہ کی نہیں ہے۔ ممکن ہو مٹی ہوئی مہر
ہیں کوئی مہر جہانگیر کے زمانے کی ہو۔ کیوں کہ جہاں گیر کے انتقال سے تقریباً سات سال پہلے نسخہ
لکھا جا چکا تھا۔ شاہی مہر میں اس نسخہ کی اہمیت کی ضامن ہیں

اس نسخہ کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے کہ انڈیا آفس لائبریری کے علاوہ اس کے کسی
دوسرے نسخہ کا علم ابھی تک نہیں ہو سکا ہے اور نہ اب تک کسی نے اس پر کام کیا ہے۔ اس کتاب کے
مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قاضی مصنف کو بہت سے علوم پر عبور تھا خصوصاً وہ فن تاریخ میں یکتا
تھا۔ ہر سند پر تاریخ، واقعات کی روشنی میں رول بحث کی ہے۔

۱۵۱ اثر الامراء ص ۸۱۴

۱۵۲ اثر الامراء کتاب

۱۵۳ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اپنی کتاب کے ضمن میں یہ لکھا ہے۔

The Administration of. The Sultanate of Delhi
Akhlaqi Aakhangini (on Ethics & politics) 9.0-

یہ کتاب بامیں ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا موضوع الگ ہے ابتداءً آفرینش سے لے کر جہانگیر کے زمانہ تک دنیا کے مشہور تاریخی واقعات کو بیان کر کے نتیجہ جہانگیر کے دور حکومت پر نکال لے مشاہیر کرداروں کی تاریخی قصص کی شکل میں لکھا ہے پھر بڑی خوبی کے ساتھ ان اوصاف اور کرداروں کا انطباق جہانگیر بادشاہ پر کیا ہے۔

مصنف نے اس دور کے انتظامی اور سیاسی امور پر بھی روشنی ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی نور الدین کو نہ صرف تاریخ ہی میں عبور حاصل تھا۔ بلکہ وہ سیاسیات، اخلاقیات اور علم و ادب کا بھی تبحر عالم تھا۔ یہ کتاب بامیں مقالات پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ کم و بیش پچاس صفحات میں ہے۔ آخری مقالہ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں غلط روایات کی تصحیح اور تاریخی افسانوں کی تنقید ہے۔

مقالات کی ترتیب یہ ہے۔

- (۱) مقالہ در عشق و محبت (۲) مقالہ در فضیلت علم (۳) مقالہ در خوف ورجا (۴) مقالہ در حسن خلق
- (۵) مقالہ در تواضع (۶) مقالہ در علو برہمت (۷) مقالہ در توکل (۸) مقالہ در مسر
- (۹) مقالہ در سخاوت و (۱۰) مقالہ در عدالت امیر الامرا و تامل در مسلم (۱۱) مقالہ در حزم
- (۱۲) مقالہ در فراست (۱۳) مقالہ در مشورت (۱۴) مقالہ در توبہ (۱۵) مقالہ در اجابت
- (۱۶) مقالہ در معارج (۱۷) مقالہ در سیاسیات (۱۸) مقالہ در ایفاء عہد (۱۹) مقالہ در صدق
- (۲۰) مقالہ در قناعت (۲۱) مقالہ در مطالبات (۲۲) مقالہ در متفرقا و درجہ روایات و نتیجہ حکایات

— By Nurud Din Mohammad Asghar Khan 1547

P. 265

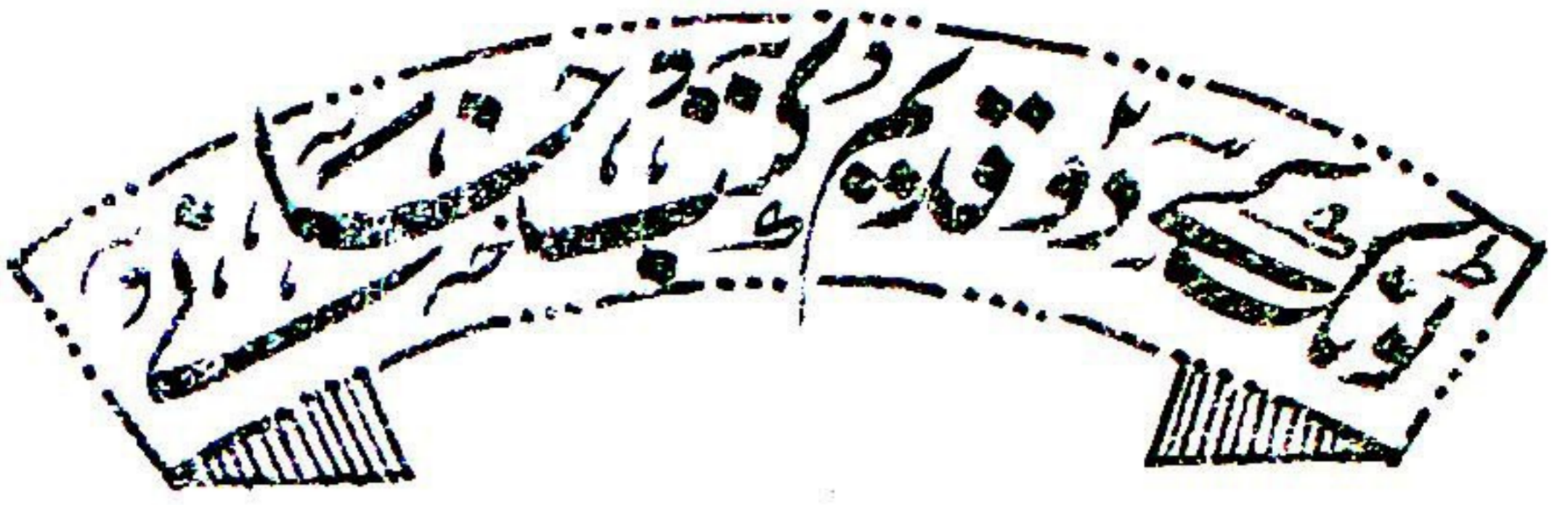
یہ کتاب ایک نسخہ انڈیا آفس لاہور میں محفوظ ہے۔ یہ کتاب نور الدین محمد قاضی نے لکھی ہے جو اخلاقیات اور سیاسیات پر مہارت رکھتا ہے۔

یہ تمام مقالات ایک طرح سے جہانگیر بادشاہ کے محاسن ہیں جن کو مصنف نے بادشاہوں کی صفات قرار دے کر تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ہر مقالہ اپنے موضوع اور طرز تحریر کی نوعیت سے ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے

اس اعتبار سے بھی یہ کتاب نہایت اہم ہے کہ اس میں صرف تاریخی واقعات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ جہانگیر کے دور کو بہت درستی سے بیان کیا گیا ہے، سماجی اور اخلاقی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔ اس لئے اگر اس مخطوطہ پر کام اور اس سے استفادہ کیا جائے تو اس سے مغلوں کے دور کی تاریخ میں بہت سی نئی معلومات کے ساتھ نئے گوشوں کا بھی اضافہ ہوگا۔



مولوی سید منظور الحسن برکاتی، استاد، دارالعلوم خلیفہ ٹونک



ٹونک میں کتب خانوں کے باعنا بننے قیام کی ابتداء دوسرے فرماں روا نواب وزیر میرالدولہ کے عہد سے ہوتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کراصل موثر عہد پر سلسلہ پنچن شروع کیا جائے۔ باتوں اور پس منظر کو سمجھنے کیلئے مناسب ایوم ہوتا ہے۔ کہ ریاست ٹونک کے قیام اور اس کی سیاسی و بنیادی تاریخ پر مختصر اردو ڈال دی جائے۔ نیز اجمالاً ان سیاسی اسباب کا بھی تذکرہ کر دیا جائے۔ کہ چنانچہ بنا پر اس ریاست کی باہمیں عمل میں آئی۔

یہ ریاست جو آج راجستھان کے ایک ضلع کی حیثیت رکھتی ہے راجستھان کی ریاستوں میں واحد مسلم ریاست تھی اور آج سے پورے ایک سو بیالیس سال پہلے شاہہ اعین عالم وجود میں آئی تھی اس کے بانی نواب امیرالدولہ میرخان امیرخان سنہ ۱۷۱۱ء کے ایک من چنے اور بہادر افغان تھے جنہوں نے ہندوستان کی مختلف ریاستوں کو ملٹی انداز میں نمایاں مدد دی تھی۔ اور مہارانا ہاکر کی نفاذ میں انگریزوں سے جنگ کر کے بہت سے علاقے فتح کر لئے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کی بنا پر عام طور پر طوائف الملوک کی قیامی ہوئی تھی۔ موسیٰ اور ریاستیں خود مختار ہو چکی تھیں۔ اور انگریزوں نے ملک میں ہاتھ پاؤں پھیلانے شروع کئے تھے اس وقت مہاراجہ بونت راؤ ہاکر اور نواب امیرخان بہادر نے باہمی معاہدہ کر کے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور ان ملک میں آزادی کی جنگ کی ابتدا کی اور باہمی اتحاد سے متحدہ قومیت کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۸۰۵ء میں جب مہاراجہ ملکر نے انگریزوں سے صلح کر لی اور ان کے درغلانے سے ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ تو امیر لال دہلہ بہادر نے مجبور ہو کر اس چھوٹی سی ریاست پر انگریزوں سے مصالحت کر لی اور ۱۸۱۷ء میں توسط لالہ نرنجن لال نختار، عہد نامہ پر دستخط کروائیے۔

نواب امیر خاں قیام ریاست کے بعد سترہ سال تک حکمران رہے ۱۸۳۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا پورا عہد حکومت ریاست کی بنیاد و استحکم کرنے میں ختم ہوا۔ انھیں انجلی مہلت ہی نہ مل سکی۔ کہ وہ ریاست میں باقاعدہ عدالتی یا تسلیمی نظام قائم کرتے۔ ان کے زمانے میں ریاست کا نظام توجہی طاقت پر قائم تھا۔

نواب امیر خاں کے بعد نواب محمد وزیر خاں "وزیر الہولہ امیر الملک" مسند ریاست پر جلوہ فگن ہوئے۔ رعنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد انھوں نے ریاست کی جدید تنظیم کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور پٹھانوں کے غیر منظم جہرگے کو اپنی ریاست کے قالب میں ڈھال دیا۔ اپنے اپنی دوہیں نگاہوں سے جب ریاست کا جائزہ لیا تو سب سے بڑی کمی پتھوس کی کہ اس نئی ریاست میں اہل سیف تو بہت زیادہ جمع ہو گئے۔ لیکن اہل قلم اور اہل علم کی بڑی کمی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ نے تہیک کیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اصحاب کمال کو ریاست میں جمع کیا جائے۔

وہ تو صاحب علم تھے اور اہل علم و ادب کی قدر و منزلت کرتے تھے ان کی قدر دانی اور فیض سانی کی اتنی شہرت ہوئی کہ اطراف ہند سے ارباب فضل و کمال کھینچ کھینچ کر لائے گئے۔ ان میں بہتیرے خود سے آئے اور بہتوں کو وزیر لال دہلہ نے بلایا۔ اس طرح بڑے بڑے علماء و فضلاء نے

وزیری اقبال کے سائے میں پناہ لی۔ مصنف قاری فتح ٹونک مولوی سید صغریٰ آبرو کا بیان ہے کہ وہ ان کے شاہانہ فیاضیوں سے ان کا آستانہ فیض ہر ایک علم و فن کے اہل کمال کا قبضہ حاجات اور مرکز عقیدت بنا ہوا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے نوزن ہی نہیں بلکہ سینکڑوں یگانہ روزگار کمال ہستیاں دربار وزیری میں جمع ہوئی تھیں اور ان کی بارگاہ سلیمان جاہ مریخ فضل و کمال

دعویٰ و انبیان روزگار و بختہ کاران بادقار تھی۔“ (ص ۳۲)

وزیرالدولہ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف بھی تھے آپ نے متعدد

کتابیں تصنیف فرمائی جن میں وصایا و زریعی فارسی میں علم اخلاق کی بہترین کتاب ہے۔

اس کتاب میں مختلف مناسبتوں سے ۶۵ مقامات پر نواب صاحب نے عاشقانہ وار فطری اور
رہبانہ عقیدت مندی کے ساتھ حضرت سید صاحب (سید احمد شہید) اور آپ کے رفقاء کا
تذکرہ کیا ہے اور ان کے حالات و کمالات درج کئے ہیں جن میں اکثر آپ کے چشم دید ہیں۔
(سیرت احمد شہید مصنف مولانا ابوالحسن علی ندوی)

وزیرالدولہ کو علمی، ادبی، اسلامی اور تاریخی کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ کے

عہد میں جس قدر نایاب اور نادر کتابیں زر کثیر صرف کر کے جمع کی گئی تھیں ان کے لئے ایک خاص عمارت

قلعہ معلیٰ میں تعمیر کرائی گئی تھی۔ اس کتب خانہ کی اکثر کتابیں مطلقاً مذہب، اور نقاسی و طلاکاری کا

بہترین نمونہ تھیں اور اپنے مخطوطات اور نوادرات کے لحاظ سے یہ کتب خانہ ہندوستان کے کتب

خانوں میں خاص امتیاز رکھتا تھا۔ دور دو اس کی شہرت تھی

اس کی فہرست برٹش میوزیم کیلئے سرسہری ایلینا کی خواہش پر فرماں روا نے ٹونک

نے بھیجی تھی جس کا تذکرہ جناب محمد عباس خاں شروانی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے بھی اپنا ایک

مضمون ”تاریخ التوازیخ“ میں کیا ہے

”آئیے اسے اول ریاست ٹونک کے کتب خانوں کی سیر کریں۔ یہاں دو کتب خانے ہیں ایک

تو پاک پبلشرز ہے۔ مگر جامعیت یا نوعیت کے لحاظ سے یہ کوئی بڑا اقد مشہور ذخیرہ نہیں ہے

دوسرا مشہور کتاب خانہ ہندوستان میں اور ایک زمانے میں ہندوستان سے باہر بھی مشہور

ہزارہنس نواب صاحب کا کتب خانہ ہے جو قلعہ کے اندر ہے۔ اس میں چند نادر الوجود نسخے ہیں

ایک زمانہ میں اس کتاب خانہ کی کتابوں کی فہرست فرماں روا نے ریاست کے سرسہری ایلینا

کودی تھی۔ اور یہ اب برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

د احوال نیا بندوستان علی گڑھ، یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء

عہدہ زیریں سے لے کر موجودہ ہیرا پتس نواب، محمد اسماعیل علی خاں بہادر کے عہد تک
یہ نادرا لوتو دکتب خانہ اسی شان و اہتمام سے قلمہ معنی ہی میں تھا۔ لیکن ریاست کے راجستھان میں شامل
ہونے کے بعد موجودہ نواب صاحب نے اس کو قلمہ معنی سے ہیرا پتس پلینس نذر باغ میں منتقل فرما دیا اور
اس سے استفادہ کی عام اجازت بھی دے دی۔

اس کتب خانہ کو تیب و قلمہ معنی کی ایک شاندار عمارت میں بجا ہوا تھا میں نے بھی دیکھا تھا۔ کتابیں
الماریوں میں مندرجہ سب سے جمی ہوئی تھیں۔ کتابوں کی کئی فہرستیں تھیں جو جدید طرز پر ریاست کے
چوتھے فرماں روا نواب محمد ابوالہیثم علی خاں بہادر کے عہد میں جناب شیخ محمد یعقوب صاحب داروغہ
کی نگرانی میں تیار کرائی گئی تھیں۔ ان میں کتابوں کے نام اور فن کے ساتھ صاحب تصنیف کا بھی مختصر حال درج
تھا۔ تمام کتابوں پر خوب صورت اور کھول دار کپڑے کی چولیاں چڑھی ہوئی تھیں جو مختلف رنگوں کی تھیں
ہر فن کے لئے ایک قسم کی چھینٹ یا جامہ دار مخصوص تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک خوشنما گلزار ہے جس میں مختلف
رنگ و بو کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ الماریوں پر رنگین اور خوبصورت پردے آویزاں تھے اور پٹیوں پر جو پوشش
تھی وہ بھی دیدہ زیب اور خوشنما چھینٹ کی تھی

کتابوں کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے قبل ہی ان کے ظاہری حسن سے جو خوشگوار اثر قلب و نظر پر پڑا
اس سے ایک خاص سرور حاصل ہوا۔ بہت دیر تک تو مجھے اس دلنریب نظارہ ہی سے فرصت نہ ملی اس کے
بعد جب کتابوں کا مطالعہ شروع کیا تو ہر فن میں سیوں نوادر نظر آئے۔ مثلاً فن و عظیم میں ایک کتاب زبان
فارسی ”قصایا رے بادشاہان چغتائی“ نظر پڑی۔ کتاب کا ہر صفحہ طلائی کام سے
آراستہ تھا۔ بہترین نقش و نگار کے ساتھ خط بھی نہایت پاکیزہ تھا۔ شاہان چغتائی میں سے بادشاہ
لہ نوک کے آخری تاجدار۔ ہتم فرماں روا کے ریاست۔ سنوئی ۱۲۱۲ھ بمطابق ۱۷۹۷ء۔

جلال الدین محمد اکبر، نور الدین محمد جہانگیر، بادشاہ شہاب الدین محمد، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی تھاپوں بھی کتاب کی زینت تھیں

ایک اور کتاب چھار گلشن فارسی نظر سے گزری۔ کتاب کے شروع میں دو مہرین ثبت تھیں۔ ایک درج تھی جس پر وزیر الدولہ امیر الملک نواب محمد علی بن سینھان نصرت پور اور دوسری بیضوی تھی جس پر امیر و وزیر، محمد علی صاحب کٹرہ تھا۔ کتاب کا سن تصنیف ۱۱۹۵ھ درج تھا۔

فہرست اس طرح تھی۔

گلشن اول:- دراجواں بادشاہ ہندوستان گلشن دوم:- دراجواں سوجانٹ بنواریستان ، گلشن سوم:- در مسافت و منازل از شاہ جہاں آباد و گلشن چہارم:- در ذکر سلاسل فقرار و درویشان ہند ایک چوبی اور منقش صندوق میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا قلمی قرآن مجید تھا۔ غرض اس قسم کے سینکڑوں نوادوں و خطوط نظر سے گزری اور کئی کئی اس علمی نگارزینا گزریں۔ سے و درانہ کوتاہی اور بالیدگی نصیب ہوئی۔

عہد وزیری میں مولوی عبد الکریم خاں صاحب ٹونگی اس کتب خانہ کے ناظم تھے موجودہ نواب صاحب کے عہد میں مولوی صاحبزادہ احمد خاں ڈاکٹر اور نواب صاحب کے مشیرین مولانا سید عبدالقادر خاں یکے بعد دیگرے اس کتب خانہ کے ناظم رہے۔

سنہ ۱۹۰۴ء میں کتب خانہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد ذریعہ تعلیمات کی تحریک پر مرکزی حکومت نے "الطین نیشنل لائبریری" کے لئے نواب صاحب سے خرید لیا اور یہ انمول اور بے بہا ذخیرہ

ٹونک سے دہلی منتقل ہو گیا

بیمین الدولہ نواب محمد علی خاں کا کتب خانہ

نواب وزیر الدولہ کے بعد دوسرا نمبر تیسرے فرماں روا نواب محمد علی خاں بہادر کے کتب خانہ کا ہے جو ایک عرصے تک "کتب خانہ سعید صیغہ" کے نام سے مشہور رہتا۔

اور اب ٹی سائیکل لاہور میونسپلٹی کے نام سے موسوم ہے۔

یہ کتب خانہ بھی اپنے بیش بہا نوادرا اور مخطوطات کے اعتبار سے بڑی قیمتی اور بے نظیر ہے اس نے ریاست کے بڑے اہم دور دیکھے ہیں۔ اور یہ خود بھی اپنی نشوونما میں بڑی بڑی دشوار گزار منزلوں سے گزرا ہے۔ مختلف آزمائشوں سے دوچار ہوا ہے۔ اس کے عروج و زوال کی کہانی بڑی درد انگیز اور عبرت خیز ہے اس نے شہر پارسی بھی کی ہے اور مسافرت و غربت کی کٹھن منزلیں بھی طے کی ہیں۔ یہ شاندار محلوں اور عالی شان ایوانوں میں نہایت عزت و احترام سے سجایا گیا اور بے بسی و کس پرسی کی حالت میں شکستہ اور ویران عمارتوں میں بھی پڑا رہا ہے۔

اس کتب خانہ کی داغ بیل جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، نواب محمد علی خاں بہادر نے ڈالی تھی۔ نواب محمد علی خاں، وزیر علی علماء و فضلا کے ساتھ بی بی پڑھے تھے حکومت و ریاست کے ساتھ ساتھ دین داری اور علم و فضل بھی آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ علوم و نبیہ میں کامل دست گاہ بیمن الدولہ کو حاصل تھی اور ان کا شمار اس زمانے کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ زمانہ ولیعہد ہی ہی سے تصنیف و تالیف کا ذوق رکھتے تھے۔ اس لئے مستر نشین ریاست ہوتے ہی آپ نے تصنیف

۱۹۱۷ء میں ریاست کے اس قدیمی سعید یہ کتب خانہ کے قلمی ذخیرہ کو اورینٹل سیرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کو منتقل کر راقم الحروف کو منتظم بنایا گیا جو مشہور ہے کہ اس کی ترقی و ترقق اور فروغ کے لئے بہتر مشغول رہا اور مختلف اسکیمیں پیش کرتا رہا مزید برآں انگریزی زبان میں کیش لگ اور پبلو گرافی بھی کرتا رہا۔ ۱۹۲۰ء میں ۱۹۲۰ء کو حکومت راجستھان نے اس کی اہمیت اور انفرادیت کے پیش نظر اس کو ایک خود مختار ادارہ عریک پرشین سیرچ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے بنا کر راقم کو اس کا پہلا ڈائریکٹر بنایا۔ ایڈیٹر

تالیف کا کام سرگرمی کے ساتھ شروع کر دیا۔ اور ارباب علم و فن کو خاص طور پر اس اہم کام کے لئے متنب فرمایا۔

آپ کے مختصر دور حکومت میں بہت سی اعلیٰ تصانیف وجود میں آئیں اور زیور طبع سے بھی آرا ہوئیں۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم تصنیف قرۃ العیون ہے جس میں علوم عربیہ اور تاریخ اسلام کی دقیق مسائل بڑی تحقیق و تنقید کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

قیام ریاست سے اب تک دفاتر سرکاری کی زبان فارسی تھی آپ نے اس کے بجائے اردو زبان کو حکومت کے سنگھاسن پر بٹھایا اور فاس و زمان کے ذریعہ ریاست کی سرکاری زبان، اردو کو قرار دیا۔

نواب محمد علی خاں اپنے دادا نواب امیر اللہ ولد کی طرح جو شیلے تھے اختیاً ملتے ہی دہلی کے غدر کے بعد انگریزوں سے اس کا انتقام لینے کی فکر میں رہتے تھے لیکن ان کے پاس سرفروش آدمیوں کی کمی تھی۔ خود ان کے قریبی لوگ انگریزوں کے وفادار تھے اور ان کے عزائم سے انگریزوں کو خبردار کرتے رہتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین سال اٹھ ماہ کی حکومت کے بعد ہی لاوہ کے ٹھاکروں کے قتل کی الزام میں انہیں سرغنہ قرار دے کر معزول کر کے بنارس بھیج دیا گیا۔

گما جو دامن گلچیں میں گل ڈرو کے کہا کہ میری جان کا دشمن تھا رنگ و بومیرا بنارس پہنچ کر نواب محمد علی خاں نے اپنی تمام توجہ تصنیفی و تالیفی کاموں کی جانب پھیر دی۔ ٹونک سے رخصت ہوتے وقت وہ اپنے تمام ہندو، علماء اور ذخیرہ کتب کو اپنے ساتھ بنارس لے گئے۔ وہاں آپ نے اصلاح کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔

جب آپ بنارس پہنچے تو چیدہ چیدہ کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے ساتھ تھا جس میں آٹھ دن ٹی ٹی اور نادرونیاب کتابوں کا اضافہ فرماتے رہے۔ اس طرح مختلف علوم و فنون کی انہیں اور نادرو

قلمی کتابوں کا ایک شیش بہا خزانہ آپ کے کتب خانہ میں جمع ہو گیا۔

بنارس میں کتب خانہ کی نگرانی جن حضرات کے سپرد تھی۔ ان میں محمد امین خلیف فتح اللہ خاں ملیح آبادی، منشی ظہور اللہ خاں، منشی احمد زماں خاں نصیر آبادی، منشی سید محمد صدیق اور مولوی عبد الکریم خاں صاحب ٹونکی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

مولوی عبد الکریم خاں صاحب کتب خانہ کی نظامت کے عہدے پر فائز تھے اور اس سے قبل وزیر الدواں بہادر کے کتب خانہ قلعہ معلیٰ کی بھی نگرانی فرما چکے تھے۔

منشی محمد صدیق کی نگرانی میں کتابوں کی فہرستیں تیار ہوتی تھیں اور سلیقے سے فن و آرتھریب دیا جاتا تھا۔ ایک جماعت نادر و کمیاب کتب کی نقلیں کرنے کے لئے متعین تھی۔

نواب محمد علی خاں معزولی کے بعد تیس سال تک حیات رہے ۱۸۹۵ء میں بنارس ہی میں انتقال کیا۔ قادریہ ٹیچنگ ہائی اسکول میں مولوی سید اصغر علی آبرو لکھتے ہیں

” حضور منفور (محمد علی خاں) کا تیس سال تک بنارس میں قیام رہا۔ اس قیام

کی مدت میں بڑے بڑے کام رفاہ عام و ارفاع عوام جاری فرمائے ایک عالیشان مسجد ساٹھ ہزار روپے کی لاگت سے جو انجمن مدرسہ علوم اسلامیہ کی بنا ڈالی بدین لائق و فائق معقول،

تجوہ کے ملازم رکھے۔ طلبہ کے وظائف مقرر فرمائے شبانہ روز علماء کی صحبت، اہل علم سے رغبت

کتب دینیہ کا شوق، قال اللہ، قال رسول کا ذوق پیرامون خاطر عاظر تھا۔ اکثر عمدہ عمدہ

کتب دینیہ مفید عام تصنیف فرمائیں اور ہزار ہا روپے کے صرف سے چھپوائیں۔ اور نفع منجھول

ٹوٹے بیٹی غراب، طلباء اور ہر ایک اہل طلب کو مفت تقسیم کیں“ (ص ۲۶۹)

یہیں الدولہ کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ بنارس سے ٹونک منتقل ہوا اور بطور ترکہ صاحبزادہ

عبد الرحیم خاں کو ملا، صاحبزادہ صاحب یحییٰ الدولہ کے نمبر سے فرزند تھے۔ اور ایک عرصہ سے اپنے پدربزرگ کو

کے سائے میں بنارس ہی میں اقامت گزیر رہے تھے۔ یہ بھی علم دوست اور علم و فن کے قدر داں تھے آپ نے اپنی وہ عالی شان کوٹھی جو بازار علی گنج میں ہے کتب خانے کیلئے مخصوص کر دی اور مطالعہ کرنے والوں کے لئے خاص انتظام کیا تھا جو عملہ بنارس میں کتب خانہ پر مقرر تھا۔ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں اس کو بھی کتب خانہ کے ساتھ ٹونک لے آئے تھے اور ان کی خواہش اپنی جیب خاص سے ادا کرتے تھے۔

صاحبزادہ صاحب نے بھی اپنے ذاتی شوق سے اس کتب خانہ میں کافی کتابوں کا اضافہ کیا دیوان مولوی شمس الدین صاحب (جن کا محلہ کالی پلین میں گھیر مشہور ہے) عربی فارسی کے جید عالم تھے۔ اور ٹونک کے عائدین و اراکین سلطنت میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے پاس کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا جو ایک مستقل کتب خانہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

اس کتب خانہ میں بھی مختلف فنون کی کتابیں تھیں جن میں نواد بھی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ بھی پین الدولہ کے کتب خانہ میں شامل کر دیا گیا۔

بعض واقف کار حضرات کا بیان ہے کہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں نے دیوان جی کا کتب خانہ خرید لیا تھا۔ اور بعض لوگ اس کی تردید کرتے ہیں۔ بہر حال شمولیت کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ یہ امر واقعہ ہے کہ وہ کتب خانہ بھی اس میں شامل ہوا۔

ایک اور کتب خانہ جو مولوی عبدالحق صاحب ٹونکی کا ذاتی تھا۔ ان کی وفات کے بعد اسی کتب خانہ میں وقت کر دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں ٹونک کی راجستھان میں شمولیت کے بعد جب یہاں کا محکمہ شریعت ختم کیا گیا۔ تو اس کا کتب خانہ بھی جس میں زیادہ تر فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابیں تھیں حکومت راجستھان نے اسی کتب خانہ میں منتقل کر دیا۔ اسی طرح یہ کتب خانہ کئی کتب خانوں کا جامع ہو گیا۔

صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کی وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی ان کی وفات کے پورے کتب خانہ

جو اس وقت عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ کے نام سے مشہور تھا۔ ان کے فرزندوں صاحبزادہ عبدالسمیع خاں اور صاحبزادہ مولوی عبدالمنعم خاں کی ملک میں منتقل ہو گیا۔ اور صاحبزادہ عبدالسمیع خاں اس کی نگرانی و سرپرستی فرماتے رہے۔

کچھ عرصہ بعد صاحبزادہ عبدالسمیع خاں نے رحلت کی تو صاحبزادہ عبدالمنعم خاں اور صاحبزادہ عبدالسمیع خاں کے فرزند عبدالصبر خاں کے درمیان کتب خانہ کے سلسلہ میں نزاع ہو گیا۔ رفع نزاع کے لیے چوتھے فرماں روائے نواب محمدابراہیم علی خاں بہادر نے اس کی نگرانی اور انتظام صاحبزادہ محمد اسحاق خاں بہادر ممبر کونسل ریاست کے سپرد کر دیا جو صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے بھائی بھی تھے۔

صاحبزادہ محمد اسحاق خاں بہادر نے اس نزاع کو دور کرنے کے لیے تجویز پیش کی کہ کتب خانہ کو چھ بھتیجوں میں تقسیم کر دیا جائے لیکن صاحبزادہ عبدالمنعم خاں نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ اور کتب خانہ پر بدستور ممبر صاحب کونسل کا انتظام بحال رہا یہاں تک کہ نواب محمد ابراہیم علی خاں خلد اشیاں ہو گئے۔ اور ۱۹۳۰ء میں ان کے فرزند نواب سعادت علی خاں مسند ریاست پر متمکن ہوئے۔ نواب سعادت علی خاں نے اپنے بھائی نواب محمد علی خاں کی صحبت میں بنارس میں اکتساب علوم کیا تھا۔ والی ریاست ہونے کے بعد بھی ان کا یہ علمی ذوق باقی رہا اور قیام بنارس ہی سے اس کتب خانہ کے حصول کی فکر میں تھے۔

اسے حسن اتفاق کیسے کہ ایک مرتبہ نواب صاحب کو کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت پیش آئی کتب خانہ سے اس کتاب کے آنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی اس دشواری کو محسوس کر کے نواب صاحب نے اس کتب خانے کو کٹھی صاحبزادہ عبدالرحیم خاں سے باغ عرب صاحب کی کٹھی میں ۱۹۳۰ء میں منتقل فرما دیا۔ اور اس کی نگرانی تو شہ خانہ خاص کے سپرد فرمادی۔ اور بہتم نوشتہ خانہ مرزا محمد بیگ صاحب مرحوم کو اس

کتب خانے کا ناظم مقرر فرمایا اور کتب خانے کے عملہ کی تنخواہیں تو شہ فائز سرکاری کے بجٹ سے دیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

اس وقت اس کتب خانہ میں منشی رحمت اللہ خاں اور منشی نحر الزماں خاں بحیثیت کارکن کام کر رہے تھے۔ تقریباً اٹھ سال یہ کتب خانہ عرب صاحب کی کوٹھی میں رہا لیکن چونکہ یہ عمارت شہر سے دو پڑتی تھی، مطالعہ کرنے والوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی تھی اور وہ جگہ بھی کچھ ویران سی تھی۔ اس لئے نواب سعادت علی خاں مرحوم کے حکم سے ٹونک کی عالی شان کوٹھی ”نا تمام“ میں منتقل ہو گیا۔ یہ کوٹھی ہر بائیس سو پینس نذر بان سے متصل تال کوٹروہ پر نواب ابو الہیہم علی خاں بہادر کی تعمیر کردہ ہے۔ نواب صاحب موصوف ٹونک میں تعمیر کے باب میں اپنے وقت کے شاہجہاں تھے۔ ٹونک کی اکثر قابل دید عمارتیں ان ہی کی تعمیر کردہ ہیں۔

۱۹۲۶ء میں نواب سعادت علی خاں نے اس کتب خانہ کو کتب خانہ سعید بنیہ

کے نام سے ریاست کو دے دیا۔ اور اس کا تعلق محکمہ تعلیمات ریاست سے کر دیا۔

محکمہ تعلیمات نے اس کی ترقی و توسیع کے لئے اپنے بجٹ میں ایک خاص رقم منظور کی اور صاحبزادہ

عبد العظیم صاحب بنی۔ لے۔ ایل۔ ایل۔ بی کو لائبریرین کے عہدہ پر فائز کیا۔ اور اس کو عمل میں بھی اہم ذمہ داریاں

صاحبزادہ عبد العظیم خاں صاحب نے اپنے زمانہ میں کتب خانہ کی جدید ترتیب کا کام شروع کیا اور اپنے

سوان کے طور پر مولانا محمد عمران خاں کی خدمات حاصل کیں اور بحیثیت نائب ناظم ان کا تقرر فرمایا۔

مولوی محمد عمران خاں ایک جوان صالح اور عالم دین ہیں آپ نے اپنے ذاتی شوق اور علمی ذوق

کی بنا پر بڑی محنت اور جانفشانی سے اس نایاب اور انمول علمی ذخیرہ کو جو امتداد زمانہ سے کس پیرسی کے عالم

میں پڑا تھا۔ بڑی حسن و خوبی سے آراستہ کیا۔ کئی فہرستیں تیار کیں۔ کتابوں پر از سر نو نمبر اندازی کی۔ اور فن دار

ان کی جدید تنظیم کی۔ ہر فن کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کیں۔ مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب کے علیحدہ فہرستیں قائم

کے قلمی نوادروں مخطوطات کی خود وضاحتی فہرستیں ترتیب دیں جن میں کتاب کے نام کے ساتھ ساتھ مصنف کا نام، اس کے مختصر حالات، کتاب کا موضوع، سن کتابت، اور اس کی اہمیت، غرض کہ جملہ ضروری معلومات درج کیں۔

۱۹۵۶ء میں جب ناتمام کوٹھی میں گورنمنٹ انسٹرکٹج قائم کر دیا گیا تو پھر اس غریب کتب خانہ کو محل بدرہونا پڑا اور وہاں سے صاحبزادہ محمد حیات خاں کی حویلی (دارن علی گنج) میں منتقل کیا گیا۔ لیکن یہاں بھی اسے قرار و قیام نصیب نہ ہوا۔ اور ابھی ایک سال اور کچھ ماہ ہی گزراے مجھے کہ جولائی ۱۹۵۷ء میں یہاں سے بھی رخت سفر باندھنا پڑا۔ اور وہ بازار علی گنج کی زونیر اسمعیل بلڈنگ میں پہنچ گیا۔ اب دیکھئے یہاں کب تک رہتا ہے۔ یہ جگہ وسط شہر میں ہے۔ اور بہت ہی مناسب ہے اگرچہ دسمت اور گٹ ادگی کے لحاظ سے کتب خانہ کے لئے بہت ہی ناکافی ہے۔

تشکیل راجستھان کے بعد اس کتب خانہ کا تعلق محکمہ تعلیمات راجستھان سے ہو گیا ہے۔ صاحبزادہ شوکت علی خاں ایم اے لائبریرین کے عہدہ پر فائز ہیں جن کی وجہ سے کتب خانہ میں شان و شوکت کی ایک نئی بہارا لگئی ہے۔

محکمہ تعلیمات راجستھان نے کتب خانہ کے ساتھ ایک ریڈنگ روم کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ روزانہ اخبار اور ماہانہ رسائل جاری ہیں جن میں زیادہ تعداد ہندی رسائل و اخبارات کی ہے۔

جنوری ۱۹۵۲ء میں نادر مخطوطات کی تحقیقات کے سلسلہ میں مصری علامہ کا ایک وفد حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی نشان دہی پر ٹونک آیا تھا۔ اس وفد نے چار روز تک اس کتب خانہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور تقریباً تیس سو کتابیں دیکھیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل اکیس مخطوطات کا (جو اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے نایاب تھے) عکس لیا تھا۔

۱۔ ٹونک میں انسٹرکٹج ۱۹۵۶ء میں بنا تھا۔ لیکن کتب خانہ ۱۹۵۷ء میں یہاں سے منتقل کیا گیا تھا۔

۱۔ تلیقہ مفہوم الاثر (اسرار الرجال)

یہ نسخہ مصنف کے زمانہ سے قریب کا لکھا ہوا ہے۔ قدیم نسخہ ہے اول صفحہ پر طلاکاری ہے
یہ نسخہ مختلف شاہی کتب خانوں میں رہ چکا ہے۔

۲۔ فہرست ابن ندیم قلی (تاریخ علوم)

یہ نسخہ ناقص ہے اور آٹھویں یا نویں صدی کا مکتوبہ ہے تاریخ مکتوبات درج نہیں ہے۔

حضرت ابن عبد البر جو کہ کبھی ابو ہری کے پوتے ہیں، کاتب ہیں

۳۔ فہرست مؤلفات سیوطی (فہرست)

۴۔ مرآة الجنان وعبدة اليقظان (")

۵۔ عنریبین (لغت)

۶۔ قواعد المطالعہ (ادب عربی)

یہ نسخہ قدیم ہے اور غالباً اب تک طبع نہیں ہوا ہے۔

۷۔ شرح الحماس للخطیب تبریزی (ادب)

چھٹی یا ساتویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب چھپ چکی ہے مگر یہ نسخہ قدیم اور نادر ہے۔

۸۔ شمس العلوم (لغت)

یہ نسخہ اگرچہ طبع ہو چکا ہے مگر یہ نسخہ نہایت صحیح، نادر اور قیمتی ہے آٹھویں صدی کا لکھا ہوا

ہے۔ اس کا ایک نسخہ مصر میں ہے جو مصنف کے بیٹے کے پاس رہا ہے۔

۹۔ ذخیرۃ الکرام (سیر)

یہ نسخہ مختلف خطوں کا لکھا ہوا ہے

۱۰۔ فتاویٰ الاوتار (اصول فقہ)

اس کتاب کا دواجنسہ استنبول میں ہے۔ اصول فقہ کی نہایت معتبر کتاب ہے۔

۱۱۔ مصنف عبدالرزاق

اگرچہ یہ نسخہ قریب زمانہ کا مکتوب ہے مگر اس وجہ سے نادر ہے کہ اس کے صرف دو نسخے اور ہیں ایک استنبول کے کتب خانہ میں اور دوسرا مکتبہ شریف میں۔ یہ نسخہ مکہ شریف سے نقل گرایا گیا ہے۔

اس نسخہ کے بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانی اپنی کتاب "نظام تعلیم و تربیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو ریاست ٹونک کے ایک امیر مرحوم عبدالرحیم خاں۔ کہ کتب خانہ میں مصنف عبدالرزاق (متن حدیث کی نادر مغنہ کتاب) کے ایک نسخہ کی نقل سزب سے خرید کر آئی تھی اس وقت کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ عرب میں مصنف کا جو نسخہ ملا تھا وہ شاہ ولی اللہ صاحب ہی کے کتب خانے سے منتقل ہو کر عرب پہنچا تھا غالباً شاہ صاحب کی مہربا دوسری علامات اس پر موجود تھیں،

(ص ۳۳)

(دعظ)

۱۲۔ حاوی الامام

یہ نسخہ مصنف کے زمانہ قریب کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں نسخہ بعلم میں لکھا گیا ہے۔ اول

واخر صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے

(طبقات و تراجم)

۱۳۔ وفيات الاعيان

یہ کتاب کسی مزبہ چھپ چکی ہے مگر یہ نسخہ قدیم ہے اور مصنف سے ایک صدی بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اول صفحہ پر نواب

ذیرالدولہ اور محمد علی خاں کی مہربا ثبت ہے۔ محمد بن احمد بن ناصر بن سلیمان کاتب ہیں۔

(تفسیر)

۱۴۔ زان المسیر

یہ کتاب بھی مکہ شریف میں ہے۔ یہ نسخہ نہایت صحیح اور نادر ہے۔ مصنف سے تقریباً پچاس سال بعد

کالکھا ہوا ہے ابو الفرج عبدالرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی القزینی البکری البغدادی الفقیہ
الحنبلی الواعظ الملقب جمال الدین الحافظ دم ۵۵۰ھ کی تصنیف ہے یہ نسخہ ۶۵۶ھ میں کسی صاحب
کے پاس رہا ہے جن کا نام پڑھنے میں نہیں آتا۔ اول صفحہ طلافی کام سے آراستہ ہے۔

۱۵۔ تدخیص^۲ (تفسیر)

بہت قدیم نسخہ ہے مصنف کے زمانہ حیات کا لکھا ہوا ہے۔

۱۶۔ جامع ابن بیطار (طب)

نسخہ نہایت قدیم ہے

۱۷۔ ایجاز البیان لمعانی القرآن (تفسیر)

یہ نسخہ ہے تفسیر نجم الدین ابوالقاسم محمود بن ابی الحسن النیشاپوری القزوینی کی تصنیف ہے
مصنف نے یہ کتاب شہر خجند میں تصنیف فرمائی ہے۔ کتابت قدیم طرز کی ہے۔

۱۸۔ اذکار الصوفیاء (تصرف)

یہ نسخہ آٹھویں یا نویں صدی کا مکتوبہ ہے۔

۱۹۔ التنسیخ الیہانی والرحم الرحیانی تا ارشاد الی مہمات علم الاسناد

یہ سات رسالے ایک جلد میں مجلد ہیں اور اس میں مختلف علماء کی اجازتیں اور حالات ہیں

امام شوکانی کی بھی اجازت حدیث ہے

۲۰۔ تاریخ ابن حجر

۲۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث)

یہ نسخہ مختلف خطوں میں مکتوبے جہد ل، شکر فی آخر سے ناقص ہے اس وجہ سے نائب کا نام اور

انتساب درج نہیں ہے

یہ نسخہ ۱۵۵۰ھ میں تیار کیا گیا ہے تصنیف کے لیے ملا و نحو کتاب کے کتب خانوں اور اسناد

قائد و قد محمد رشاد عبدالمطلب نے کتب خانہ کے ریسرپر عربی زبان میں حسب ذیل تاثرات تحریر کئے ہیں

”میں ٹونک کا کتب خانہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس لئے کہ میں نے یہاں قلمی کتابیں اور نغیں

نادر سے پائے۔ اور کارکنان کتب خانہ نے بھی میری بہت مدد کی مجھے امید ہے کہ یہ کتب خانہ

اپنا اصلی مقام حاصل کرے گا اور قلمی کتابوں کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائے گی۔“

متذکرہ بالا نوادر و مخطوطات کے علاوہ اور بھی سینکڑوں نادر اور نایاب کتابیں ہیں ان میں

سے مشتمل نمونہ از خروارے چند مخطوطات کا اور تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ شرح شمائل

مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائینی دم ۹۲۳ھ

۲۔ الخیر الکثیر اور التفہیمات

شاہ ولی اللہ صاحب کے یہ دونوں رسالے ایک مجموعہ میں نہایت پاکیزہ خط میں لکھے ہوئے

ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں چھپ چکے ہیں لیکن حضرت شاہ صاحب کے پہلے مسودے سے منقول ہونے کے باعث

چھپ جانے کے باوجود ان کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت ہے

مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت ہے۔

و تفہیمات حضرت قدوة العلماء مولوی شاہ ولی اللہ صاحب منقول از مسودہ اولی قلمی خط فارسی کا غنہ سفید، در

کتب خانہ بین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر دام اقبالہ والی ٹونک ۱۲۹۰ھ داخل گردید۔“

اس عبارت کے ذیل ہیں دو مہرں ثبت ہیں ایک مہر محمد علی خاں کی دوسری وزیر الملک کی

۳۔ کثیر الفوائد فی تصدیح و توضیح امثال لقرآن

اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ امثال لقرآن کے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے

چھوٹی تفصیل کے ۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۲۰ سن تصنیف ہے۔

۳۔ حاشیہ مشکوٰۃ (عربی)

مصنف کا نام عطاء اللہ بن فضل شیرازی نیشاپوری المعروف جمال حسنی ہے۔ یہ نسخہ بخط عربی خوشخط ہے۔ اول صفحہ مطلقاً اور جدول آسمانی ہے۔

۵۔ لمعات التنقیح علی مشکوٰۃ المصابیح

لشیخ عبدالحق حنفی المحدث الدہلوی (دم ۱۲۵۲ھ)۔ یہ نسخہ قدیم الخط دو ضخیم جلدوں میں ہے پہلی جلد نہایت خوشخط خفیف سی کرم خوردہ، جلد دوم باوامی جدول شکرگنی درسیا ہے۔
پہلے ورق کے صفحہ پر یہ عبارت ہے

عاجی عبداللہ غنیفہ شیخ عبدالرزاق بن شیخ امام الدین قادری۔ اور یہ مہر ثبت ہے شیخ عبدالقادر

۶۔ لباب الاصول فی اصول الحدیث

یہ عربی میں اصول حدیث میں مختصر رسالہ ہے

۷۔ اسئلہ الفقہ القرائن

یہ کتاب محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی (دم ۶۶۷ھ) کی تصنیف ہے۔

۸۔ غریب القرآن المسہمی بہ نزهت الخاطروس والناظر

للایام اللئوی فخر الدین محمد بن علی الجبلی الطرکمی۔ یہ نسخہ بھی نہایت قدیم الخط ہے۔

۹۔ مجموعہ رسائل حجۃ الاسلام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما

۱۰۔ طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح

یہ علامہ حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی (دم ۳۳۳ھ) کی نہایت معتبر تصنیف ہے۔ کتابت نہایت اعلیٰ ہے



سید منظور الحسن برصکافی

اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ ٹونک اور ایرانی فارسی ریسرچ ڈائریکٹوریٹ

یہ ایک سب سے کہانی ہے اور صبر آزما لیکن دلچسپ شہریں داستان۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ علوم عربی و فارسی کے محققین و طالبین کا ایک عظیم مہم سطاہر حکومت راجستھان نے فرانخولی کے ساتھ منظور کر لیا۔ اور ٹونک کے اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو بلا شرکت غیر ایک آزاد ادارہ اختیار عربی فارسی ریسرچ ڈائریکٹوریٹ بنا کر علوم عربی و فارسی کے تحفظ و ترقی کے اسباب فراہم کر دیے۔

حکومت راجستھان کے اس تاریخی کارنامہ اور مستحسن اقدام کو نہ صرف راجستھان کے علمی حلقوں نے سراہا ہے بلکہ عربی و فارسی کی پوری برادری نے قدر و ستائش کی نظر سے دیکھا ہے۔ اردو، ہندی اور انگریزی اخبارات میں اس کے قیام کی خبریں جب سے شائع ہوئی ہیں ملک کے اہل علم اور ارباب دانش کی طرف سے تعریف و توصیف کی جا رہی ہے۔ اور اس عمل کو حکومت کی وسیع النظری اور علم دوستی سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ پھر یہ کہ اس ادارہ کے قیام کے لئے حکومت کا ٹونک ہی کو منتخب کرنا نہ صرف ایک صحیح فیصلہ قرار دیا جا رہا ہے۔ بلکہ "حق بہ عقدا رسید" کا مصداق تسلیم کیا جا رہا ہے۔

ٹونک کو ہمیشہ سے عربی و فارسی علوم سے ایک خاص تعلق اور مناسبت رہی ہے اور آج بھی یہاں عربی فارسی تعلیم کے باقاعدہ مدارس و مکاتب قائم ہیں اور ایسے افراد بھی بکثرت ہیں جنہیں عربی فارسی علوم میں در

و بھارت حاصل ہے وہ دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے ریسرچ اسکالرز کی تفہیم و ترجمہ میں پوری پوری مدد کر سکتے ہیں۔ یہاں کے ادبی ماحول اور علمی فضا سے وہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں کی پرسکون، شعور و ہنگاموں سے دور، فضا مطالعے کے لئے اور خاص طور پر تحقیقی و علمی کام کرنے کے لئے بڑی ہی سازگار فضا ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہاں ایسے ذاتی اور نجی کتب خانوں کی آج بھی کثرت ہے جن میں حوالہ جاتی مواد اور معلوماتی میٹرز اسکالرز کو کافی مل سکتا ہے۔ نیز ایسے ٹھکانے بھی ہیں جن میں بہت سادہ سناو بڑی اور تاریخی ریکارڈ موجود محفوظ ہے۔

یہاں کے دفاتر میں ریاستی دور کے قدیم ریکارڈیں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں فارسی تحریریں احکامات قوانین، دستاویزات اور شاہی و نوابی فراہم کی ایسی نقول پائی جاتی ہیں جو تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے بڑا مفید اور اہم مواد فراہم کرتی ہیں۔

خود یہ ادارہ، یہ کتب خانہ، یہ انسٹیٹیوٹ جو اب صریح فارسی ریسرچ ڈائریکٹریٹ بن چکا ہے اپنے نادرا وجود ذخیرہ کتب کے لحاظ سے دنیا کے مشہور ترین اور تاریخی اہمیت سے حامل ذخیرہ کتب میں سے ایک ہے۔ ۲۱۶ سال سے حکومت، اجتماع کے محکمہ تعلیم سے وابستہ ہے

یہ نادرا وجود کتب خانہ اور یہ انمول مخطوطات کا ذخیرہ دراصل دایان ٹونک کی کا جج کردہ ہے آج سے پورے ایک سو سال پہلے پارسٹ ٹونک کے نمبرے عکراں نواب محمد علی خاں صاحب نے اپنے ذوق علمی کی بدولت زر کثیر صرف کر کے اس سربراہی علمی کو جمع کیا تھا جس میں بعد کے آنے والے عکراں افسانہ کرتے رہے۔ اس وقت اس کتب خانہ میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں مطبوعہ کتابیں بھی تھیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں حکومت راجستان نے دفعوں میں تقسیم کر کے مطبوعات کے ذخیرے کو اس سے الگ کر دیا۔ وہ مطبوعہ ذخیرہ آج سعید یہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک میں محفوظ ہے اور اباب

علم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

اس قلمی ذخیرے اور انسٹی ٹیوٹ کا تعلق وزارت تعلیم حکومت راجستھان نے جو دھپور میں قائم شدہ اور نیشنل بک سرج انسٹی ٹیوٹ سے کر دیا۔ اور یہ اس وقت سے ۴ دسمبر ۱۹۶۵ء تک سی کی ایک شاخ کی حیثیت اختیار کئے رہا۔ اور اس میں کوئی خاص قابل ذکر ترقی نہیں ہوئی۔ صرف ایک افسرانچارج ایک چوکی دار اور ایک چیراسی اس اہم اور قیمتی ادارے کا اسٹاف تھا۔

البتہ پچھلے تین سال سے اہل علم اور ارباب دانش کے پیچ اور سلسل مطالبہ پر حکومت (کانگریس) نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اس کی جانب توجہ کرنی شروع کی تھی

سابقہ حکومت راجستھان کے وزیر تعلیم جناب سید فاروق حسن صاحب کو جب ٹونک اور راجستھان کے ارباب علم نے اس ادارے سے متعارف اور اس کی اہمیت و افادیت سے واقف کرایا تو انہوں نے نہ صرف اہل علم کے مطالبے پر سنجیدگی اور ہمدردی سے غور کیا بلکہ وہ عملی طور پر بھی اس کے تحفظ و ترقی کی جانب مائل ہوئے۔

سب سے پہلے انہوں نے اس کو دوست دینے اور اس کے ذخیرہ کتب میں اضافہ کرنے کے لئے راجستھان اور ہندوستان کے ارباب دانش کی تجویز پر راجستھان کے دوسرے شہروں جے پور، بھرت پور، اودھ پور، جھالاوار، اور الور میں تھوڑی تعداد میں قلمی مخطوطے کس میرسی اور خستہ ڈوبیکار حالت میں سرکاری لائبریریوں میں پڑے ہوئے تھے اور دیک اور کیڑوں کی غذا بن گئے تھے ان کو ٹونک کے اس ادارے میں منتقل کرایا تاکہ اس انمول ثناء و ذخیرہ کتب سے بھی جوان شہروں میں رڈی کی حالت میں پڑا ہوا ہے، ارباب علم و تحقیق فائدہ اٹھا سکیں۔ اس طرح اس کو پورے صوبے میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے۔

حکومت راجستھان کے حکم سے یہ عظیم اور اہم کام تو چند ماہ کے عرصہ میں انجام پالیا کہ وہ تمام مخطوطات جو راجستھان کے مختلف شہروں کی سرکاری لائبریریوں میں بکھرے پڑے تھے۔ یک جا ہو گئے۔ لیکن سابقہ

ذخیرہ کتب اور اس نوادرد ذخیرے کی شیرازہ بندی، ان کی حفاظت اور ان کی تہذیب و ترتیب کے
 سائنسی فنک ذرائع، ان کے افادہ کو عام کرنے اور سپرچ اسکالرس کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ
 ایک اہم مسئلہ بنا رہا۔ کیونکہ جس صوبائی شعبے یعنی اوسٹریل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ وجود پورے اس
 کا تعلق تھا۔ اس کے قیام کا مقصد اگرچہ مشرقی زبانوں اور علوم و فنون کی ترقی و حفاظت ہی تھا۔ اور اردو و فارسی
 اور عربی مشرقی زبانیں ہی ہیں لیکن اس کا عمل اس کے اعلیٰ آفیسر اور اس کے ذمہ دار کارکن عربی فارسی زبانوں
 سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے اس سرمایہ علمی کی قدر و اہمیت اور افادیت سے ناواقف تھے۔ اور
 ان کی تمام تر توجہ سنسکرت اور ہندی زبانوں کے تحفظ و ترقی اور اس کی توسیع و اشاعت میں ہی مرکوز
 ہو رہی تھی

پھر یہ کہ ٹونک اور جودھپور کا فاصلہ بھی اس کی ترقی میں مائل تھا۔ اور یہ گمنامی کی
 زندگی گزار رہا تھا۔

نظر بحالات ارباب علم اور اصحاب دانش نے وزارت تعلیم حکومت ہند کو انسی تجاویز اور نوادرد کے ذریعہ
 اس کی طرف توجہ دلائی۔ اور مخرم فاروق حسن صاحب نے سرکاری طور پر اس وقت کے وزیر تعلیم محترم جناب
 پروفیسر نوس الحسن صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ ٹونک تشریف لاکر اس عزیز لوجہ
 اور نوادرد ذخیرہ کتب کو بحشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ اور اس کی حفاظت و ترقی کے لئے نہ صرف اپنے گراں
 قدر مشوروں سے مستفید فرمائیں بلکہ سرکاری سطح پر اس کی بقا اور ترقی کے سلسلے میں کوئی مؤثر عملی
 قدم بھی اٹھائیں۔

مخرم نوس الحسن صاحب نے جو خود بھی ایک ماہر تعلیم اور صاحبِ نقد و تحقیق مصنف
 ہیں۔ اور ایسے علمی اداروں کے غنظ اور ترقی کے خواہاں! بخوشی وزیر تعلیم راجستھان کی درخواست منظور
 کی۔ اور فروری ۱۹۶۶ء میں ٹونک تشریف لاکر اس اہم اور اہماتوں ادارہ کے ذخیرہ کتب کو

ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کی تاریخی و علمی اہمیت، ہندرت اور قدامت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کتب خانے کو "رضالائبریری رامپور" سے سالانہ جنگ میونیم حیدر آباد اور خدابخش لائبریری پٹنہ کے مماثل قرار دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس کے تحفظ و ترقی کی جانب صوبائی حکومت کو پر زور الفاظ میں ہدایت کی اور توجہ دلائی۔ نیز اس ادارہ کے افسرانچارج جناب صاحبزادہ شوکت علی صاحب کی صلاحیت، سلیقہ اور باوجود نامساعد حالات اور عدم وسائل کے برائے نام اسٹاف ہی سے اس کو خوش اسلوبی سے مرتب کرنے اور منظم رکھنے کی بڑے حوصلہ افزانہ انداز میں تشریف و تحسین کی اور مرکزی حکومت کی طرف سے ہر ممکن امداد کا وعدہ بھی فرمایا۔

یہ امر واقع ہے کہ جنور الحسن صاحب کی تشریف آوری اور توجہ فرمائی سے اس کتب خانے کے دلزدہ دور ہوئے۔ اس کی قسمت کا ستارہ چمکا اور یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔

صوبائی حکومت کو بھی اب اس کی اہمیت کا احساس ہوا۔ اس کے اسٹاف میں اس نے فوری طور پر ایک سرورس انوار النساء رنادرہ کا اضافہ کیا۔ اور اس کے افسرانچارج کو اس کی بے لوث، مخلصانہ خدمات کے صلہ میں ترقی دے کر سینیئر پریزیوشن اینڈ پبلیکیشن اسٹنٹ بنا دیا

جنور الحسن صاحب نے ایف اے و عہدہ نے طور پر اس ذخیرہ کتب کے انگریزی زبان میں کیٹلاگ کے لئے ۲۵ ہزار کا ایک پروجیکٹ - آئی سی - ایچ آر سے منظور کرتے ہوئے اس کتب خانے کے سینیئر پریزیوشن اینڈ پبلیکیشن اسٹنٹ جناب صاحبزادہ شوکت علی صاحب کی دلچسپی اور اعلیٰ صلاحیت کی قدر فرماتے ہوئے ان کو اس پروجیکٹ کا ڈائریکٹر مقرر فرمایا۔

اس کے ساتھ ہی اس کتب خانے کے شکستہ دستہ نامہ خطوط کی سائنسی ناک طریقے

پیشیرازہ بندی اور بلڈ سازی کے لئے فوری طور پر چالیس ہزار کی رقم مرکزی بجٹ سے فی الوقت منظور کرانی نیز اس ادارے کی تاریخی اور علمی کتابوں تحقیقی کام کرنے اور انہیں ایڈٹ کرنے کے لئے تین اسکالرشپ این ایس ڈی سے منظور کرائے۔

چنانچہ مولانا حکیم سید محمد احمد صاحب عربی کی ایک نایاب تفسیر 'ایجاز البیان' پر مولانا سید قاضی الاسلام صاحب، ٹورنٹو کی فارسی تاریخ ہفتہ سالہ امیر، و بست سالہ وزیر پر اور راقم الحروف سید منظور الحسن برکاتی، سلیم شہرو کی منظوم فارسی سوانح حیات پر کام کر رہے ہیں۔

ادھر مقامی ایڈمنسٹریشن میں۔ اسے حسن اتفاق کہیے یا اس ادارے کی خوش قسمتی کہ بیکے بھر دیگرے جو بھی کلکڑائے۔ وہ جوان العمر، بیدار مغز، وسیع النظر، مدبر اور فرانج دل ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست، علمی اداروں کی قدر کرنے والے اور ان کی ترقی و تحفظ کا جذبہ خیر کھنڈے والے آئے پر پرورشی ٹھاکر، اشوک کار پانڈے، کنھیالال کوچر، حمکی ایس کار اور اسی بنو سنگھ جی،

ان سب ہی حضرات نے اس کتاب خانہ اور اس دانش گاہ کے تحفظ و ترقی سے بڑی دلچسپی لی اور حکومت اجسٹھان کو اس کی افادیت اور اہمیت سے متعارف کرایا اور اس کی ترقی و توسیع کے سلسلے میں مختلف اور متحدہ اسکیمیں بنا کر بھیجیں۔ اور بنایا کہ اس ادارے سے نہ صرف ہندوستان ہی کے ریسرچ اسکالرز اور علمی و تحقیقی حلقہ استفادہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ کثیر تعداد میں ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے اسکالرز بھی مستفید ہو رہے ہیں۔

اگر اس ادارے کو ترقی دی گئی اور اسکالرز کے لئے مطلوبہ سہولیات فراہم کی گئیں تو یہ ادارہ نہ صرف حکومت راجسٹھان بلکہ ہندوستان کے لئے نام آوری کا باعث بنے گا۔ اور مہرو ایمان اور عرب ممالک سے ہندوستان کے روابط اور تعلقات میں اضافہ کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہوگا۔

سے اہم اور پوشیدہ گوشے منظر عام پر آئیں گے

دنیا اس اسباب ہے۔ اور ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے نیز لکل عمل رجال

قدرت کو جس سے جو کام لینا ہوتا ہے اسی کو وہ برسر اقتدار لے آتی ہے۔

اسی درمیان مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں انقلاب آیا۔ اور ملک کے نظام حکومت کی باگ ڈور

کانگریس کے ہاتھ سے نکل کر جنتا پارٹی کے ہاتھوں میں آئی۔

حالات کے انقلاب نے کچھ دنوں کے لئے اس ادارے کی ترقی میں رکاوٹ ڈال دی لیکن ارباب

دانش، علم دوست اور اس ادارے سے تعلق رکھنے والے ایک لمحہ کیلئے غافل نہ بیٹھے اور برابر اپنی جدو

جہد میں لگے رہے۔

نئی حکومت کو بھی اس قومی سرمایے کی اہمیت اور افادیت سے متعارف کرایا اور ساتھ

ہی اپنے ان مطالبات کو بھی پیش کیا جو وہ ایک عرصے سے بقیہ حکومت سے کرتے چلے آ رہے

تھے۔ اور جو سابقہ حکومت کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کے باعث اب تک پایہ تکمیل کو نہیں

پہنچے تھے۔

صوبائی حکومت کے وزیر اعلیٰ شری بھیردو سنگھ شیخاوت، شری جی ٹکے، بھانوٹ جی چیف

سکرٹری راجستھان اور ایجوکیشن سنٹر جناب بھنور لال جی شرما اور دوسرے ذمہ داران حکومت کو میمورنڈم

ارسال کئے۔ وہ فوری بھیجے، صحیح صورت حال سے واقف کیا اور مطالبہ کیا کہ اس ادارے کو ترقی دے کر

ایک آزاد صوبائی ادارہ بنا دیا جائے۔ یا پھر اسے مرکزی وزارت تعلیم کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ ٹونگو

کے اس قدیم کتب خانے کو سس سالہ امر جنگ میونسپلٹی میں حیدرآباد، خد اب بخش

لاٹھری پٹنہ اور رضالائبریری رامپور کی طرح اپنی شکل ادارہ بنا دے اور

اس کی ترقی کے لئے اس کی ضروریات کے مطابق بجٹ منظور کرے۔

دوسری طرف نئی مرکزی حکومت کے نئے وزیر تعلیم ڈاکٹر پی سی چندر دہو ایک علم دوست اور ماہر تعلیم شخصیت کے مالک ہیں، ان کی خدمت میں بھی مہمورنہم ارسال کئے اور اس قومی اہمیت کے مالک ذخیرہ کتب کی اہمیت اور افادیت سے متعارف کراتے ہوئے انھیں ٹونک آنے اور اس علمی سرمائے کو ملاحظہ فرمانے کی دعوت دی اس سلسلہ میں ٹونک اور دوسرے مقامات کے ارباب علم پر مشتمل ایک وفد بھی ان کی خدمت میں پہنچا اور یہ اصرار دعوت دی۔

وزیر تعلیم نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے ذوقِ علمی اور اس ادارے کی اہمیت کے پیش نظر وفد کی معروضات کو بڑی توجہ سے سنا اور وفد کی درخواست کو بڑی فراخ دلی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ ۵ مارچ ۱۹۶۸ء کو ڈاکٹر چندر صاحب ٹونک تشریف لائے اور اس نادرا لوجود ذخیرہ کتب کو ملاحظہ فرمایا۔

یہاں اس وقت محترم وزیر تعلیم کے اعزاز میں ادارے کو خصوصیت سے آراستہ کیا گیا تھا اور اس کے اہم، نادرا، مطلقاً اور بڑے تہہ بڑے مخطوطات کی نمائش سجائی گئی تھی جس کو دیکھنے کے بعد وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر پی سی چندر صاحب بہت متاثر ہوئے اور اس کی اہمیت کا احساس اور اسے ترقی دینے کا عزم لے کر واپس ہوئے۔

فوری طور پر وزیر تعلیم نے مرکزی وزارت تعلیم سے اس کے فرنیچر وغیرہ کے لئے پانچ ہزار روپے کی امداد ارسال فرمائی۔ اور دو اسکالر شپ منظور کئے۔

چنانچہ مولوی جمیل احمد صاحب امپورینا، مافارسی پر، اور مولوی صلاح الدین قمر مراد ات واردات فارسی پر کام کر رہے ہیں۔

مرکزی وزارت تعلیم نے صوبائی حکومت کو بھی اس ادارے کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ترقی کے بارے میں توجہ دلائی۔

چیف سکریٹری راجستھان جناب بھانوت صاحب چونکہ بڑے معاملہ فہم، عربی و فارسی زبانوں کی اہمیت و ضرورت اور اسلامی ممالک میں ان زبانوں کے علوم کی قدر و منزلت سے واقف تھے اور مسلمانوں کے مطالبات جائز حد تک پورے کرنے کے حق میں رہتے ہیں اس لئے انھوں نے خصوصی طور پر چیف منسٹر راجستھان جناب بھیروں سنگھ شیخاوت کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ اور پہلے مطالبات کی مقبولیت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اور ان دشواریوں اور مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے جو اس کی ترقی کے سلسلہ میں مانع ہو رہی تھیں، سفارش کی کہ ایک علیحدہ ڈائریکٹریٹ عربی فارسی کے لئے بنایا جانا ضروری اور مناسب ہے۔

چنانچہ چیف منسٹر راجستھان جناب بھیروں سنگھ شیخاوت نے اپنی کابینہ سے منظوری حاصل کر کے پہلے تو اس ڈائریکٹریٹ کے قیام کا اعلان فرمایا۔ اور اس کے بعد ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو علی طور پر عربی فارسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ راجستھان کے نام سے باضابطہ ڈائریکٹریٹ میں قائم کر دیا۔ اور اس کے آفیسر سینیئر پرنسپل ویشن پبلیکیشن اسٹنٹ جناب صاحب بڑاڈا شوکت علی صاحب کی قابلیت و صلاحیت اور ان کی دیرینہ خدمات کے پیش نظر انھیں اس کا پہلا ڈائریکٹر مقرر فرمایا۔

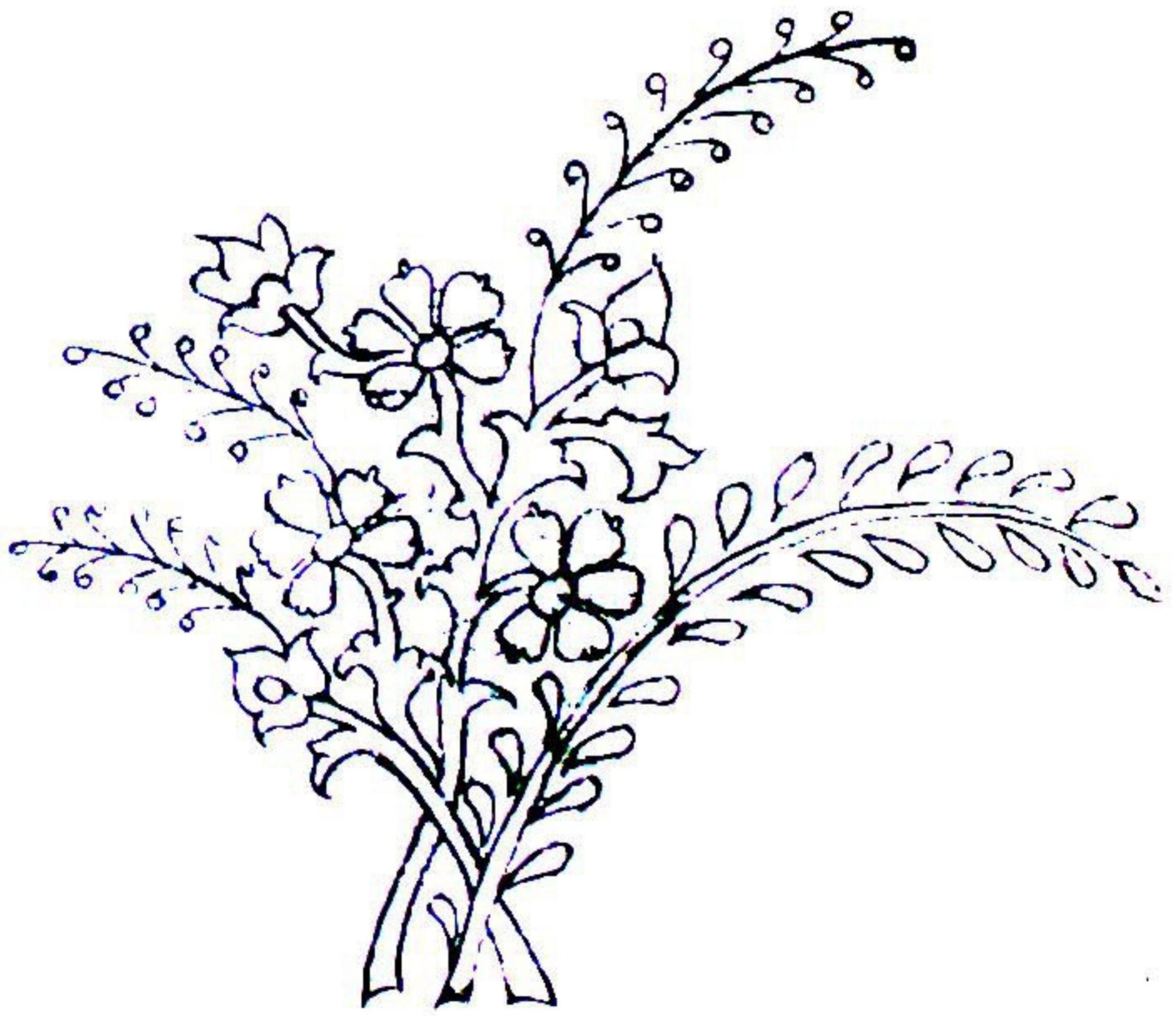
حکومت راجستھان کے اس اقدام علم پروری و اقلیت نوازی پر تمام علمی اور تحقیقی حلقوں کی مسرت کی ہر دوڑ گئی۔ اور ہر طرف سے مبارکباد کے تار حکومت کو ارسال کئے گئے۔

اس میں شک نہیں کہ ڈائریکٹریٹ کے قیام سے اس کتب خانہ کی تاریخ کا ایک نکل نیا باب شروع ہوا ہے۔ یا یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ایک نئی صبح صادق نمودار ہوئی ہے جس کی روشنی میں وہ منزل بمنزل آگے بڑھتا رہے گا۔ اور بالآخر ہماری قومی تہذیب و ثقافت کے لئے ایک حیات

بخش سرچشمہ ثابت ہوگا۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اس ادارے کی اپنی شایان شان ایک عمارت ہو اور حکومت اس ادارے کی ضروریات کے لحاظ سے اس کا معقول بجٹ منظور کرے، اس کے اسٹاف میں متعدد پوسٹوں کا اضافہ کرے عربی فارسی اور اردو، ہندی کے زبان داں لنگوئج اسٹنٹ مقرر کرے۔ مائیکروفلم اور زیراکس مشینوں کا انتظام کرے۔ اسکالرس کے قیام کے لئے "ہوسٹل" اور ان کے مطالعے وغیرہ کے لئے سہولتیں فراہم کرے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان تمام اہم امور کی تکمیل کی جانب توجہ کرے جو "ال انڈیا اساتذہ اردو جامعات ہند" کی "گھوڑیسار جٹا کانسرس" منقذہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان کے متعدد صوبوں، ضلعوں اور شہروں سے آئے ہوئے مندوبین نے اس ادارے کی ترقی کے لئے تجویز کئے ہیں

مذکورہ بالا تجویز کا پورا کا پورا متن صفحہ ۲۹۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔



صاحبزادہ سعید احمد صاحب ایم۔ اے (تادیخ وادد) ایف، ڈی، اے، پی

سی یاد دہل

صاحبزادوں کے کتب خانے اور ان کے نوادر

ریاست ٹونک ۱۸۱۷ء میں وجود میں آئی۔ راجستھان میں ضم ہونے تک سات نواب ہوئے۔ اور ریاست کی خود مختاری ایک سو تیس سال رہی۔ اس عرصہ میں ۱۸۵۷ء کا غدر بھی ہوا۔ نواب محمد علی خاں کی معزولی اور نواب (براہیم علی خاں کے خلاف سازشیں میں چھوٹی سی ریاست تھوڑی سی مدت میں کئی بجران میں مبتلا ہوئی۔ اس ابتلا کے باوجود یہاں کے حکمران امر اور صاحبزادگان علم کی خدمت کرتے رہے۔

یہاں مساجد سے ملحق مدارس اور مدارس سے متعلق کتب خانے ہوا کرتے تھے۔ اب بھی فلا العلوم خلیلیہ کا کتب خانہ، مدرسہ فرقانیہ اور جامع مسجد ناصریہ کے کتب خانے گزے دور کی یادگار باقی ہیں ہر صاحبزادہ کا اپنا ذاتی کتب خانہ ہوا کرتا تھا جس میں نادر و نایاب مخطوطات اور کتابیں ہوتی تھیں

ریاست ٹونک کے بانی نواب امیر اللہ ولہا کی عمرنگی مہمات اور ریاست کا انتظام

۱۔ امین الدولہ نواب محمد علی خاں صاحب بہادر ریاست کے تیسرے فرماں روا۔ دور حکومت ۱۸۶۵ء سے ۱۸۶۷ء

۲۔ امین الدولہ نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب بہادر ٹونک کے چوتھے فرماں روا۔ دور حکومت ۱۸۶۷ء سے ۱۹۳۰ء

۳۔ امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں صاحب بہادر بانی ریاست ٹونک، دور حکومت ۱۸۱۷ء سے ۱۸۳۳ء

کپن کی حکومت کے لئے آپ کا توپ خانہ خوف کا باعث تھا۔ ڈاکٹر قانون گوٹے پٹھان کا آخری فوجی ذہن "کہا ہے

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو *Historical Essays. by K. R. Qanungo*

میں صرف ہوئی۔ ان کے صاحبزادگان علم و دست تھے۔ صاحبزادہ محمد جمال خاں صاحب نواب صاحب موصوف کے دوسرے فرزند تھے۔ ان کا کتب خانہ کثیر قلمی و مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ان کے پسر صاحبزادہ محمد خاں صاحب کی وفات ۱۳۱۱ھ تک یہ کتب خانہ محفوظ رہا۔ اور اس کے بعد برباد ہو گیا راقم الحروف کے پاس کلمات الشعراء "مصنفہ سرخوش کا نہایت نفیس قلمی نسخہ اسی کتب خانہ کی یادگار ہے۔ اور انتخاب مدارج النبوة کا پاکٹ سائز قلمی نسخہ اسی کتب خانہ کا میرے پاس محفوظ ہے۔

نواب زادہ احمد علی خاں رونق نواب امیر اللہ ولسا بہادر کے فرزند نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ والی ریاست جے پور مہاراجہ سوانی رام سنگھ کے پاس گزارا۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے شاعر تھے۔ ان کے کتب خانے کی ایک طویل فہرست میری نظر سے گزی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نواب زادہ صاحب کو ادبی اور تاریخی کتابوں سے زیادہ شغف تھا۔ آپ کی ایک قلمی کتاب جو تاریخ ٹونک سے متعلق ہے راقم کے پاس ہے۔

نواب وزیر الدولہ ٹونک کے دوسرے فرماں روا مجید عالم تھے۔ سید احمد شہید کے

مرید تھے "وصحایا و زمری" آپ کی یادگار ہے۔ اسی دور کی تاریخ ہفتہ سالہ امیر و بہت

سالہ وزیر، مصنفہ دیوان شمس الدین صرطبہ فارسی ریسرچ ڈائریکٹریٹ ٹونک کے

۱۰ پسر دوم بانی ریاست - ولادت ۱۲۱۹ھ وفات ۱۲۷۴ھ - نہایت دین دار اور پابند شریعت تھے۔ ریاست میں شرع شریف کے محکمہ کا انتظام ان ہی کے سپرد تھا۔

۱۱ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی شہرہ آفاق تصنیف مدارج النبوة کا غلام، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔

۱۲ نواب زادہ احمد علی خاں رونق کے حالات کے لئے راقم کا مضمون مطبوعہ ماہنامہ اشاعت ۱۹۶۵ء دیکھئے

۱۳

۱۴ وزیر الدولہ نواب محمد ذہب خاں صاحب بہادر۔ ریاست کے دوسرے فرماں روا اور حکومت ۱۲۳۲ء سے ۱۲۶۲ء

میں موجود ہے۔ امیر الدولہ کے حالات سے شروع ہو کر چوتھے فرماں روا ہر ایمینس نواب
ابراہیم علی خاں کے دور ۱۲۹۳ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے

مصنف چونکہ ریاست کے دیوان تھے۔ اس لئے اس کتاب کو ریاست کی مستند
تاریخ کہا جاسکتا ہے۔ ریاست کے ختم ہونے اور فارسی زبان کا ذوق کم ہو جانے کی وجہ سے شاید
ہی اس کے طبع ہونے کی نوبت آئے۔

ریاست کے قلعہ میں ایک کتب خانہ موصوف نے قائم کیا تھا جو کہ کتابخانہ شہسوار
کے نام سے موسوم تھا۔ لوگ قلعہ منلی کا کتب خانہ بھی کہتے تھے۔ اس میں نایاب و نادر مطبوعہ اور قلمی
کتابیں تھیں۔ آزادی ہند کے بعد ریاست کے آخری فرماں روا نواب محمدا سمیع علی
خاں صاحب نے مولانا ایوب کلام آزادی کی معرفت مرکزی حکومت کو فروخت کروا
سے غنی روز سیاہ سیرکناں راتنا شاکن
کہ نور دیرہ اش روشن کند چشم زلیخارا

تیسرے فرماں روا بین الدولہ نواب محمد علی خاں صاحب کا دور حکومت

اگرچہ قلیل ہے لیکن اس اعتبار سے اہم ہے کہ آپ کی کتابوں کا ذخیرہ مطبوعہ شکل میں سعید
ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک اور قلمی شکل میں اس ادارہ میں محفوظ ہے

نواب صاحب تاجر عالم تھے۔ بنارس میں قیام کے دوران بڑی تعداد میں علماء و فضلاء کے

ساتھ رہے۔ فرمائش کر کے مختلف قنون پر کتابیں لکھواتے اور منہ مانگی قیمت ادا کر کے کتابیں خریدتی

تھے۔ راقم کے پاس ایک قلمی رسالہ "مسلك گوھر" ہے جو خالق بادی کی طرز پر لکھا گیا ہے یہ

۱۵ عزیز الدولہ نواب محمد اسماعیل علی خاں صاحب بہادر ساتویں فرماں روا نے ریاست ٹونک - ریاست کے ختم
ہونے پر شعر و سخن کی طوفان موجد ہوئے۔ قاسم تخلص تھا۔ مولانا عبد القادر خندان - جو اس ادارے میں
ہیں۔ نواب صاحب کے شہسوار رہے ہیں۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۴ء کو انتقال فرمایا۔

مولوی محمد علی صاحب بلخ آبادی نے نواب صاحب کی فرمائش پر لکھا تھا اس میں ۲۸۰ اشعار ہیں
 * نجم الامرار احتشام الملک حافظ عبدالوہاب خاں صاحب بہادر صفر جنگ کے کتب
 خانے میں نایاب قلمی و مطبوعہ کتابیں تھیں۔ ٹونک کے علماء اس کتب خانے سے استفادہ کرتے تھے۔ مستنار
 لینے کی کئی درخواستیں راقم السطور نے دیکھی ہیں زمانے کی گردش سے یہ محفوظ نہیں رہ سکا
 اس کتب خانہ کی چند کتابیں میں حاصل کر سکا۔ ان میں ایک دیوانِ دانی ہے جو قلمی ہے۔
 ادارہ میں دیوانِ دانی کا نسخہ صاحبزادہ عبدالصور خاں صاحب کا عطیہ ہے جو اسی کتب خانے کی
 زینت تھا۔

صاحبزادہ عبدالوہاب خاں صاحب کے فرزند عبدالقادر خاں صاحب ہوم ممبر ٹونک
 جو اس کتب خانے کے مالک تھے اس کی کچھ کتابیں صاحبزادے امداد علی خاں تنظر کو دیدی تھیں
 اور کچھ اپنے سپر صاحبزادہ عبدالصور خاں صاحب کو انھوں نے کالی کتابیں ادارہ کو عطا کر دیں۔
 صاحبزادہ امداد علی خاں صاحب تنظر کے پاس نہایت مزین مہلا، مذہب چاول کے کاغذ پر
 لکھا ہوا بخاری شریف کا نسخہ تھا۔ اسی کتب خانے کا دوسرا قیمتی و نادر نسخہ خلاصۃ العیش عالم شاہی

۱۰۔ ولادت ۱۲۴۸ھ، ریاست میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے۔ ناظم محکمہ شریعت ہوم ممبر بعد میں ممبران کے عہدہ پر آخر تک
 رہے۔ حج بیت اللہ بھی کیا۔ ان کے صاحبزادے عبدالقادر خاں صاحب کے حکم سے مولانا ابوالنظر کلیم سید امیر سن سہا
 نے اس سفر نامہ کا مال قلمبند کیا ہے۔ سفر نامہ طبع ہو گیا ہے۔

۱۱۔ صاحبزادہ عبدالقادر خاں صاحب دانی حضرت قالی کے فرزند تھے۔ ولادت ۱۲۴۸ھ

۱۲۔ صاحبزادہ احمدیہ خاں صاحب سپرنوٹا عبدالقادر خاں صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حکمت اور ذہنی
 ادب سے شغف تھا۔

۱۳۔ حضرت دانی کے سپر مصنف تذکرہ ٹونک ریاست میں ہوم ممبر تھے

۱۴۔ بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ دو شعر بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

میں دوست خیال بڑھاتا چلا گیا لیکن وہ آج تک ہی زائے خیال ہیں
 صبر تو کم بخت اس الفت میں آتا ہی نہیں دل کے تھک جانے کو یوں لہروں تو آیا ہی

ہے۔ جو نواب امیرالاسلام کو مصنف نے پیش کیا تھا یہ نسخہ اب ادارے کی زینت ہے
افضل الامراء صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب بڑے دین دار اور قیاض تھے ان کا کتب خانہ بھی
قابل دید تھا۔ ڈائریکٹر ٹریٹ عربی فارسی ریسرچ کے کتب خانے میں "جعفر کبیر" اسی کتب خانے
کا اکتوس ہے۔ یہ پچاس جلدوں پر مشتمل اپنے نیا پر نیا باب کتاب ہے۔

مختار الامراء اعظم الملک حافظ محمد صدیق خاں صاحب کا کتب خانہ بھی قابل ذکر ہے ان
کے صاحبزادہ جناب عبدالشکور خاں صاحب نے اس کتب خانہ میں اضافہ کیا۔ لیکن یہ محفوظ نہ رہ سکا۔
چوتھے فرماں روا امین الدولہ نواب امیر اہلبیت علیہ السلام صاحب بہادر کے طویل دور حکومت
میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں لکھی گئی تھیں۔ حکیم برکات احمد صاحب کا رسالہ "زمانہ و مکان"
جس سے شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی استفادہ کیا ہے، اصغر علی ناظم نے ٹونک کے پرگنات کی تاریخ
لکھی۔ مولوی سید اصغر علی صاحب آبرو نے ریاست کی ایک مبسوط تاریخ لکھی۔ راقم الحروف کے
پاس ان کی مصنفہ قلمی عشقیہ داستان تھی جو لاہور واپسی کے سبب ضائع ہو گئی۔

ان کا کتب خانہ بھی بیش بہا کتابوں پر مشتمل تھا۔ بہت سی کتابیں ضائع ہو گئیں کچھ کتابیں

ان کے فرزند بھیجا حافظ مظفر علی نے ادارہ عربی فارسی ریسرچ ڈائریکٹر ٹریٹ کو عنایت کر دی ہیں جن

۱۔ تاریخ ولادت ۱۲۱۵ھ - نواب محمد علی خاں کے فرزند تھے۔ عرصہ دراز تک ریاست کے ہوم ممبر رہے۔

۲۔ تاریخ ولادت ۱۲۱۵ھ - ذوات شائستہ ام - ناظم پرنسپل سرور تھے۔

۳۔ ان کی حسب ذیل تصنیفات ہیں۔

(۱) واقعات شکار

(۲) مہربان شکار

(۳) Shikar Events.

(۴) Narrau Escapes.

یہ شاعری تھی، ایک دیوان یادگار ہے۔ شکار کا بہت شوق تھا۔ ہندوستان کے باہر شکار یوں

ہیں شمار ہوتا تھا۔

میں قابل فخر تاریخ نوٹک کا فارسی نسخہ موسومہ "تاریخ خاندان نقوی" جو نواب صاحب کا تخلص "مخبر" تھا۔ ان کے دو دین "مکمل الخیرات" کی زینت ہیں۔

پانچویں نواب سید الوداد نواب سعادت علی خاں صاحب نے سترہ سال حکومت کی ان کی انتظامی صلاحیت کی بنا پر ریاست کی بہت ترقی ہوئی۔ سعادت علی صاحب کی "مکمل الخیرات" انھیں کے نام سے موسوم ہے۔ اس ادارے کی تاریخ میں ان کا نام بھی ہمیشہ لکھا جائے گا۔

صاحبزادہ حامد علی خاں صاحب جو صاحبزادہ علی احمد خاں صاحب کے لڑکے اور حضرت رولق کے پوتے تھے تصوف کا شغل تھا۔ ریاست میں متعدد واعلیٰ غیوروں پر فائز تھے۔ ان کا کتب خانہ بھی قابل ذکر ہے۔ "مکمل الخیرات" کا ایک مشہور مرتلا اور میری اور تالیف ہے۔ صاحبزادہ موسومہ کے فرزند جناب صاحبزادہ مبارک علی خاں صاحب نے اپنے استاد جناب محمود شیرانی کے مانگنے پر انھیں دے دیا تھا۔ چند فلمی کتابیں اس ادارہ کو راقم الحروف نے پیش کر دی تھیں۔ مذکورہ نسخہ

مکمل الخیرات اب لاہور میں ہے

صاحبزادہ عبدالرحمن خاں صاحب کا کتب خانہ بیش بہا خطوط اور مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ایک سی یادداشت تاریخ نوٹک سے متعلق اسی کتب خانہ کی راقم الحروف نے پاس ہے۔ یہ کتب خانہ بھی زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا۔

صاحبزادہ عبدالمجید خاں صاحب عرف نوشہ میاں جید عالم تھے۔ ان کا کتب خانہ بھی مشہور تھا۔ اب کتب خانہ کی شکستہ عمارت اور چند کتابیں یادگار رہ گئی ہیں۔ صاحبزادہ موسومہ کی

۱۰ "نادر" انوار الیوم

۱۱ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ خاندان امیر کا شجرہ منسلکی، ان کا صنف میرے پاس محفوظ ہے۔

۱۲ امیر خاں صاحب نے نون کے صاحبزادے... کے ساتھ ساتھ آپ کی مصروفیت میں

۱۳ تفصیل کے لئے، راقم کا مضمون مطبوعہ ماہنامہ "پرائیوٹ" میں لکھا گیا ہے۔

تصنیف فیضان المجید علی قلب المستفید نہایت خوشخط مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے

مولوی صادق علی خاں صاحب کا کتب خانہ بھی نایاب کتابوں پر مشتمل تھا کوئی فرزند نہیں تھا اس لئے کتب خانے کا زیادہ حصہ فروخت کر دیا کچھ عنایت کر دیا۔ باقی ماندہ کتب ان کے انتقال کے بعد ان کی صاحبزادی نے آپس جو ضائع ہو گئیں۔ میرے علم محترم ادریس علی خاں صاحب نے اس کتب خانے کی چند کتابیں حاصل کر کے اس ادارے کو عنایت کر دی ہیں۔

صاحبزادہ احمد خاں صاحب اور صاحبزادہ محمد سعید خاں کے کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ احمد خاں صاحب کے ورثہ میں کتب خانہ تقسیم ہو گیا اور اس وقت تین حصوں میں باقی ہے۔ اس میں طب کی کتابیں زیادہ ہیں۔

صاحبزادہ محمد سعید خاں صاحب نے بڑی محنت سے کتب خانہ قائم کیا تھا اس میں فتاویٰ وحی اللہ کی تفسیر قرآن کریم تھی۔ ایک قرآن مجید کا قلمی نسخہ تھا جو سرخ پتھر سے لکھا گیا تھا نقوش کافی ابھرے ہوئے تھے۔ ان کے صاحبزادہ نے چنے کی وال پر قلمی نسخہ لکھا گیا تھا نقوش دکھائی نہ تھی۔ اس کا بیشتر حصہ فروخت کر دیا گیا ہے۔

حکیم احمد علی صاحب سہاب بلند پایہ عالم اور کثیر التصانیف بزرگ تھے کچھ تصانیف کی تلخیص مریلوئے سعید میں ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک میں ہیں۔ ان کی مصنفہ کتاب محافل علیہما قلمی جو ٹونک کی تاریخ سے متعلق ہے جناب حکیم مولوی تاجی نسر عرفان خاں صاحب مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ ہے حکیم صاحب کا کتب خانہ بیش بہا مطبوعہ و قلمی کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ موصوف کے فرزند مولوی محمد عمران خاں صاحب شکر یہ کے مستحق ہیں کہ

ٹونک کے مشہور عالم مولانا بركات احمد صاحب کے شاگرد تھے۔ کتبوں کے نام سے مشہور تھے۔

انہوں نے ان نوادرات کو سینے سے لگا رکھا ہے۔

مولوی سعید احمد صاحب آسند، حکیم مولوی احمد علی سیما ب کے فرزند، بلند پایہ شاعر اور حاذق حکیم ہونے کے علاوہ منسکرت اور عربی فارسی کے عالم تھے۔ نواب امیر اللہ علی بہادر کی سوانحی امیر نامہ اور ترک جہانگیری کا اردو ترجمہ ان کی یادگار ہیں۔ والد سے ورثہ میں ملی ہوئی اور خود کی جمع کی ہوئی کتابوں سے ایک اچھا کتب خانہ بن گیا تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنے داماد محمد سورتی کو دیدیا تھا۔ ۱۹۰۹ء کے فسادات میں اس کتب خانے میں آگ لگا دی گئی اس طرح یہ ذخیرہ خاک ہو گیا

حضرت آسند نے اپنی طب کی کتابیں اپنے فرزند حکیم یحییٰ میاں کو عطا کی تھیں حکیم صاحب نے اپنے شوق سے مختلف النوع کتب جمع کر کے اچھا کتب خانہ بنایا ہے۔

حکیم سعید احمد آسند بنارس چلے گئے تھے۔ اپنی زھانف نواب محمد علی خاں کے کتب خانہ میں داخل کر دیتے تھے۔ نواب محمد علی خاں صاحب بہادر کا بنارس کا یہ کتب خانہ ماجزادہ محمد اسحاق خاں صاحب بہادر کو ورثہ میں ملا۔ ان کے ماجزادہ سردار محمد خاں صاحب کو فلسفہ اور انگریزی ادب سے دلچسپی تھی۔ اگرچہ انہوں نے اس کتب خانہ میں اور افتادہ کیا۔ لیکن یہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ اب صرف ہندو فلسفہ پر کچھ کتابیں اور چند کتابیں اور دیگر مختلف مضامین

نواب امیر خاں کے نائب منشی بسا دن لال شاداں نے فارسی میں قلمبند کیا ہے۔ نواب صاحب اپنی جنگی ہمت کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ شج و شکست کا ذکر بے کم و کاست کیا گیا ہے۔ اس دور کی مستند تاریخ ہے۔ فارسی زبان میں ہے۔ اب تک طبع نہیں ہو سکا ہے

عظم الامراء و قواد الملک، ماجزادہ محمد اسحاق خاں صاحب ۱۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے عرصہ دراز تک ہوم و ناس ممبر رہے۔ ان کے دو ماجزادگان سردار محمد خاں و محمد الیاس خاں صاحب تھے۔ بڑے فرزند ماجزادہ محمد الیاس خاں صاحب علیات کے ماہر اور بہترین شکاری تھے۔ ماجزادہ سردار محمد خاں صاحب میو کالج کے تعلیم یافتہ تھے کافی عرصہ سندھ میں کوشن رہے۔ کوشن فلسفی سے بڑی دلچسپی تھی۔

کی باقی رہ گئی ہیں۔

ٹونک کے مشہور شاعر محمد مصطفیٰ خاں صاحب جو ہس نے بھی بڑا کتب خانہ قائم کیا تھا۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد یہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ مرحوم کے برادر خورد مولوی حکیم عبداللہ خاں صاحب نے تقریباً پچاس کتابیں ادارے کو عنایت کر دی ہیں جو اس ادارے کے ڈائریکٹر صاحب کی مساعی سے محفوظ ہو سکی ہیں۔

عاجزادہ عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم نے ایک زمانے میں اپنے والد کی کتابیں اور صاحبزادہ محمد ضیف خاں صاحب مرحوم سے کچھ کتابیں حاصل کر کے مختصر مگر بیش بہا ذخیرہ جمع کر لیا تھا مولانا کی دیگر مصروفیات کے سبب سے یہ تباہ ہو گیا۔

نواب محمد فاروق علی خاں صاحب ٹونک کے چھٹے رئیس تھے۔ دور حکومت صرف سات ماہ رہا۔ ان کے برادر بزرگوار نواب محمد اسماعیل علی خاں صاحب سربراہ ہوئے۔ اسی زمانے میں ریاست کا انضمام عمل میں آیا۔ اور ریاست ختم ہو کر صوبہ راجستھان کا حصہ بن گئی۔ رہے نام اللہ کا۔

یہ ایک کہانی ہے چھوٹی سی ریاست کے کتب خانوں کی، داستان ہے گزشتہ دور کی

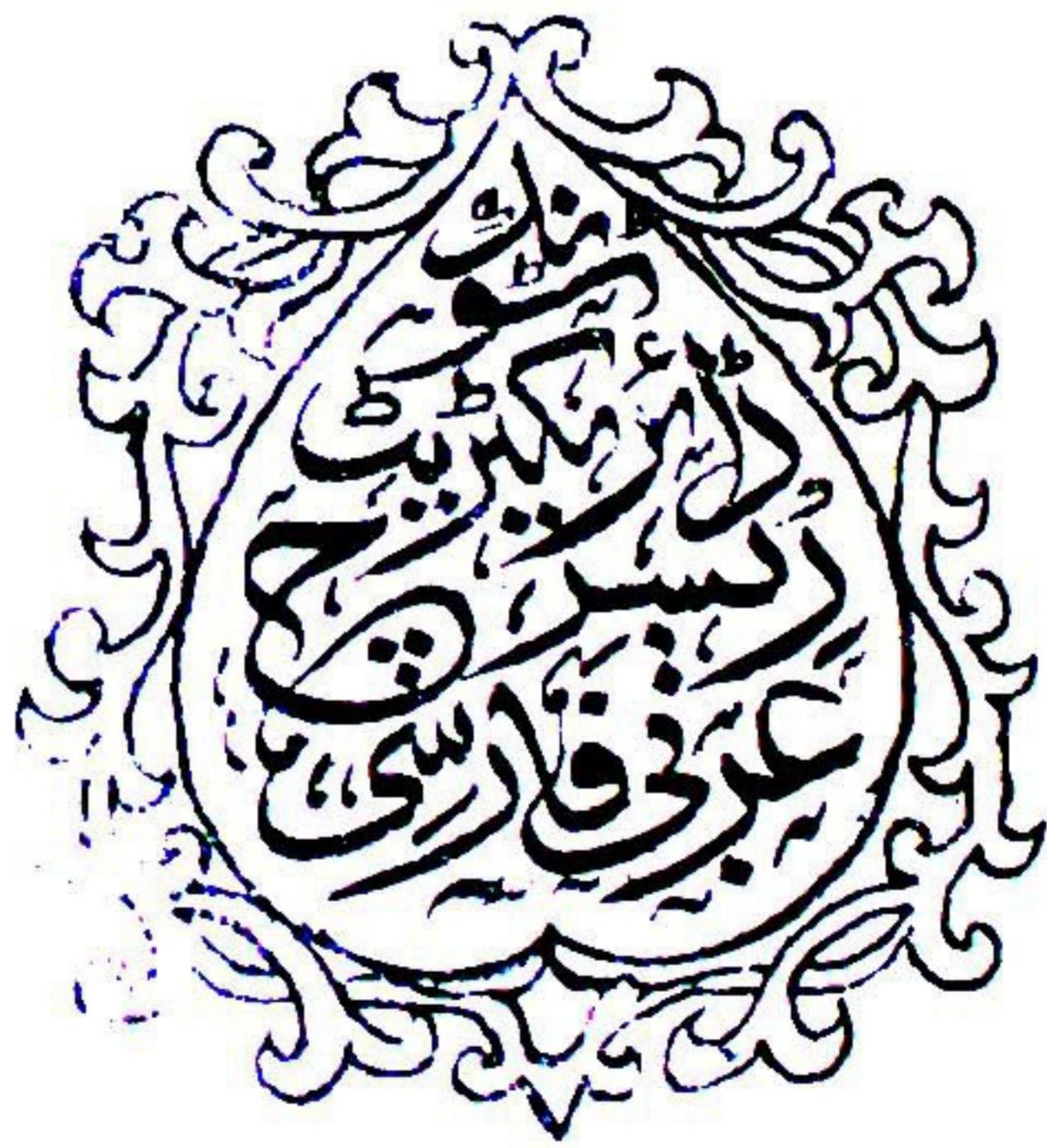
- ۱۰ شہری مجموعہ "رزم بزم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے
- ۱۱ شمس الامراء نظام الملک عاجزادہ محمود خاں صاحب بہادر، نواب وزیر الدولہ بہادر کے فرزند اکبر کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کے سپر عبدالمجید خاں صاحب، ۱۱ رجب ۱۳۳۳ھ میں شیرکاشکار کرتے ہوئے گوالیار میں فوت ہوئے۔ صاحبزادہ عبدالمجید خاں صاحب ان کے فرزند تھے۔ ریاست میں کافی عرصہ نظامت کا کام بھی کیا۔
- ۱۲ صاحبزادہ محمود خاں صاحب کے دوسرے فرزند تھے عرصہ تک ریاست میں سپرنٹنڈنٹ پولس رہے۔
- ۱۳ ممتاز الدولہ نواب محمد فاروق علی خاں صاحب بہادر۔ دور حکومت ۱۹۴۶ء - ۱۹۴۷ء
- ۱۴ چوتھے خیر ماں روئے ریاست نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب کے فرزند تھے سیرت نبویؐ سے بڑی دلچسپی تھی مدت سات ماہ حکومت کی۔ کافی عرصہ تک جلی میں آئری میسٹریٹ بھی رہے۔

قصہ ہے نوادرات کی بربادی اور نایاب کتب کی تباہی کا۔ جائزہ ہے کتب خانوں اور ٹونک کے
باشندوں کی تریوں حالی کا، ڈاکٹر اقبال نے یورپ میں مسلمانوں کے علمی ذخیرے کو دیکھ کر کہا تھا

۵ مگر وہ علم کے موتی، کتا ہیں اپنے آبار کی،
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہر سی پارہ

اس لحاظ سے ٹونک کے باشندوں کے دل کا بھی یہی حال ہے کتب خانے اجڑ گئے اور
انمول نوادراغیار کے گھروں کی زینت بن گئے۔ ریاست کا ہر ذمی علم اس کی بربادی اور کینٹھانوں
کی تباہی کا مرثیہ خواں ہے۔

۵ ان ہی آنکھوں نے زمانے کو کہاں دیکھا سہتا
ان ہی آنکھوں نے زمانے کو کہاں دیکھا ہے



مولوی حکیم محمد نواز خاں ٹونکی، ریاست

ٹونک کے علماء

اس کے کتب خانے

پہلا قسط اول

ریاست ٹونک، راجپوتانے کی وہ مختصر ترین ریاست ہے جو عمر میں بہت کم اور رقبہ میں بہت چھوٹی ہونے کے باوجود اپنے بانی نواب امیر خاں کے بہادرانہ جنگی کارناموں اور یہاں کے علمی خانوادوں کی تعلیمی و علمی خدمات کی وجہ سے تاریخ میں جس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ۱۸۱۶ء تا ۱۹۲۳ء میں انگریزوں کے تدریس سے یہ ریاست قائم ہوئی۔ ۱۹۲۶ء میں ۱۳۰ سالہ زندگی پوری کر کے ہندوستان کے ہمہ گیر انقلاب میں اس کا خاتمہ ہوا۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں نواب امیر خاں کی بہادری کا دور دورہ تک سکھ جا ہوا تھا۔ ابھرتی ہوئی قزاقی طاقت سے یہ کس طرح برداشت ہو سکتا تھا۔ اس لئے امیر خاں کو کسی نہ کسی زیر کر لینا ضروری سمجھا گیا۔ اس کے نتیجے میں نومبر ۱۸۱۶ء میں ریاست ٹونک وجود میں آئی۔

نواب امیر خاں، فوجی سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ نیک خیال، علم دوست، علم نواز اور نرسہی جذبات کے انسان تھے جن کے ساتھ شکر کشی کے زمانے میں بھی علماء و عملی ارہ کا ایک گروہ رہا کرتا تھا اس لئے ریاست کے قیام کے بعد ہی ذی علم و باکمال حضرات اس کو مولودریا

کی طرف کھینچ کر آنے لگے۔ جدید شہر کی بنیاد پڑی۔ محلے اور گنج قائم ہوئے۔ اور شاہی محلات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مساجد، مواہب اور مدارس وغیرہ کی بھی تعمیر ہونے لگی۔ اس طرح دس بیس سال کی مدت میں یہ ریاست علم و فضل، درس و تدریس اور فضل و کمال کا بھی مرکز بن گئی۔

بانی ریاست نواب امیر خاں کا دور ۱۸۱۶ء سے ۱۸۳۴ء تک شروع ہو کر ۱۸۳۴ء میں ختم ہوتا ہے۔ اس ابتدائی دور میں مٹھنک میں کافی آبادی ہو گئی تھی اور تندر علی خاندان ترک سکونت کر کے مستقل طور پر یہاں آباد ہو چکے تھے۔

اس دور کی ممتاز شخصیتوں کے ذمہ مختلف خدمات سپرد تھیں۔ حکیم انور علی صاحب نواب وزیر الدوا کے تابع تھے۔ مولوی خلیل الرحمن درسی خدمات انجام دیتے تھے۔ اور مولوی کلیم اللہ، مولوی سیاحمد، اور مولوی سید نور جدید آبادی میں ہونہار نوجوانوں کی تعلیم دینے پر مامور تھے۔

یہ راجپوتوں کے رہنے والے تھے۔ قیام ریاست سے پہلے قبل ۱۲۱۲ھ سے نواب امیر خاں کے ساتھ رہتے تھے۔ ۱۲۱۲ھ میں نواب وزیر الدوا پیدا ہوئے۔ آگے چل کر حکیم انور علی صاحب ان کے تابع مقرر ہوئے۔ قیام ریاست کے بعد بھی علمی طرز خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۲۴۲ھ میں نواب وزیر الدوا نواب امیر خاں سے انتقال ہوا۔ استاد سید منیر علی آبرو مصنف "تاریخ ٹونک" آپ ہی کے فرزند تھے۔

۱۲۵۰ھ مولانا خلیل الرحمن، طاعرفان راجپوتی مصنف "دوار" و "بدر" خواجہ شمس الدین شمس الدین شمس الدین تھے۔ طاعرفان مولانا بحر العلوم لکھنؤ کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور قابل ذکر رہا یہاں سکونت اختیار کر لی۔ موصوف اور نواب امیر خاں کے خسر اؤند محمد یار خاں تحصیل علمی کی غرض سے ایک سالہ بعد سکونت فرماتے تھے۔ اس کے قیام ریاست کے بعد طاعرفان راجپوتی کی اولاد میں مولانا خلیل الرحمن، مولوی شمس الدین اور مولوی سید اللہ ظہیر ٹونک منتقل ہو گئے۔ مولانا خلیل الرحمن تا ریاست نواب امیر خاں تک یہاں ہی رہے۔ خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۲۵۱ھ میں نواب وزیر الدوا، بعض اقلدی مسائل کی بنا پر نواب سے رخصت کر کے ٹونک سے پھرتے گئے۔ اور ۱۲۵۰ھ میں گلشن آباد جا رہے ہیں انتقال کیا۔ موصوف صاحب تصنیف "کثیر بزرگ تھے اور راجپوتوں کے گھرانے میں مولوی محمد مصطفیٰ کے حقیقی بھائی تھے۔

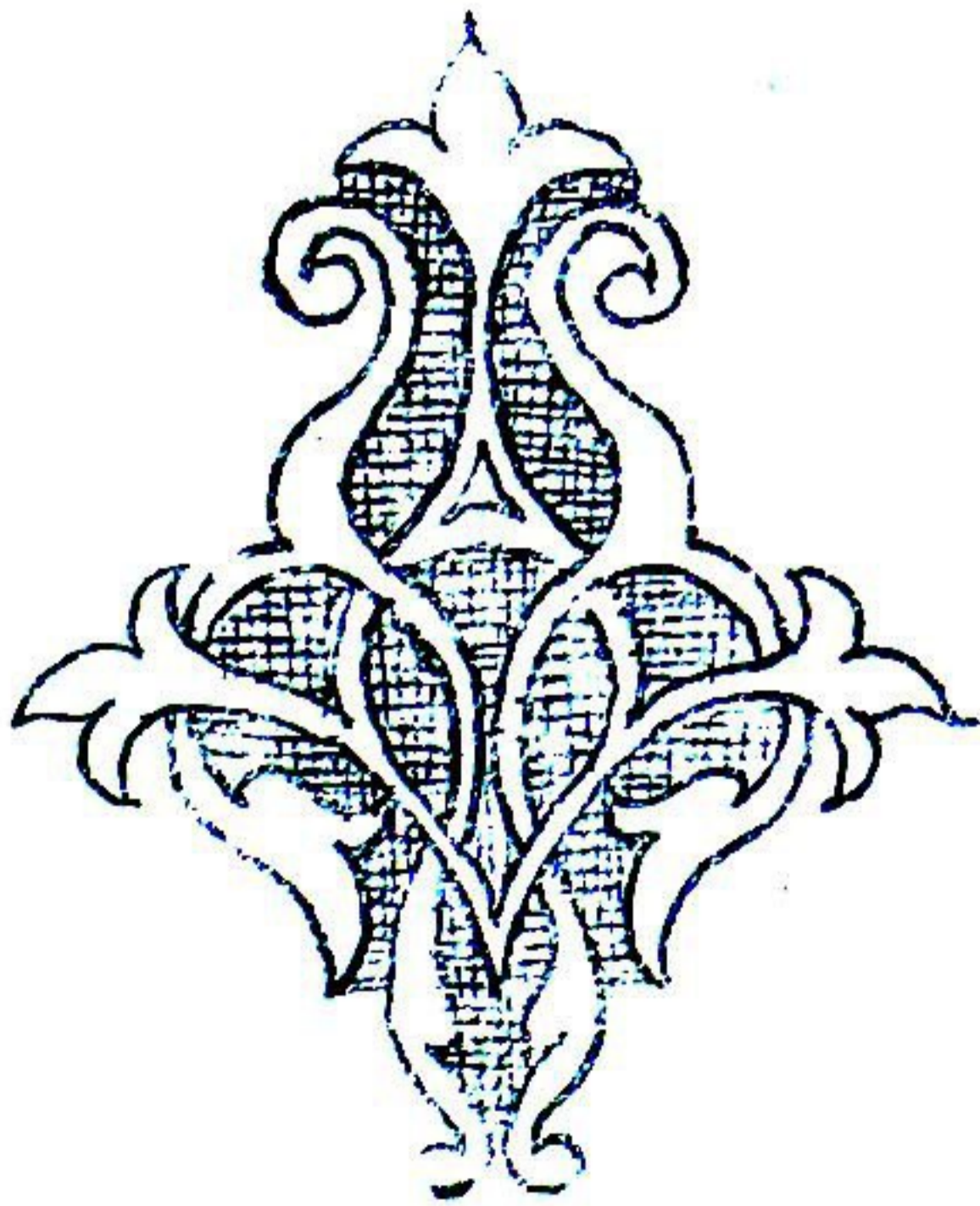
قیام ریاست کے بعد ہی دیگر عمارات کے ساتھ ساتھ جامع مسجد کی وسیع اور خوش نما عمارت بھی تعمیر ہو گئی تھی۔ اور دفتر شریعت کا قیام بھی عمل میں آچکا تھا۔ اس لئے مولانا خلیل الرحمن کے دونوں بھائی مولوی محمد مستقی اور مولوی سواد اللہ خطیب کو راجپور سے طلب کیا گیا۔ عدالت شریعت مولوی محمد صاحب کے سپرد ہوئی اور مولوی سواد اللہ صاحب کو جامع مسجد کا خطیب و امام مقرر کیا گیا

نوٹ

اصل مضمون میں اس کے بعد مدارس کی تفصیل دی گئی ہے۔ یہ تفصیل اس کتاب کی ترتیب کے وقت کم کر دی گئی۔

۱۸۵۹ء ملا عرفان راجپوری کے بڑے بیٹے تھے۔ راجپور کے محلراج دوارہ میں آپ کی مسند درس قائم تھی۔ قیام ریاست کے بعد خدمت افتار و قضا راجپور کے سپرد ہوئی۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۹ء میں انتقال کیا۔ موصوف احقر کے بعد مجد تھے۔

۱۸۵۹ء آپ بھی ملا عرفان راجپوری کے بیٹے تھے۔ جامع مسجد امیر گنج تعمیر ہوئی۔ تو اس کے پہلے امام و خطیب مقرر ہوئے اور تا حیات یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۲۶۸ھ ۱۸۵۳ء میں انتقال کیا۔



مؤرخ حیدر علی خان

اور

مدارس کے کتب خانے

فقسط دوم

تعلیم و تدریس اور علمی و ادبی مشاغل کے لئے کتب خانے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں

اس لئے مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں بکثرت بڑے بڑے کتب خانے قائم کیے۔ اس حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو ٹونک کی چھوٹی سی ریاست نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ بے شمار نادروں اور کتابوں کے گوشے گوشے سے کھینچ کر اس ریاست میں پہنچیں۔ امراترور اور ملتان کے کتب خانوں کے ذخیرے جمع کئے۔ جس کے آثار گھر گھر میں آج تک باقی ہیں

یہ اور بات ہے کہ آنے والی نسلاں نے اس کی قدر نہیں کی۔ اور اکثر ذخیرے نااہلی کی نذر ہو گئے۔ لیکن اس تباہی اور بربادی کے باوجود آج بھی ٹونک کے گھر گھر میں پھونپھون کر لائبریری ہی جائیں گی۔ اور ایسی ایسی نادروں اور کتابوں کے گوشے گوشے میں کتب خانوں کی رہتی رہتی ہیں جنہیں دیکھ کر دم مہ ہوتا ہے۔ آج ٹونک کے ان ہی ذخیرے پر تفصیلی نثر ڈالی جائے گی۔ ریاست ٹونک کے قیام کے بعد بانی ریاست نواب امیر خاندان کا دفتر بالکل ابتدائی دور تھا۔ اس لئے گو اس وقت یہاں باقاعدہ کتب خانے قائم نہیں ہوئے تھے

لیکن ریاست کا وہ تاریخی کتب خانہ قائم ہو چکا تھا جو بعد میں نواب "وزیر الدولہ" کے کتب خانے کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کا ذکر ائذہ صحتحات میں آ رہا ہے۔ اسی ابتدائی دور میں نثار الدولہ محمود خان کا کتب خانہ بھی نادر و نایاب کتابوں کا اچھا ذخیرہ تھا۔ اسی طرح مولانا خلیل الرحمن کا کتب خانہ درسی وغیر درسی کتابوں کی بڑی تعداد پر مشتمل تھا۔

نواب میر خاندان کے انتقال کے بعد نواب وزیر الدولہ کا دور، ریاست کی زرقی اور علی عروج کا سنہری دور تھا۔ اس دور میں چونکہ بیشمار علمی خاندان منتقل ہو کر اس ریاست میں آباد ہوئے۔ اس لئے کتابوں کے ذخیرے بھی کافی تعداد میں مختلف خاندانوں میں جمع ہوئے۔ اور یہ چھوٹی سی ریاست علم و فن کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ نادر و نایاب کتابوں کا مخزن بھی بن گئی

نواب وزیر الدولہ کے بعد نواب محمد علی خاں نے اس چمن کی آبیاری کی۔ اگرچہ آپ کو کل ساڑھے تین سال حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اس کے باوجود انہوں نے ایسی باریکیاں نکالیں۔ اور ایسے وسائل پیدا کر دیے جن سے علمی خزانہ معمور اور ان کے جواہر پارے محفوظ ہو گئے۔ علمی خاندانوں کے ذخیرے میں بھی اضافہ ہوا اور آہستہ آہستہ ٹونکے کتابوں کا ایک بڑا مخزن بن گیا۔

یہ کتب خانے چار قسموں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) ریاستی کتب خانے (۲) مراکز کے کتب خانے (۳) علماء کے کتب خانے۔ اور

(۴) درسی کتب خانے

۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۲ء م ۱۹۰۳ء تا ۱۹۰۴ء م ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۶ء م ۱۹۰۷ء تا ۱۹۰۸ء م ۱۹۰۹ء تا ۱۹۱۰ء م

۱۹۱۱ء تا ۱۹۱۲ء م ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۴ء م ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۶ء م ۱۹۱۷ء تا ۱۹۱۸ء م ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۰ء م

اس کے بعد آپ معزول ہو کر بنارس تشریف لے گئے۔ اور باقی عمر وہیں گزار دی۔ تیس سال وہاں قیام رہا۔ ۱۹۳۳ء

مطابق ۱۹۹۵ء میں بنارس ہی میں انتقال ہوا

ریاستی کتب خانے ریاستی کتب خانوں میں ٹونک میں صرف دو بڑے کتب خانے تھے

(۱) نواب وزیر الدولہ کا کتب خانہ

(۲) نواب محمد علی خاں کا کتب خانہ

وزیر الدولہ کا کتب خانہ یہ کتب خانہ دراصل نواب امیر خاں کا قائم کردہ تھا

لیکن نواب وزیر الدولہ نے اسے بڑی ترقی دی اور اس میں بڑا اضافہ کیا اس لئے ان کے نام سے مشہور ہوا۔ قیام ریاست کے بعد حیدرآبادی قائم ہوئی۔ اور قدیم قلعہ میں شاہی محلات کی تعمیر شروع ہوئی۔ تو ان محلات کے ساتھ کتب خانے کے لئے بھی علیحدہ عمارت تعمیر ہوئی اور علمی و فنی نواب کتب خانے میں جمع ہونا شروع ہوئے۔

دیوان شمس الدین کے والد مولوی سراج الدین صاحب اس دور کے بااثر افراد میں شمار کئے

جاتے تھے۔ اس کتب خانے سے متعلق بھی تھے۔ مندرجہ کتابیں آپ کے قلم کی لکھی ہوئی عبدالرحیم خاں کے کتب خانے میں اب تک محفوظ ہیں۔

ان کے علاوہ مولوی عبدالکریم صاحب عسکری نوشنویس، مولوی فضل حق صاحب خطیب اور

شیخ مجاہد نقوی صاحب صدیقی واروغہ اس کتب خانہ کے نگراں رہے ہیں۔

یہ کتب خانہ ۳۶۱۶ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ان میں ۲۷۸۷ کتابیں قلمی تھیں اور باقی مطبوعہ

اس کتب خانے کو حکومت ہند نے مولانا آزاد مرحوم کی معرفت ۱۹۵۴ء میں خرید لیا۔ اس طرح یہ کتب خانہ انڈین نیشنل لائبریری دہلی میں ضم ہو گیا۔ چونکہ اس کتب خانہ اور اس کے نواب پر تفصیلی

لے ان دونوں کتب خانوں پر مولوی سید ظور الحسن صاحب برکاتی کا ایک مضمون "ٹونک کے دو قیام کتب خانے" عمارت

جلد نمبر ۸۲، شمارہ نمبر ۳، اگست ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا جو اب کتابخانہ میں بھی شریک اشاعت کیا جا رہا ہے

۳۔ اس کتب خانہ کے نواب پر ایک مضمون "کتب خانہ وزیر الدولہ کے چند نوادر" مولوی نیکو محمد احمد صاحب برکاتی دسمبر ۱۹۵۴ء

اند صاحب ٹونکی نے لکھا تھا جو سہ ماہی رسالہ "اخبار" کراچی میں ماہ جولائی ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا ہے

مضامین لکھے جا چکے ہیں اس لئے اس کی مزید تفصیل لکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہے
نواب محمد عثمان خاں کا کتب خانہ یہ کتب خانہ مختلف زبانوں میں "کتب خانہ محمد علی خاں"

"عبد الرحیم خاں کا کتب خانہ" "سعید لائبریری ٹونک" "ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک" اور
 "انٹرنیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک" کے نام سے متعارف رہا ہے۔ نواب محمد علی

خاں اس کے بانی و مربی تھے۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ عبدالرحیم خاں نے اس میں کافی اضافہ کر کے
 اس کی شان دو بالائی نواب سعادت علی خاں نے اپنے تخلص سعید کی مناسبت

سے اسے سعید ریپبلک لائبریری کا نام دیا۔ حکومت راجستھان نے ۱۹۵۶ء میں اس کتب خانہ
 کو ڈسٹرکٹ لائبریری بنا دیا۔ اور اب ۱۹۶۱ء سے قلمی و مطبوعہ کتب کی تقسیم کی وجہ

سے اس کے دو حصے ہو گئے۔ قلمی کتابیں "انٹرنیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کی
 نگرانی میں ہیں۔ اور مطبوعہ کتابیں سب سابق سعید ریپبلک لائبریری
 اہلیس بندینا میں محفوظ ہیں۔

اس کتب خانے کے قلمی و مطبوعہ ذخائر کی مفصل فہرست تیار کرنے کا فخر اتم کو حاصل ہوا

اس کے قلمی شعبے پر صاحبزادہ شوکت علی خاں ایم۔ اے کا ایک مضمون معارف جلد
 نمبر ۹۶ شمارہ نمبر ۲ بابت، ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء شائع ہو چکا ہے۔ اس لئے مزید کچھ لکھنے کی ضرورت

باقی نہیں ہے۔

۱۔ ٹونک کے کتب خانے اور ان کے قواعد میں میں چند نایاب مخطوطات اور پانچ اقساط میں اس کے
 تاریخی مخطوطات شامل کئے گئے ہیں۔ اور نون پر مضامین شامل نہیں کئے گئے۔ جن کی تفصیل
 انگریزی کٹیلاگ میں شامل ہے۔ جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے اور تقریباً زور طبع سے آراستہ
 ہونے والی ہیں۔

مربوطہ شعبہ میں کتابوں کی تعداد حسب ذیل ہے -

عربی :- ۲۹۸۳ فارسی :- ۱۳۶۲ اردو :- ۲۸۲۳ ہندی :- ۳۸۶۸

انگریزی :- ۸۰۷ پشتو :- ۶ پنجابی :- ۱ سندھی :- ۱

میزان = ۱۱۹۷۳

یہ لائبریری ٹونک کی سب سے مقبول لائبریری ہے -

کتب خانہ عدالت شریعت قیام ریاست کے وقت سے اس ریاست میں عدالت شریعت قائم تھی۔ ابتدائی دور میں تمام مقدمات اسی عدالت میں اٹھتے تھے قتل و قصاص تک کے تمام مقامات اسی عدالت سے فیصلہ ہوا کرتے تھے۔ انصاف ریاست تک یہ عدالت قائم رہی، اس لئے ضرورت کی کتابیں آہستہ آہستہ اس عدالت میں جمع ہوتی رہیں۔

مولوی احمد مجتبیٰ صاحب مفتی کا کتب خانہ بھی اسی عدالت میں شامل کر دیا گیا اس طرح

اس میں کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اقامت وقت کے سلسلہ میں جن کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی بڑی تعداد اس میں موجود تھی۔ تقسیم مالک کے بعد یہ کتب خانہ بھی سعید ایڈسٹرکٹ

لائبریری ٹونک میں شامل کر دیا گیا۔

امراء کے کتب خانے روسا و امراء کے کتب خانوں میں مختار الدولہ محمود خاں،

دیوان شمس الدین اور نائب عبید اللہ خاں وغیرہ کے کتب خانے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ہر کتب خانے کے متعلق کچھ تفصیل لکھی جاتی ہے۔

مختار الدولہ کا کتب خانہ مختار الدولہ محمود خاں، نواب ادیب خاں کے ساتھیوں

میں اہم ترین شخصیت کے مالک تھے علم دوست اور علم نواز بھی تھے۔ دیوان شمس الدین واقعات

ہفتہ سالہ امیر ولایت سار وزیر، جن آپ کے بارہ ہیں۔ لکھتے ہیں۔

۱۹۹۹ء

عالی، عابدی، داعی، عاقلی، پارسی، عالی، طیبی، شجاعی درکار ملک
وسپاہ بربرے بود و بہ کار ہائے مختلفہ نص خود و سپاہ بہر اہی نویش را بر وفق کین

ہمین شرع برین متشی می کرد و سر انجام می داد و در اوقات فراغ از
مشاغل سپاہ و ملک تحصیل علوم دینی و دنیوی و معالجات مرض از بیماراں ہرگونہ

امراض و بیماری ہا مشغول می شد و گاہے بخش نہ گفتن و دشنام نہ داد۔“

اسے کاتب خانہ مختلف علوم و فنون کی نادر کتابوں پر مشتمل تھا۔ یہ کتب خانہ مختار الدولہ،

کی اسی تاریخی عمارت میں واقع تھا۔ جسے موصوف نے ریاست کے ابتدائی دور ۱۲۳۷ھ میں تعمیر کرایا
تھا۔ جسے قلعہ ثانی کہنا ہے جانہ ہوگا

عمارت کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو یہاں کے مختلف قطعات میں کمی مہیا

اور کئی کنویں ہیں۔ وسیع دالانوں کے در و دیوار میں فن سہیت و ریاضی کے نقشوں سے برفنی و صنعتی

مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اس پر علی رہ مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

مختار الدولہ کے کتب خانے میں علوم و فنون کی بیشمار کتابیں تھیں جنہوں میں کہ اب یہ کتب

خانہ باقی نہیں رہا لیکن اس کی متعدد نادر کتابیں سعید یس (الکلیدی) و قوٹک کر شعیہ

قلمی اور والد صاحب مر توم کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ ان کتابوں کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے

کہ یہ کتب خانہ اہم بہترین علمی ذخیروں پر مشتمل ہوگا۔ کتب خانے میں جو کتاب بھی داخل ہوتی تھی اس کے

پہلے صفحہ پر ہر ثبت کی جاتی اور اس کے داخلے کے سلسلے میں ایک خوشخط نوٹ درج کیا جاتا تھا اس کنہی

میں جلد سازی کا بھی بڑا اہتمام تھا۔ جلد بندی میں بڑی صناعتی سے کام لیا جاتا تھا۔

منہج الغفار شرح تنویر الابصار کا ایک قدیم نسخہ والد صاحب کے

کتب خانے میں محفوظ ہے اس کتاب کی جلد کی دستی پر جو کام کیا گیا ہے اس میں ۱۲۳۷ھ، کتاب کا نام

اور مالک کتاب مختار الدولہ کا نام لکھا گیا ہے۔ یہ شرح خود اتن کی تصنیف ہے اس کے مصنف محمد عبداللہ العربی التمرتاشی نے ۹۹۵ھ میں تنویر الابصار تصنیف کی اور پھر خود ہی اس کی شرح لکھی۔ ۱۰۰۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

پیش نظر نسخہ ایک قدیم و نادر نسخہ ہے جس کی تاریخ کتابت ۲۲ شعبان ۹۵۰ھ ہے یہ کتاب

مختار الدولہ محمود خاں کے کتب خانہ کا بہترین نسخہ ہے۔ اس کتب خانے میں اس کی جلد بندی ہوئی۔ اس کتب خانے کی کتابیں ان کے پوتوں تک محفوظ رہیں۔ اس کے بعد برباد ہو گئیں

دیوان شمس الدین کا کتب خانہ دیوان شمس الدین، نواب و شیرالذلیل، نواب محمد علی خاں اور نواب (ابراہیم علی خاں) تینوں رئیسوں کے دور میں ریاست کے اہم

مناصب پر فائز رہے۔ مدارالمہام ریاست بھی رہے تھے۔ موجودہ صدی ہجری کی پہلی دہائی میں انتقال فرمایا۔

موصوف ملکی و مالی انتظامی قابلیت کے ساتھ علم و فن سے بھی شغف رکھتے تھے۔ دینی علوم سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کا کتب خانہ اسی ذوق کا نتیجہ تھا جو مختلف علوم و فنون کی سرینکروں قلمی و مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ بڑی اہم اور نادر کتابیں آپ کے کتب خانے میں تھیں۔ آپ کے انتقال کے بعد کتب خانے کا اکثر حصہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے کتب خانے میں منتقل ہو گیا جو اسے سعیا میں ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک میں محفوظ ہے۔ اکثر کتابوں پر آپ کی مہر و دستخط و تاریخ ثبت ہے۔

ان کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر کتاب آپ نے مطالعہ سے گزری تھی جس پر آپ کی قلم کے توشی، آپ کے نوٹ، اور مضمون کتاب کی سزبیاں شاہد ہیں۔ کتاب کے ختم شروع میں کتاب اور مصنف کے حالات بھی اکثر اپنے قلم سے لکھے ہیں۔ خط نہایت پاکیزہ و پختہ، منشیانہ اور مطالو نہایت وسیع تھا۔ مولوی احمد علی بیاب صاحب علیہ السلام میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

” اومردے است خوش خلق، شیریں تقریر، در تواضع و وقار بے نظیر، در اجراء قوانین بندوبست

و ملک فکر رسا دارد۔ علم حدیث و تفسیر و سیر و اخلاق خوب تر بیاگر گرفته، خود را بدیں پایہ

بلند در صورت خاکساراں دارد۔“

”نزہۃ الخواطر“ میں ہے

وكان سريع الادراك قوى الحفظ شديد الانهاك على مطالعة

الكتب والمذاكر حريصا على جمع الكتب النفيسة، كشير

الاستحضر للمسائل العربية، رأيت في كبر سنه فوجدته

منه كافي المطالعة، وببداية المصنف لابن ابي شيبة،

دیوان صاحب ڈی کتابوں کا تفصیلی جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علم و فضل کے ساتھ

بڑے علم نواز اور نادر و نایاب کتابوں کے بڑے قدر دان اور حریص تھے۔ مسجد قافلہ کے مقابل آپ کے

مکانات تھے۔ ان ہی میں آپ کا کتب خانہ بھی تھا۔ یہاں تک ”دیوان جی کے گھر“ کے نام سے معروف ہے

کتب خانہ صاحب نواب وزیر الدہلی کے بیٹے عبید اللہ خاں،

نائب الریاست اور اپنے عہد کے بڑی شان و شوکت کے رئیس تھے۔ ان کی حویلی اپنی شان کی زوالی،

عمارت ہے۔ ایک خوبصورت رور کوٹھی نشتر کا گاہ تھی۔ اسی کا ایک حصہ کتب خانے کے لئے محفوظ

تھا۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ عبدالعزیز خاں نے اپنے آخری روز تک اس یادگار کو قائم رکھا۔ مولوی محمود حسن

خاں، صاحب معجم المصنفین کی آپ کے یہاں بڑی آبرورفت تھی۔ اور وہ اس کتب خانے کی نگرانی

بھی فرماتے تھے۔

اسی دو میں مجھے یہ کتب خانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ کتابیں عیجده عیجده الماریوں میں فن دار

صلیٰ سے جمی ہوئی تھیں۔ علوم شرعیہ اور تاریخ کی کتابوں کا زیادہ ذخیرہ تھا۔ قلمی اور نادر کتابیں بھی کافی

۱۔ یہ کتب خانہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنگلہ میں محفوظ ہے

تھیں۔ ساتویں آٹھویں صدی ہجری کی متعدد کتابیں تھیں۔ ریاست کے قیام اور ان کی تعمیر و ترقی کی تاریخ کا بھی اہم مواد اس میں موجود تھا۔ ابتدائی دور کے اہم مرقعے، اور قدیم عمارتوں کی ابتدائی تصاویر بھی تھیں۔ افسوس آج کتب خانے کا وجود باقی نہیں۔ کتب خانے کا اکثر حصہ بمبئی کے تاجر خرید کر لے گئے۔ کچھ دوسرے مقامات پر منتقل ہوا۔ باقی ذخیرہ کئی نااہل اولاد کے ہاتھوں دست برد ہو کر منتشر ہو گیا۔

ان رُوس کے علاوہ صاحبزادہ محسوی خاں کا کتب خانہ تھا۔ جو ان کے بعد ان کی اولاد میں صاحبزادہ محمد سعید خاں کے قبضہ میں رہا۔ جنہوں نے اپنے شوق کی کتابوں کا اضافہ کیا۔ لیکن اس کے نوادر بھی تلف ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ نوادر اب بھی ان کی اولاد کے قبضہ میں ہیں۔ پانچ سات سال قبل میں نے اس ذخیرہ کو دیکھا تھا اس وقت متعدد قرآن مجید، حاشیے و ظائف اور متعدد مطلا و مذہب نادر کتابیں موجود تھیں

صاحبزادہ احمد حاق خاں کا کتب خانہ بھی مختلف فنون کی نادر کتابوں پر مشتمل تھا۔ موصوف نواب مجتہد علی خاں کے دوسرے بیٹے تھے اس لئے کتب خانہ بھی ان کو ورثہ میں ملا۔ بعد میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ سردار محمد خاں ریٹائرڈ کلکٹر چوناگرھ مندرھنے بھی اس کو باقی رکھا۔ ۱۹۵۵ء میں مجھے اس کتب خانہ کی فہرست بتانے کا موقع ملا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ کتب خانہ بھی اب انقلاب زمانہ کی نذر ہو کر بمبئی کے تاجروں کے ہاتھوں فروخت ہو گیا۔

صاحبزادہ عبد الحمید خاں کا کتب خانہ بھی اہم ذخیرہ پر مشتمل تھا۔ لیکن عرصہ ہوا۔ یہ کتب خانہ بھی ختم ہو گیا۔ اور مختلف لوگوں کے ہاتھوں کتابیں فروخت ہوئیں۔

صاحبزادہ احمد خاں کا کتب خانہ بہ قابل ذکر ہے۔ مختار اردو

مولوی حکیم مسعود حسرت نمائے حق، بی، بی

ٹونک کے علماء اور سرداروں کے کتب خانے

مختصر فتویٰ مسعود

علمائے کتب خانے اب تک جن کتب خانوں کا ذکر ہوا وہ امرار اور روسا کے کتب خانے تھے جنہوں نے علم پروری اور شانِ امارت کے لئے کتب خانے قائم کئے تھے لیکن علماء کے کتب خانوں کی داستان بہت طویل ہے ہر عالم کے ساتھ ایک کتب خانے کا ہونا بہت ضروری تھا۔ ایسے دور میں جب کہ طباعت عام نہیں تھی ہر قسم کی کتابیں سینے سے لگا کر رکھی جاتی تھیں چنانچہ قیام ریاست کے بعد جس قدر علمی خاندان ٹونک آکر آباد ہوئے وہ کتابوں کے ذخیرے بھی ساتھ لائے۔ جو حضرات درس و تدریس میں نمایاں مقام رکھتے تھے ان کے کتب خانے بھی ان کی حیثیت کے مطابق ہوتے تھے۔ وہیں ہر ایسے ہی اہل علم کے کتب خانوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نواب میاں خاں کے ابتدائی دور میں نثار الدولہ محمود خاں کی تحریک پر ملا عرفاں رامپوریا کے تین بیٹے مولانا خلیل الرحمن، مولوی محمد تقی اور مولوی سعد اللہ خطیب ٹونک منتقل ہو چکے تھے۔ یہ تینوں حضرات الگ الگ مستقل کتب خانوں کے مالک تھے۔ ہر کتب خانے میں کتابوں کی تعداد کافی تھی اس لئے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے۔

کتب خانہ مولوی خلیل الرحمن آپ ایک عظیم کتب خانے کے مالک تھے اللہ نے اولادیں بھی ایسی

عطا فرمائیں کہ ان میں سے ہر ایک نامور عالم یا بڑا طبیب تھا اس لئے کتابوں کے ذخیرے میں بھی کافی اضافہ ہوتا رہا۔ مولانا خلیل الرحمن کے چاہورہ منتقل ہو جانے کی وجہ سے ان کی کتابوں کا ذخیرہ بھی تقسیم ہو گیا ان کی اولاد

میں مولوی عبدالحق اور حکیم غفرانؒ تک محفوظ رہا۔ یہ حضرات جاوڑہ میں باعزت و باوقار زندگی بسر کرتے تھے مگر بعد میں اولاد میں علم کا ذوق نہیں رہ گیا اس لئے یہ تمام ذخیرہ تلف و منتشر ہو گیا۔ البتہ طب کے کچھ علمی نوادر ان کے عزیز و محبوب خادم منشی عباس علی صاحب میرنشی جاوڑہ کے پاس محفوظ رہے

مولانا خلیل الرحمن کی باقی اولاد ٹونک میں رہی۔ ان میں مولوی عبدالحق اور حکیم عبید العالی کو ان

نوادر سے کبھی قائم رہی اور مولوی عبدالحق نے ان کتابوں میں کافی اضافہ کیا۔ ۱۹۶۰ء میں انہوں نے حج کیا۔ اور کافی کتابیں خرید کر ساتھ لائے کتب خانہ کی اکثر کتابوں پر ان کی مہربانیت ہیں بعد میں جب اولاد نے کتابوں کو ضائع کرنا شروع کیا تو نواب سعادت علی خاں کے زمانے میں اہل علم حضرات کی کوشش سے اس کتب خانے کو صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ میں ضم کر دیا گیا

اس کی کتابیں اب بھی مسجدیں یا لائبریری میں محفوظ ہیں

کتب خانہ مولوی محمد منشی اپنے بھائی مولانا خلیل الرحمن کے بعد ٹونک تشریف لائے

مفتی شریعت کے عہدے کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ان کے پاس بھی کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا۔ موصوفت احقر کے جدا مجرتھے۔ یہ ذخیرہ محمد اللہ پانچ پستیں گزر جانے کے باوجود اب تک محفوظ ہے

یہ کتب خانہ ٹونک کے پرائیویٹ کتب خانوں میں سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ والد صاحب

مروم مولوی حکیم قاضی محمد غفرانؒ خاں ناظم شریعت تھے اس کتب خانہ کے ذخیرے میں کافی اضافہ فرمایا

موصوفت کوٹھی اور نادر کتابوں سے عشق تھا۔ اور بڑی توجہ اور اہتمام سے کتابوں کی حفاظت فرمایا کرتے تھے

درسی کتابوں کا بڑا ذخیرہ ظہار کے لئے وقف تھا۔ اس لئے ایک ایک کتاب کے لئے کئی نسخے رکھا کرتے تھے کتاب

کبھی ہی نادریوں نہ ہو۔ اگر کسی طالب علم کو ضرورت ہوتی تو بڑا مامل ویدیا کرتے اکثر فرمایا کرتے تھے جس شخص نے

علم اور اس کے وسائل کو سلسلہ میں بخل سے کام لیا اس کی اولاد سے علم جانا رہتا ہے۔ اس پر آپکا پورا عمل تھا

مولوی سعد اللہ کا کتب خانہ آپ بھی کتابوں کے بڑے شائق تھے کتابوں کا بڑا ذخیرہ آپ

کو در شہ میں ملا تھا۔ آپ کے صاحبزادے مولوی فضل حق خطیب المتوفی ۱۳۲۳ھ مفصل و کمال کے ساتھ تصنیف و تالیف کے بھی ولدادہ تھے۔ آپ نے کتب خانہ میں بڑا اضافہ کیا۔ ابائی جاگیر کی وجہ سے سرورج مالوہ جایا کرتے تھے۔ وہاں کے روساء و غلام قادر فال و غیرہ کے کتب خانوں سے بہت سی کتابیں خریدیں۔ ۱۳۱۳ھ میں حج بیت اللہ کا سفر کیا اور بغداد و بصرہ و غیرہ سے بہت سی کتابیں، ساتھ لائے۔ لیکن افسوس آپ کی اولاد میں علم نہ رہنے کے باعث یہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا۔ کتابوں کا بچا کچھ حصہ مولوی عرفان صاحب مرحوم کے کتب خانے میں داخل کر دیا گیا

مولانا حمید علی کا کتب خانہ آپ کے کتب خانے میں بھی کافی کتابیں تھیں۔ آپ کے بھتیجے مولوی احمد علی سیاب^۳ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کے بیٹے حکیم سعید احمد صاحب اپنے دور کے کامیاب طبیب اور بااثر شخصیت رکھتے تھے دونوں حضرات نے کتابوں کے ذخیرے میں کافی اضافہ کیا۔ لیکن یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ کتابوں کا بقیہ حصہ حکیم محی میاں صاحب کے پاس محفوظ ہے جس کا بیشتر حصہ طب کے قلمی نوادر پر مشتمل ہے۔

نجف علی خاں کا کتب خانہ تاج العلماء نجف علی خاں قاضی جھرم، ٹونک کے اصحاب کمال میں ممتاز ترین شخصیت رکھتے تھے۔ مختلف علوم میں پچاس سے زائد تصنیفات آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا کتب خانہ بیش قیمت نوادر پر مشتمل تھا۔ دو ایک نسل تک تو اس کی کتابیں محفوظ رہیں۔ آخر میں ان کا حشر بھی وہی ہوا جو علم و فضلار کی نااہل اولاد کے ہاتھوں ہوا کرتا ہے۔ یہ جو اہر پائے

۱۳۱۹ھ المتوفی ۱۳۱۹ھ آپ نواب وزیرالہ کے کتب خانہ کے جہاز رہے ہیں تقریباً تیس کتابیں آپ کی منترجہ و تالیف کردہ محفوظ ہیں۔ ذاتی کتب خانہ کی اکثر کتابوں پر وہیم و پیر کی مہریں ثبت ہیں۔ مہروں میں یہ عبارت کندہ ہے

(۱) من ضرب عرفان سعید اللہ
(۲) محمد فضل حق بن الخطیب مولوی سعید اللہ
۱۲۳۵ھ حکیم سعید احمد صاحب کے پسر ہیں۔ مولانا کے برادر مفتی حضرت جہاں سیدی نے
دور حاضر کے مشہور و کامیاب شاعر عرصہ دراز سے دہلی میں قیام ہے۔ ان کا انتقال ۱۳۱۵ھ میں ہو چکا ہے

نااہل اولاد کے قبضہ میں خرف ریزے بنے رہے۔ اور یہ ملک کے جدید لوگ اس ذخیرے کو منتشر کر کے پاکستان چلے گئے۔ اور کتب خانہ بالکل ختم ہو گیا۔

اسی طرح مولوی خلیل الرحمن مفتی، مولوی ضیاء النور مفتی، مولوی محمد ادیب، مولوی کسراج الرحمن، مولوی عبدالمجید خاں صاحب، یوسف خاں صاحب اور سادات قافلہ وغیرہ کے کتب خانے انقلاب کی نذر ہو گئے۔

کتب خانہ حکیم برکات احمد صاحب اپنی مسند درس ہندوستان کی مشہور ترین درس گاہوں میں تھی۔ آپ کے ذاتی کتب خانے میں بھی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ خیر آبادی خاندان سے تعلق کی بنا پر منطق و فلسفہ اور دیگر علوم عقلیہ کی کتابیں زیادہ تھیں

حکیم صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے حکیم محمد احمد صاحب آپ کے صحیح جانشین ہوئے لیکن عمر نئے وفات کی۔ ان کی اولادیں سب چھوٹی تھیں۔ اس لئے عرصہ دراز تک کتب خانہ منتقل رہا۔ ایک بار والد صاحب مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ حکیم برکات احمد صاحب فرماتے ہیں کہ واقعی جی! کتب خانے میں پانی ٹپک رہا ہے۔ دوسرے دن کتب خانہ کھلوا کر دیکھا گیا تو واقعی پانی ٹپکا تھا۔ اس سے نقصان پہنچا تھا۔ چنانچہ ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا۔

حکیم محمد احمد صاحب برکاتی تحصیل علوم کے بورڈ ٹونک تشریف لائے تو آپ نے کتب خانہ کو منبہ والا مگر تقسیم ملک کے بعد موصوف کراچی منتقل ہو گئے اور نادر و نایاب کتابوں کا اکثر حصہ ساتھ لے گئے۔ غیر ضروری کتابیں یہیں چھوڑ دیں کچھ اب تک آپ کے تلامذہ کے پاس ہیں۔

کتب خانہ مولوی احمد مفتی آپ عداوت شریعت میں مفتی تھے۔ ان کے والد سید احمد

کا وطن عظیم آباد تھا۔ نواب درتاج اللہ و اس کے زمانہ تیرا ٹونک تشریف لائے اور اعزاز کے ساتھ زندگی گزار دی۔ کتابوں کا ذخیرہ ان ہی کا جمع کردہ تھا۔ مولوی سید علی احمد بہاری کے داماد تھے

یہ اسی طرح حکیم صاحب مرحوم کے صاحبزادے مولوی احمد صاحب کا کتب خانہ برکات احمد صاحب کے انکشاف میں محفوظ ہے۔

اکثر کتابوں پر آپ کی مہر ابو الجنتی سید عبدالرحمنؒ ثبت ہے۔ بعد میں جب ان کتابوں کے تلفت ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ان کا کتب خانہ عدالت شریعت کے کتب خانہ میں داخل کر دیا گیا۔

کتب خانہ مولوی عبدالرشید خان نواب ابراہیم علی خاں کے دور میں درباری علماء میں تھے کتابوں کا بہت شوق تھا۔ اس لئے پورا کتب خانہ جمع ہو گیا۔ جو اہم اور نادر کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتب

مداولہ کے اردو تراجم اس کتب خانہ کی خصوصیات میں ہیں یہ کتب خانہ بھی عرصہ دراز سے مقفل پڑا ہے۔

کتب خانہ مولوی عبدالرحمن چشتی حیدرآباد کے رہنے والے تھے حکیم برکات احمد صاحب

صاحب سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ عرصہ تک مسجد فتحپوری کے مدرسہ میں درس دیا۔ حکیم صاحب کے انتقال کے بعد دارالعلوم خلیفہ میں منتقل ہو گئے اور عمر بھر درسی خدمات انجام دیتے رہے

ان کے مزاج میں بڑی نفاست تھی جو کتب خانہ اور اس کی ایک ایک کتاب سے ظاہر ہوتی تھی۔ کتابیں صاف ستھری رکھنے کا بہت اہتمام تھا۔ کتابوں کی بلدیں بڑی پاکیزہ، صاف اور خوبصورت ہوتی تھیں اور اعلیٰ قسم کی الماریوں میں سیلنڈر سے رکھی جاتی تھیں۔ بنیر علی کی کوئی کتاب گھر پر نہ تھی آخر عمر میں اپنا کتب خانہ جماعت اسلامی کو پیش کر دیا۔ جو ٹونک سے مرکز میں منتقل ہو گیا اور وہاں محفوظ ہے۔

مولوی حیدر حسن خاں اور مولوی حیدر حسن خاں شیخ الحدیث ندوہ، مولوی محمود حسن خاں، صاحب مجاہدین، مولوی محمد حسن خاں اور مولوی

ظہیر خاں پروفیسر سیکولر کالج، پلاروں چشتی بھائی تھے۔ اور ہر ایک کے پاس کتابوں کا انا ذخیرہ تھا۔

مولوی محمود حسن خاں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ معجم المصنفین کی ترتیب میں گزارا اس لئے یہاں کے اکثر کتب خانے ان کے کھنڈا لے ہوئے تھے۔ ریاستی کتب خانے میں ان سے منقول

اس لئے کتابوں کا زیادہ ذخیرہ ذاتی طور پر انہوں نے جمع نہیں کیا۔ پھر بھی ان کے پاس کافی کتابیں تھیں۔

ان سے کچھ کتابیں قائمی عرفان صاحب کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

مولوی حیدر حسن خان کی پوری عمر درس و تدریس میں گزری اس لئے ان کے پاس کتابیں نہ بچ سکیں۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد سے جو کتابیں بھی شائع ہوتی تھیں ہر کتا کا ایک نسخہ مولانا کے نام فرمایا جاتا تھا۔ خود مولانا کو کتابوں کا بہت شوق تھا۔ محلی شریعتیوں کا نسخہ خود مولانا نے نقل کرا کے اپنے کتب خانے میں داخل کیا۔

فقہ کی مشہور ضخیم کتاب ”سرہات“ دو چار جلدوں میں مصنف نے محدثانہ انداز میں مسائل فقہیہ کو ثابت کیا ہے۔ اسی طرح نقد حدیث سے متعلق امیر و وزیر کے متن و شرح، تلمیح و تلویح کو مقامی کا منشی رحمت اللہ سے لکھوایا تھا۔ اور اکثر اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے جس کتاب کو بھی نادر پاتے اور اس کا اپنے پاس موجود رہنا ضروری خیال فرماتے تھے فی الفور نقل کرایا کرتے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد جب آپ کے لڑکے پاکستان منتقل ہوئے تو نادر کتابیں بھی ساتھ لے گئے۔ باقی کتابیں جدا سے فرقان بینا لنگ کے کتب خانے میں داخل کر دی گئیں۔

مولوی محمد حسن خان منشی کا بھی ایک اتنی کتب خانہ تھا۔ یہ کتب خانہ تقسیم ملک کی نذر ہو گیا۔ کچھ کتابیں ضائع ہو گئیں۔ باقی کتابیں ٹونک ہی میں کس پرسی کے عالم میں ایک مقام پر پڑی ہیں۔ ادب القضاء، خصاف کی شرح، صدر شہید کا ایک نادر نسخہ آپ کے کتب خانہ میں تھا۔ جو میں نے دیکھا ہے۔ یہ نسخہ ۹۷ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام علی الجارحی ہے۔ اور اوراق ۱۵۸ خط چھپے عربی، کاغذ سفید دیز، غیر جدولی، ورق اول پر طلانی جدول ہے۔ جس کے بالائی حصہ میں کتاب کا نام سنہرے حروف میں لکھا ہوا ہے۔ درمیان کے طلانی دائرہ میں مصنف کا نام دیا ہے۔ یہ نسخہ علامہ فرین بن نجیب، المصری صاحب بحر الواقع کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ ان کے قلم کے حواشی اس نسخہ کے حاشیہ پر چسپے ہوئی ہیں۔

مولانا سورتی کا کتب خانہ ٹونک کے قابل ذکر کتب خانوں میں مولانا

محمد سومرتی مرحوم کا کتب خانہ بھی تھا۔ یہ کتب خانہ اگرچہ ٹونک میں زیادہ دن نہیں رہا۔ مولانا کے انتقال کے بعد ٹونک سے باہر چلا گیا لیکن اپنی نوعیت کا بے مثل کتب خانہ تھا جس میں مختلف علوم و فنون کے جواہر پائے جاتے تھے۔ مولانا مرحوم میااری اور علمی کتابوں کے عاشق اور کثیر المطالعہ تھے بیشتر اوقات مطالعہ میں مشغول رہتے تھے اور تھوڑے وقت میں بڑی بڑی کتابیں پڑھ ڈالتے تھے۔ ایک کتاب ختم ہوتے ہی دوسری کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے جہاں کہیں نئی کتاب کا پتہ چلتا، فوراً منگاتے۔ اپنا سہ غلام رسول سورتی کو ہدایت تھی۔ کہ جب بھی کوئی نئی کتاب طبع ہو کر آئے فوراً وہی پی کر دی جائے۔ اس لئے وہ جہاں بھی رہے ان کے پاس کتابوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا۔

موصوف نوحخط اور نہایت زود تسلیم تھے۔ بڑی بڑی نادر کتابیں خود لکھ ڈالتے تھے اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

ان کے پوتے پرنسپل مظہر محمود نے پاکستان سے شہر لکھے ہیں۔

مذکورہ صاحب نے زندگی بھر خطوطات و مسکوکات اور نوادرات بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کر دیے جو ان کا سرمایہ حیات تھا۔ جسے انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو ۱۹۲۱ء میں فروخت کر دیا تھا۔ جن کی فہرست ۱۰ جلدوں میں ادارہ تحقیقات پاکستان سے منسلک ہو چکی ہے۔ اس ذخیرہ خیرانی کی مجموعی تعداد ساڑھے تین ہزار کے قریب ہے جن میں عمدہ حصہ دھائی ہزار کے قریب فارسی خطوطات پر مشتمل ہے۔ قدامت فی ندرت اور مواد اور متن کے اعتبار سے یہ ذخیرہ بہت اہم اور بیش قیمت ہے۔ یہ عربی، فارسی، اردو، ترکی، گجراتی، پشتو، پنجابی اور برہمنی زبانوں کے خطوطات ہیں ان خطوطات میں چھٹی صدی ہجری سے لے کر دسویں گیارھویں صدی ہجری تک کے مکتوبہ نسخے ہیں۔ قدیم ترین نسخہ قرآن کریم کی قدیم نسخہ جو فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۳۴۰ء کے زمانے کی مکتوبہ ہے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔

رہبرست خطوطات خیرانی - مرتبہ ڈاکٹر مظہر محمود لاہور ۱۹۶۸ء

امید پیار

جمہرات العرب جیسی ضخیم کتاب، موذی مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود تھوڑے وقت میں نقل کر ڈالی۔ اس کے علاوہ کئی اور بھی ضخیم ضخیم کتابیں نقل کیں۔ اس جلیل المرتبہ ادیب کے کتب خانے میں عربی ادب، حدیث و تاریخ کی بے شمار کتابوں کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی کتابیں بھی تھیں۔

موجودہ دور
موجودہ دور میں جن حضرات کے پاس کتابوں کا ذخیرہ باقی ہے ان میں مولوی محمد علی خاں صاحب کا نام قابل ذکر ہے۔ مولانا حکیم برکات اللہ صاحب کے شاگرد اور پرانے باقیات سالخانہ میں ہیں آپ کے پاس کتابوں کا اچھا ذخیرہ ہے۔

اسی طرح مولوی حکیم احمد خاں صاحب ٹونکی مفتی مقیم جے پور کا کتب خانہ بھی کتابوں کی مقبول تعداد پر مشتمل ہے۔ اس میں کچھ نامور کتابیں ہیں۔ لیکن زیادہ حصہ خود حکیم صاحب کا جمع کردہ ہے۔ طب کی کتابیں خاص طور سے اہم ہیں۔ اس کتب خانے میں درجنوں کتابیں خود مصنفین کے ہاتھ لکھی ہوئی اور باقی کتابیں تاریخی مذرت کی حامل ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان نوادیر پر علیحدہ مضمون لکھا جائے۔

قبلہ والد صاحب مرحوم کے کتب خانے کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ کہ وہ مجددانہ محفوظ ہے اور ٹونک کے کتب خانوں میں اپنے نوادیر کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ اس پر علیحدہ مضمون لکھا جائے گا۔

ان کے علاوہ شہر ٹونک میں سیوں خاندان ایسے گزرتے ہیں جو اپنے اپنے دور میں مرکز رہے ہیں جن میں نرسہی اور دین کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا لیکن آج ان کا نام بھی باقی نہیں ہے۔
دوسری کتب خانے
شہر ٹونک میں دو دوسری دوری ذخیریں اور تسلیم و تعلم کا مرکز تھا۔ اسی زمانہ میں دوسری کتب خانوں کی تعداد بھی کثیر تھی۔ جو آج کل کے دور میں کتب خانوں

ایک مختصر کتب خانہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب یہ خیر مفقود ہے۔ اس لئے یہ ذخیرے بھی منتشر ہو گئے۔ البتہ دارالعلوم خلیلیہ کا کتب خانہ، مدرسہ فرقانیہ اور مدرسہ نصابیہ ٹونک کے کتب خانے اب تک باقی ہیں۔

دارالعلوم خلیلیہ کا کتب خانہ کتابوں کی کثیر تعداد پر مشتمل ہے۔ ان میں درسی کتابوں کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ ضرورت ہے کہ تنظیم دارالعلوم اس کا تعارف کرائیں۔ اگر کچھ نوادریں بھی محفوظ ہوں۔ تو ان کے حالات بھی شائع کریں تاکہ اہل علم ان سے استفادہ کر سکیں۔

مدرسہ فرقانیہ ٹونک کا کتب خانہ زیادہ وسیع نہیں۔ البتہ تقسیم ملک کے بعد مولانا حیدر حسن خاں صاحب کے کتب خانے کی باقی کتابیں جو ان کی اولاد کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد یہاں رہ گئی تھیں اس مدرسہ میں داخل کر دی گئی ہیں اور محفوظ ہیں۔

مدرسہ نصابیہ ٹونک بھی کچھ عرصے تک درس و تدریس کا مرکز رہا ہے اس لئے اس مدرسہ میں بھی کتابوں کا کچھ ذخیرہ تھا جو محفوظ ہے۔ ان مدارس کے علاوہ مدرسہ امیریہ ٹونک میں بھی درسی کتابیں کافی تعداد میں تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد جب مدرسہ باقی نہیں رہا۔ تو اس کی کتابیں سعید آباد لائبریری ٹونک میں داخل کر دی گئیں اور محفوظ ہیں۔

کتب خانوں کی داستان بہت طویل ہو گئی خیاں تھا کہ جو ذخیرے اب بھی محفوظ ہیں ان کے ذکر کے ساتھ ان کے نوادریں کا بھی کچھ تذکرہ کیا جاتا۔ لیکن طوالت کے خیال سے اس وقت صرف کتب خانوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے موقع عنایت فرمایا تو ان نوادریں پر انٹرنیشنل انڈسٹری کے گوشہ نشین کی جائے گی۔

آخر میں قارئین کو یہ مزہ سناتے ہوئے مسرت محسوس کرنا ہوں کہ جیسے سعید آباد میں لائبریری کی کتابوں کی مفصل بہرست تیار کرنے کا موقع ملا ہے۔ اسی وقت سے راقم الحروف

”مَنْ كَرِهَ عِلْمَ عَائِشَةَ طَوَّأَتْهُ“ ترتیب دینے کی فکر تھی، بجز اللہ اس سلسلہ میں بہت کچھ کام ہو چکا ہے۔ جو باقی ہے اس کی تکمیل کے لئے ان حضرات کے تعاون کی ضرورت ہے بن کوفہ خاندان کسی بھی دور میں اس ریاست سے متعلق رہ چکے ہیں۔ اس تذکرہ میں ان کی تصانیف، علمی کاوشوں، اور نسبی سلسلوں کا خصوصیت سے اہتمام کیا گیا ہے

امید ہے کہ اصحابِ علم اس سے کام لیں۔ اپنے امداد سے دریغ نہ فرمائیں گے



کتاب خانہ عرفانیت ٹونک

کے تالیف و منظریت مجموعہ سنت اول علامہ

مولوی حکیم قاضی محمد عرفان خان ناظم (صدر المقتبین) عدالت شریعت ٹونک
راہنما اس علاقہ کے فاضل اور شہسورترین افراد میں تھے علمی قابلیت، فہم و کار، تفقہ فی الدین، جرأت
پر عبور، حق گوئی اور پابندی شریعت میں آپ کو غیر معمولی شہرت حاصل تھی۔ امراء کے درباروں میں
علی الاعلان حق کا اظہار آپ کا شیوہ تھا۔ درس و تدریس میں اپنے استاد مولانا حکیم سید کرامت احمد
صاحب کے بعد آپ مرکزی شخصیت بن گئے۔ مالک تھے غالب علمی کے ابتدائی دور سے درس دینے کا سلسلہ
شروع کر دیا تھا۔ جو موت سے تین روز قبل تک جاری رہا۔

اسی دہی توغل اور علی انہماک کی بنا پر کتابوں کے ذخائر سے ہمیشہ آپ کا رابطہ رہا خود آپ کا
ذاتی اور خاندانی کتب خانہ جس کے نوادر پر یہ مضمون سپرد قلم کیا جا رہا ہے شخصی کتب خانوں میں سب
سے بڑا کتب خانہ تھا۔ طلباء کی ضرورت کے لحاظ سے درسی کتابوں کے کئی کئی مرتبہ نسخے تیار
کے کتب خانے میں رہتے تھے اور ان کو دیے جاتے تھے۔ نادر کتابوں کا ذخیرہ ان کے علاوہ تھا جو
ورثہ میں پہلا آنا تھا۔ اس طرح یہ کتب خانہ ایک جامع کتب خانہ بن گیا۔

آپ کا خاندان ٹونک کے ممتاز ترین خاندانوں میں شمار ہوتا ہے اس خاندان کی مورث

اعلیٰ مدافعانِ راپوری صاحبِ دقار و مددِ دارِ حواشی منارِ تحصیلِ علم کے لئے علامتِ سوات سے ہندوستان آئے اور بحرِ العلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ اور متابل ہونے کے بعد راپور میں سکونت اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ سات پشت گزر جانے کے بعد اب تک مسلسل اس خاندان میں علمِ فضل باقی ہے۔ ذلک فضل اللہ یہی مدافعانِ راپوری اس کتابی ذخیرے کے بھی مورثِ اعلیٰ ہیں ان کے انتقال کے بعد یہ ذخیرہ ان کی اولاد میں تقسیم ہونا چلا گیا۔ اور اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔ اس کی کچھ تفصیل اپنی مضمون "نونک کے قدیم مدارس اور کتب خانے" میں لکھ چکا ہوں جو مزارف بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا ہے۔ تقسیم در تقسیم کے بعد کتابوں کا جو ذخیرہ والد مرحوم کے حصے میں آیا تھا۔ اس کے نواد پر مضمون لکھنے کا وعدہ گزشتہ مضمون میں کیا تھا۔ یہ مضمون اسی وعدے کا نتیجہ ہے۔

مجموعی طور پر یہ کتب خانہ حدیث، فقہ، تصوف، صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور طب کے اچھے ذخیرہ پر مشتمل ہر کل کتابوں کی تعداد تقریباً دو ہزار ہے۔ درسی کتابیں زیادہ تعداد میں ہیں۔ مثلاً شرح جمانی کے ۹ نسخے، ۵ دلیہ کے ۷، شرح وقایہ کے ۳، بیخارہ کے ۳، ابوداؤد کے ۳۔ وغیرہ وغیرہ۔

منطق اور فلسفہ کی کتابوں کا بھی یہ مال ہے۔ فقہ میں اس خاندان کو ہمیشہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس لئے فقہی ذخیرہ کا زیادہ تعداد میں ہے۔ کتب متداولہ فقہیہ کے علاوہ مختلف نقادوں کی خاصی تعداد میں ہیں۔

عوارض امارت اور صحیح البخاری کے نادر خطوط کا تاروف اس سے پہلے کے مضمون میں کرایا جا چکا ہے۔ اس مضمون میں دوسرے نواد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ یہ سنابین معاون میں۔ ۱۹۶۶ء و ۱۹۶۷ء و ۱۹۶۸ء شائع ہو چکے ہیں۔

مجموعہ حواشی تفسیر بیضاوی

(۱) حاشیہ سورہ بقرہ: - از ملا محمد صادق، محشی ۸، رمضان ۱۲۳۲ھ کو

اس محشی سے فارغ ہوئے۔ ملا صوفی بن ملا بانی کاتب نے سمرقند میں ۱۲۵۲ھ میں نسخہ لکھا

تقریباً ۸ جزو کار سال ہے، تقطیع خورد، کاغذ گرم خوردہ وقت سے چٹ زدہ

آغاز: - يَا مَن مَّن عَلَيْنَا بِإِسْنَالِ الرَّسُولِ الْكَبِيرِ

(۲) حاشیہ سورہ انا فتحنا از ملا علی تقریباً ۵ جزو کار سال ہے

(۳) ایضاً از مرزا جان شیرازی ۱۲۹۱ھ

(۴) ایضاً از میر صدر الدین بخاری معنی

انرا ذکر تنویں حواشی کے کاتب محمد عبور بن محمد باقی ہیں ۱۲۵۲ھ میں یہ حواشی لکھے

گئے ہیں۔ یہ چاروں حواشی ان ہی مقامات کے کاتبوں کے لکھے ہوئے ہیں جہاں کے محشی

تھے، مجموعہ حواشی قدیم اور نادر نسخہ ہے ۱۲۵۲ھ میں نسخہ عالمگیر کے شاہی کتب خانہ

میں داخل ہوا۔ اور ششم خان خانان کی تحویل میں رہا۔ ان کے قلم کا یہ نوٹ شروع میں

درج ہے۔ - محرم الحرام ۱۲۵۲ھ عالمگیری تحویل محمد ششم

مجموعہ کے آخری صفحے پر تذکرہ جاریں موجود ہیں جو شاہی تحویلداروں کی معلوم ہوتی ہیں

مگر اس طرح منادی لکھی ہیں کہ پڑھی نہیں جائیں۔ شروع میں مولوی فضل حق خطیب پٹنہ

کی تہریر ثبت ہے۔ -

نواب نعم خان خانان سلطان مغلیہ کے سپہر خواہین میں سے ہیں روح اللہ خان شیخی کی سرور

عالمگیر کے دربار سے متعلق ہوئے عالمگیر اور اس کے بیٹے شاد عالم دونوں کے زمانہ میں مناسب جلیلیہ

فاتر ہے۔ انرا لہار میں اس کے مفصل حالات درج ہیں

تفسیر پارک ۱۰۰

از احمد بیرونہ شیبانی از مدینہ منورہ۔ اس تفسیر کے کاتب محمد حسین بن محمد علی بیہونی ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں۔ مگر نسخہ قدیم ہے۔ ورق اول ناقص ہے۔ تفسیر کے ساتھ ملاحظیہ ناسا تہ شامل ہے۔ اس کے کاتب دوست محمد بن یار محمد ہیں۔ یہ نسخہ کابل میں نواب ابوالحق کے در رس میں لکھا گیا۔ اس کتابت سے جلوس لکھا ہے۔ اور کوئی صراحت نہیں ہے۔ یہ نسخہ بھی قدیم ہے اس کا ورق اول بھی ناقص ہے۔ اسی حالت میں یہ دونوں کتابیں شاہی کتب خانوں میں داخل ہوئیں۔ جیسا کہ مختلف تحویلداروں کے نوٹ سے اندازہ ہوتا ہے۔ چند دور مہر میں بھی ثبت ہیں لیکن محشور ہیں۔

وقفہ الحجاب عن الناسخ والمناسخ من ای الذکوب

شیخ محمد بن سلیمان الکردی المدنی المتوفی ۱۱۱۲ھ اس کے مصنف ہیں۔ مولانا شیخ ظفان ساکن صغار از بدغان کی قرأت پر یہ سال لکھا۔ مختصر رسالہ ہے۔ اور مصنف کی زندگی کا کونسا ہوا ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ غالباً مصنف کے کسی شاگرد کے قلم سے لکھا ہوا ہے اور اس نسخہ سے مصنف کی موجودگی میں مقابلہ کیا گیا ہے۔ آئیں یہ نوٹ درج ہے۔

قوبلت مع المؤلف حفظہ اللہ تعالیٰ ومع نسخہ

۱۱۵۶ھ میں یہ نسخہ ایسا بن عثمان الکردی ثم المدنی کی ملک میں آیا۔ ۱۱۷۲ھ میں احمد بن حسین بن رشید کی ملکیت میں آیا۔ نسخہ نہایت معتبر و نادر ہے۔

افانہ: انساب دہر الذی نسخہ الملایم الشریک بنور الاسلام الخ
تفسیر بقرہ بیان

خضر بن عبد الرحمن زردی المتوفی ۱۱۷۲ھ اس کے مصنف ہیں۔ یہ نسخہ ۱۱۷۲ھ میں لکھا گیا اور

۱۰۴۷ھ کا لکھا ہوا ہے کاتب کا نام درج نہیں چھوٹے رسائے بارہ بوصفحات پر مشتمل ہر ورق اول
چٹ زدہ اور ناقص ہے تفسیر مدارک وغیرہ سے اس کی بخشی کی گئی ہے۔

تفسیر حسینی

ملاحسین واعظ کاشفی المتوفی ۹۱۰ھ کی مشہور تفسیر ہے پیش نظر نسخہ کی جلد ثانی قدیم
ہے اگرچہ تاریخ کتابت درج نہیں ہے مگر دوسرے شواہد سے دسویں یا گیارھویں صدی ہجری کا لکھا
ہوا معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں ایک مہر مدور موجود ہے۔ آخری میں کتابت اور کاغذ سے متعلق جو ٹوٹے ہوئے
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہا ہے۔ تقطیع متوسط، نجدوں آسمانی، و
جلالی، خط عربی۔

جمالین حاشیہ جلالین

مصنفہ ملا علی القاری المتوفی ۱۰۰۸ھ۔ پیش نظر نسخہ کے کاتب ملا لطف اللہ بن عبداللہ
سمری ہیں۔ ۲۹ رجب ۱۰۲۹ھ کو کتابت شروع ہو کر ۱۰۳۲ھ میں ختم ہوئی۔ شروع میں مہر میر نور علی
ثبت ہے۔ صاحب مہر نے ۱۰۳۲ھ میں اپنے قلم سے عبارت لکھی ہے۔ زویقہ ۱۰۳۲ھ کو نسخہ ٹونک
یراقاعین عبد السمیع صاحب بنگلہ دہلی میں آیا۔

آثارہ۔ الاموال الدمشقی، الجلائل والجمال والکمال الخ

مصباح السنن

پیش نظر نسخہ اگرچہ ناقص، اسلافین ہے لیکن نہایت قدیم ہے چینی یا ساتویں صدی ہجری کا لکھا
ہوا ہے کاغذ بڑا اور کتابت قدیم ہے۔ اس کے ہر ورق سے قدامت ظاہر ہوتی ہے۔

شرح مصباح السنن

شاعر کاپتہ نہیں، چل رکا۔ راجہ ثالث کے بعد ۱۰۵۰ھ میں تصنیف درج ہر ناغذ حنائی

دیگر خط عربی قدیم، شجران ۱۲۲۰ء میں نسخہ لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں لیکن نہایت قدیم و نادر ہے اور تصنیف سے ستر سال بعد کا لکھا ہوا ہے کتب خانہ میں صرف نصف آخر ہے۔ شرح میں ہر حدیث کے بعد فیہ مسائل کے تحت مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

شرح سفر السعادة

شیخ عبد القادر احب دہوی المتوفی ۱۰۵۲ھ پیش نظر نسخہ نادر نسخہ ہے۔ کاتب محمد جعفر نے ۱۲ صفر ۱۲۱۲ھ کو اس کی کتابت کی اور اوراق کی تعداد ۲۹۸ ہے۔ نسخہ قدیم اور بہتر حالت میں ہے آخر میں "احمد اللہ ولد محمد امیر اٹک" کی مہر ثبت ہے۔ شروع میں مولوی محمد مفتی ٹونکی کی مہر بھی ہے جس میں "محمد ظہیر اسرار عرفان" کندہ ہے۔ ورق اول سے ایک مہر محو کر دی گئی ہے شروع کتاب میں قاضی عبدالحمید ٹونکی کے قلم سے تفسیر و طبری کی رسالینف کی فہرست شامل ہے جن کی تعداد ۳۲ ہے

اشعرتنا اللمعات شرح مشکوٰۃ للمورث الدولون

پیش نظر نسخہ نصف آخر ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے کاتب فقیر پوری ہیں۔ جلد اول کے اختتام پر ۹۷ھ سن کتابت درج ہے بدلاخر کی ابتدا میں قاضی بدال الدین بن قاضی بدیع الدین احمد فاروقی کے دستخط اور مہر ثبت ہیں۔ مہر میں ۱۱۲۰ھ = ۱۷۰۷ء کے درجے

صحيح البخارى

اس نسخہ کے کاتب علامہ معین بن محمد کشمیری المتوفی ۱۰۵۰ھ ہیں اس نسخہ پر ایک مہر ثبت ہے جو عدلہ گھاٹا پٹنہ جو حارث بایت مارث ۱۹۶۰ھ میں شائع ہو چکا ہے

شمائل الترمذی

اس نسخہ کے کاتب حاجی نسر اللہ ایشمی اپناتی ہیں۔ زویقہ ۹۶۰ھ میں کتابت ہوئی نسخہ اچھا اور کثیرا مشتمل ہے ۱۱۲۰ھ میں یسروبولیوں سے علامہ خطیب جامع مسجد ٹونک

کے قبضہ میں آیا اور بیان سے قدرے ناقص تھا ورق اول ہی کم تھا نوصوف نے اسے مکمل کیا۔

شرح شامی نبوی

نجر جان بن محمد صدیق بن سلطان محمود نقشبندی تاشقندی اس کے مرشدت اور خواجہ نور الدین خواجہ جمال اللہ نقشبندی کاتب ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں شروع میں مہر محمد نقیبی "مہر محمد نقیبی" ثبت ہے۔ مولوی فضل حق خلیفہ ٹونکا کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔
اعزازہ۔ حمد ابدی و ثنائے لم یزلی و شکر بے عدد و سپاس بے حد الخ

الحصن الحصین للجزری

اس نسخہ کے کاتب شیخ نعمت اللہ بن شیخ سلیمان ہیں ۲۱۰ ہجری الاخری ۱۸۲۳ء قریح کتابت ہے نسخہ اچھا اور کثیر المحدثی ہے

لباب الاخبار

اس میں مختلف ابواب کی دس احادیث ہیں کر کے فارسی میں ان کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن ۲۰۲ ہجری قریح کتابت درج ہے۔ اول و آخر میں مولوی محمد اشرف مولوی فضل حق کی مہریں ثبت ہیں۔ ایک مدور مہر محمد شہسہ۔
اعزازہ۔ حمد بے حد و ثنائے بے عدد و مر خداے راعز و پس الخ

روضۃ الخطباء و مغنم الاققیاء

۱۰۰ کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ ۱۲۱ کے تب عمر غاں، ۱۲۲ مور عاروت و ۱۲۳ انفور جہاں
المدنی مولانا والیر رانی اصفہنی مولانا ہیں۔ کتاب خانہ میں اس کی صورت بلند تانی ہے۔ وہ بھی آخرت نافع ہے۔ یہ بعد از شبان کے خطبوں سے شروع ہو کر آخرت تک کے تقریباً ۱۰۰ خطبے
میں۔ تھروں میں دونوں جلدوں کی فہرست شامل ہے۔ اس کتابت اندازہ ہوتا ہے کہ جلد اول ۱۱۵

اور جلد ثانی ۲۲۲ خطبوں پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب خطبات کا اچھا مجموعہ ہے اور خطبے علمی انداز کے ہیں۔ شیخ احمد ابن محمد جمال صادق نے کسی زمانہ میں یہ کتاب کہیں وقت بھی لکھی جیسا کہ ابتدا کے نوٹ سے پتہ چلتا ہے۔

جامع الرموز شرح مختصر الوفاۃ

مصنف شمس الدین محمد القہستانی المتوفی ۱۱۱۰ھ۔ یہ نسخہ ۱۹۷۷ء کا لکھا ہوا ہے۔ کتاب

ابو بکر بن شیخ یوسف زلی ہیں۔ کتابت کی تکمیل اگرچہ ۱۹۷۷ء میں ہوئی ہے۔ لیکن اس کا اثر نہ نتائج کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ دراصل کتاب کے ابتدا تک جس قدر تھا وہاں ہیں ان سب پر کتابت نے "منہ سلمہ اللہ وابقا" لکھا ہے۔ یہ نسخہ بہت عمدہ اور قدیم ہے۔

الایضاح شرح الاصلاح للوقایۃ

مصنف احمد بن سلیمان بن کمال مروزی مشہور۔ ابن کمال پاشا المتوفی ۹۴۰ھ نسخہ کے کاتب غلام محمد بن محمد انصاری ساکن ملتان ہیں۔ انہوں نے اس کتابت کی ابتدا سے آخر تک مہرین خوشہ ہوا ایک مہر پر صاحب مہر کی طرف سے یہ عبارت درج ہے:

تالک بالثناء خادم العارل مونی ولد لقران پناہ مانع علی مرحوم

نسخہ اچھا ہے۔

تذکرۃ الفار شرح توبہ ارتقار

مصنف محمد بن عبداللہ الترمذی بوشانی ہیں اور اس ہی کتاب دو جلدوں میں ہے۔ پیش نظر نسخہ صرف جلد اول پر جس کے کاتب حافظ محمد بن علی ہیں۔ ۲۲۰ شعبان ۱۱۱۰ھ تاریخ کتابت ہے۔ اول و آخر کے کتب مہرین خوشہ میں نسخہ قدیم اور زیادت بہتر ہے۔

میں یہ نسخہ مکہ معظمہ سے خرید کر ہندوستان منتقل ہوا۔ ابتداءً اس کی جلد مصری تھی ۱۲۳۳ھ میں اس کی بہترین جلد شمارا اور انجمنوں نے تیار کرائی جو ٹوٹک کے ایک نامور سیریا اور صاحب کتب خانہ تھے۔ اس کتاب کی بدنامی بھی غالباً ٹوٹک کے ایک شخص ہی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

بستان العارفين للفقير ابي الليث المتوفى ۳۷۳ھ

پیش نظر نسخہ قدیم اور اچھا نسخہ ہے چھٹی یا ساتویں صدی ہجری کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے چونکہ ناقص الطرفین تھا۔ اس لئے اول آخر کے چند اوراق بعد میں کسی نے لکھ کر شامل کئے ہیں یہ نسخہ شیخ عبدالرزاق کے کتب خانے کا تھا۔ وہاں سے ان کے بھائی عنایت اللہ بن شیخ شہاب الدین نے خرید لیا۔ موسوف کی مہر ثبت ہے۔ جس میں ۹۳۳ھ کندہ ہے۔ اول و آخر میں ”محمد اعظم“ اور عصمت اللہ عباسی الباشمی کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ محمد عوث ہاشمی کی ملک میں بھی یہ نسخہ رہا ہے۔

فتاویٰ مجاہد البرکات

۱۔ ابو البرکات بن تمام الدین بن مورزا جمال خاں در ۱۲۳۳ھ اس نسخہ کے کاتب
۲۔ ابو الوفاء رادادی بن ۲۰ رجب ۱۲۳۳ھ کاتب ہے۔ اول و آخر میں مہر بن
”ملائی البرود عمیرناں“ کی ثبت ہیں۔

۱۲۴۰
خور النیرین فی اختلاف اهل ہمدان (ابن حنیفہ و الشافعی
لشیخ علی ہمدانی۔ اس نسخہ کے کاتب بن حسین بن رادی ہیں محرم ۱۲۴۶ھ یہ نسخہ لکھا

گیا۔ عبدالقادر بن محمد علی القادری کی ملک میں بھی یہ نسخہ رہا ہے۔

اعزاز:۔ التحمل للذوالری رفع اعلام الشریعة العزاء الخ
فتاویٰ قاضی خاں:۔ مشہور کتاب ہے۔ پیش نظر نسخہ دو جلدوں پر

مشمول ہے۔ جلد اول کا اکثر حصہ قاضی میاں سلیمان ولد گل محمد کا لکھا ہوا ہے لوح کتاب پر ابتدا کے کتابت کے سلسلہ میں ذیل کا تاریخی قطعہ درج ہے۔

روزار بجا ہند ہم بود از ریح الاولیں من شروع کردم بقول آن شفیع المزیں
 یک ہزار و یکصد و پچھل ہفت سن اندر چتا تا نویسم بامداد و بادل جاں این کتاب
 آخر کے ساتھ آٹھ جزو کا تب مذکور کے بہانی ملا حسین نے لکھے جس کی تاریخ کتابت اربع الایتم
 ۱۱۵۱ھ ہے اول آخر میں ان کی مزید عبارتیں اور حواشی بھی درج ہیں جو ۱۱۵۱ھ تک کے ہیں۔ آخر میں
 اس خاندان کے کچھ لوگوں کی تاریخ ہجرت و وفات درج ہیں۔ ان میں محمد حسین مذکور کی تاریخ وفات ۱۱۸۱ھ
 ۱۱۸۱ھ یوم جمعہ تحریر ہے۔ تقطیع کلاں اور نسخہ اچھا ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم مولوی فضل حق صاحب
 خطیب ٹونک نے ۱۲۴۱ھ میں اپنے کسی کاتب سے لکھوائی ہے

ضوء السراج شرح سراجی

مصنف ابو العالی محمود بن ابی بکر بن ابی اعلیٰ بخاری، کلا آبادی۔ پیش نظر نسخہ قدیم اور اچھا نسخہ ہے لیکن
 آخر سے ناقص ہے۔ ۱۲۵۰ھ میں یہ نسخہ نواب ہادی خان ابر آبادی انخاطب بہ و فاضل خان کے قبضہ میں آیا
 اس کے شروع میں ان کے قلم سے ایک نوٹ ہے جس کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا۔ ان کی بروہ مہر بھی ثبت ہے
 لیکن وہ محو کر دی گئی ہے۔ مذکورہ نوٹ کا مایقرا حصہ حسب ذیل ہے۔

”شرح سراجی فرائض مسیٰ بغور السراج بنہ محمد ہادی حسینی در بلدہ اکبر آباد۔ ۱۲۵۰ھ“

۱۵ شاہان مندیہ کے مشہور امراء میں اور عالمیہ کے بیٹے محمد اعظم کے مغرب میں تھے۔ اس نے اس کو فاضل خان کا خطاب یا
 قاضی علی گڑھ نے ان کو فائدہ دولت آباد میں قید کر دیا تھا۔ مدت کے بعد رہ گیا۔ کلا آباد سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی
 پھر ایک دن کے بعد ان کو اپنا منشی بنایا۔ کتب خانہ کی نگرانی کے ساتھ اور دوسری خدمات میں ان کے پیر و تہجد، وہ اکثر
 علوم و فنون میں کمال رکھتے تھے ۱۱۸۱ھ میں انتقال ہوا (ترجمہ الخواطر بحوالہ آثار الامراء)

کتاب کی ترتیب سے مصنف کتاب کی مہارت فن، قابلیت اور زبان پر پوری قدرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ ہندوستان میں ایک باارٹھ ہو چکی ہے لیکن کمیاب اور نایاب ہے۔ پیش نظر نسخہ قلمی مولوی فضل حق صاحب خطیب جامع مسجد ٹونکا کے ۱۲۷۹ھ میں لکھایا

ملہم الغیب

یہ کتاب بھی "عنوان الشرف" کے طرز پر صنعت تو شیخ میں لکھی گئی ہے۔ اور ایک سند ہوتا فی فاضل محمد شریف کٹیو کی تصنیف ہے۔ جہانگیر کے دور میں تصنیف ہوئی۔ اصل کتاب فقہ میں ہے اور صنعت تو شیخ میں چار رسالے فن صرف، نحو، منطق اور مناظرہ ترتیب دیے گئے ہیں۔ خدا بخش خاں نے بھی اپنی فہرست "محبوب الالباب" میں اس کا ذکر کیا ہے پیش نظر نسخہ مولوی فضل حق صاحب خطیب کے قلم کا لکھا ہوا ہے

آغازہ الحمد للہ حری الحمد علی ابدا انہا وانعامہا العظیم الخ

النصیری حاشیہ تلویح مع حاشیہ عبدالحکیم

تقریباً :- علامہ خالد بن عبداللہ الازہری المتوفی ۳۰۵ھ کی تصنیف ہے پیش نظر نسخہ

قدیم ہے۔ تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں لیکن اول سے آخر تک جو حاشیہ ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ شارح کی حیات کا لکھا ہوا ہے حاشیہ کی ہر عبارت پر کاتب نے منہ سلیم اللہ تحریر کی ہے۔ کاغذ اور کتابت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اسی دور کا لکھا ہوا ہونا چاہیے۔

اسی کے ساتھ حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی بزلبونج بھی شامل ہے جو ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹ ربیع

الاول ۱۲۷۹ھ کو بزمانہ عالمگیریہ حاشیہ بر خوردار ولد شیخ محمود نے لکھا ۱۲۹۹ھ میں بحر فخر الدین نے یہ نسخہ خریدا۔ شروع میں ذیل کی دو مہریں ثبت ہیں۔

(۱) حافظ محمد سلطان (۲) حافظ محمد سلطان ولد حافظ محمد تقی

دو مہریں مزید محوشدہ ہیں

اعزاز: حامد المن انزل کتابہ الحکیم۔ الخ

التلویح حاشیہ توضیح شرح تنقیح

علامہ تفتازانی المتوفی ۹۲۰ھ کی مشہور تصنیف ہے پیش نظر نسخہ پر اگرچہ تاریخ کتابت درج نہیں لیکن قدیم اور نادر نسخہ ہے کاتب کا نام نصر اللہ بن عمر بن سعد اللہ ہے۔ ۲۲۵۔ اوراق پر مشتمل ہے۔

اول و آخر میں متحد و مہریں ثبت ہیں لیکن پڑھی نہیں جاتیں کہیں کہیں مہر کے ساتھ عرض دیدہ شدہ بھی تحریر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہا ہے

اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ ہندوستان کے مشہور عالم میرزا بہار پوری اور قاضی محمد پناہ جو پوری کی ملکیت میں رہا ہے۔ ورق اول پر تحریر ہے۔

ملک العبد الاحقر میرزا بہار عفی عنہ

اس کے بعد دوسرا نوٹ درج ہے جس کا مایقرا حصہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

تموقع بالشراء الصحیح فی ملک عبداً..... الی حرمۃ اللہ

محمد پناہ بن امان اللہ عفی عنہما

ہر حال پیش نظر نسخہ عمرہ قدیم ہے اور تصحیح شدہ ہے البتہ امتداد زمانہ سے کاغذ بوسیدہ ہو گیا ہے

حاشیہ معالم الدین

بملا محمد صالح بن احمد ماژندرانی:۔ اچھا نسخہ ہے کاتب کا نام محمد موصوم قاضی ہے

قاضی محمد زاہد پوری ابن قاضی محمد اسلم پوری المتوفی ۱۰۱۰ھ ہندوستان کے مشہور عالم اور صاحب نقایع منداولہ ہیں۔

قاضی محمد پناہ جو پوری، جون پور کے مشہور عالم ہیں نادر شاہ نے ان کو علمی تحقیقات کے صلہ میں مستعد خان خطاب دیا تھا۔ محمد شاہ نے جون پور کا قاضی مقرر کیا۔ وہیں انتقال ہوا (ترجمہ الخواطر)

حرم کتبہ میں پیش لکھا گیا۔ ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز۔ محمدك اللهم ربنا من خلقنا وامنك شيئا مذكورا الخ

خزانة الغرائب شرح حسامی

شرح کا پتہ نہیں چل سکا۔ مگر متذہبن میں سے معلوم ہوتے ہیں مفصل شرح ہے۔ اور ہر لفظ
 قیل و قال ہے۔ "قیما بحث"، "فیما نظرت" لکھ کر پوری بحث کی گئی ہے پیش نظر نسخہ
 صرف چندا بترائی اجزا پر مشتمل ہے۔ ورق اول ہی ناقص ہے جس کی بنا پر مزید تفصیلات معلوم
 نہیں ہو سکیں رسم کتابت سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم نسخہ ہے۔ مقدمہ سے وجہ تسمیہ کی کچھ عبارت
 نمونہ درج ہے۔

"وسمیتها ارشاداً لعل لفقوا قدام العجائب واللطائف الغریبہ
 خزانة الغرائب متوقفاً من الاخوان والاقراء من فاضل العصر الزمان
 شرح مسامع النبوت

شرح کا نام معلوم نہیں ہو سکا پیش نظر نسخہ کے کاتب محرم اکمل ہیں اور ان کے قلم سے ایک نو
 شروع میں درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۲۵ شعبان ۱۲۸۵ھ کو یہ شرح تصنیف ہوئی۔ ۱۳۳۹ھ
 میں کاتب نے مصنف کے اصل مسودہ سے یہ بیضہ تیار کیا۔ اس وقت شرح کا انتقال ہو چکا تھا
 مذکورہ نوٹ درج کیا جاتا ہے۔

ابتداء تصنیف هذا الشرح الموجب للفرح في الخامس والعشرين
 من شعبان سنة الف ومائة وثمانين من الهجرة المقدسة
 وابتداء نقله في اول ليلة من خدام مصنف في تاسع عشر من
 ربيع الاول سنة الف ومائتين وسبعة وثلثين من الهجرة

النبویة..... وکاتباً اضعف عباد الله الاجل محمد

المدعو باكمل عفی عن ذنوبه بکمال لطفه

آخر میں ختم کتابت کی عبارت یہ ہے۔

”الی هنا الشرح تم ومن الرقم سكن القلم واستراح الشارح

طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه، کبیتنا من خط مؤلفه و

قابلت بحق مقابلتها وانا اضعف عبادنا الله الاجل محمد

المدعو باكمل.....“

اصل کتاب کی ابتدائی عبارت اس طرح ہے

”الحمد لله رب العالمين..... الحمد لله قال المصنف

في الحاشية، قالوا هذه الجملة تحمل ان يكون انشائية

لان المقام مقام انشاء الحمد“ الخ

در بیان کے کچھ حصہ کا نمونہ یہ ہے۔ متن کی عبارت ”اما بعد فيقول الشكور الصبور محمد

بن عبد الشكور“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”في الحاشية، الوصف الاول كائن بالارث.....

والوصف الثاني كائناً بنفسه..... وقد اشتهر بين

الطلبة ان المصنف ارسل هذا الكتاب الى استاد العالم

التحريم والذكي الخبير الشيخ قطب الدين الانبيطي الشهير

بالشمس ابادي، فلما رأى هذه العبارة قال ما فعل هذا

الرجل قد جعل اباة عبد الله“

کوشش کے باوجود مجھے شرح کا پتہ نہیں چل سکا اس لئے اس پر تفصیلی نوٹ لکھ دینا مناسب معلوم ہوا تاکہ اس شرح کی تفصیل معلوم ہو جائے۔ اور شاید اہل علم میں سے کوئی صاحب اس کا پتہ چلا سکیں۔

تعلیق الاخوان فی اصول المنار

لابن نجیم المصری المتوفی ۹۷۰ھ۔ پیش نظر نسخہ چونکہ آخر سے ناقص ہے اس لئے نازخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ ورق اول پر حید مہرین علماء کے قلم کی عبارتیں درج ہیں لیکن پڑھی نہیں جاتیں۔ البتہ ایک عبارت کے ساتھ ۵۹۰۰۰ تحریر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس سے قبل کا لکھا ہوا ہے۔ مالک عربیہ میں لکھا گیا ہے۔ ۱۲۶۰ھ میں مولانا غلیل الرحمن گلشن آبادی حج کو شریف لے گئے تو ایک خطبہ سے نسخہ ساٹھ لائے۔ اول و آخر میں ان کی مہریں ثبت ہیں نسخہ اچھا ہے ۲۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اول سے آخر تک محشی ہے۔

دارالاصول حاشیہ دارالشرح منار

مصنف ملا عرفان رامپوری۔ پیش نظر نسخہ شرح کے قلم کا لکھا ہوا اصل نسخہ ہے موصوف احقر کے بعد مجد تھے اس لئے نسخہ آسانی کتب خانہ میں محفوظ رہا۔ شروع میں مصنف کی مہر "رفیق سبحان شد محمد عرفان" ثبت ہے۔

اس حاشیہ کا ایک نسخہ کتب خانہ رامپور اور ایک نسخہ علیگرہ مسلم یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ یونیورسٹی والا نسخہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے کتب خانہ کے ساتھ وہاں منتقل ہوا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب نے نورالانوار کے حاشیہ متر الاقدار میں کہیں تردید اور کہیں توثیقاً ملا عرفان رامپوری کے اسی حاشیہ کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ حاشیہ مذکورہ ایک نسخہ موصوف کے کتب خانہ میں محفوظ تھا۔

شرح عقائد النسفی

پیش نظر نسخاں کتاب کا قدیم اور اچھا نسخہ ہے۔ حضرت بن حسن البلیغی اس کے کاتب ہیں۔ ۸۶۹ھ قریب ۱۱۶۹ھ تاریخ کتابت ہے۔ نسخہ عمدہ اور نادر ہے۔ اول سے آخر تک محشی ہے۔ شروع سے ایک مہر محوشدہ ہے مولوی سعد اللہ خطیب کی مہر بھی ثبت ہے۔

حاشیہ شرح عقائد النحیالی

امیر بن موسیٰ النحیالی شاگرد ابن شریفین روی المتوفی ۸۶۲ھ محشی ہیں۔ یہ نسخہ آخر سے ناقص ہے لیکن قدیم نسخہ ہے۔ غالباً مذکورہ شرح سے پہلے لکھا ہوا ہے۔ اول سے آخر تک کثیر المحشی ہے۔

المسامرة فی شرح المسامرة

متن کے مصنف محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید کمال الدین بن الہمام المتوفی ۸۷۵ھ ہیں۔ اس کی شرح ان کے شاگرد کمال الدین محمد بن محمد بن محمد بن بکر معروف بہ ابن ابی الشریف المتوفی ۹۰۵ھ نے کی ہے۔ کتاب اچھی ہے اس نسخہ کے کاتب غلام حسین بن درویش محمد بن جویان اور سن کتابت ۱۲۴۴ھ ہے

آغاز بہ حمد لمن رسم علی صفحات الکائنات دلائل توحیدہ الخ

العروة الوثقی

مولانا کمال الدین سہالوی المتوفی ۸۵۵ھ کی تصنیف ہے کاتب نے اگرچہ اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ مگر یہ نسخہ مصنف غلام کی حیات کا لکھا ہوا ہے جس کی تخریج کاتب نے کر دی ہے۔ حاشیہ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے آخر سے ایک مہر محوشدہ ہے آخر میں یہ عبارت بھی درج ہے۔

”مالک ایزا الكتاب گنہگار امیدوار رحمت پروردگار۔ مزیل غفر اللہ له وللوالدین

واسن ایہما والیس۔“

صحائف

مصنفہ المولیٰ محمد آفندی رومی بن علی دیار بکری المتوفی ۹۲۵ھ - مجمع المعارف
کا متن یہی صحائف ہے۔ یہ نسخہ اگرچہ ناقص لاطرفین ہے لیکن اچھا نسخہ ہے مجمع المعارف
سے اس کی بخش کی گئی ہے عمدہ اور قدیم نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

النواقض فی الروایۃ

الوفی بن السید الشریف معین الدین الشہیر بمیرزا مخدوم الجرجانی ثم الشیرازی المتوفی ۹۹۵ھ
کی تصنیف ہے۔ "نواقض" اس کا تاریخی نام ہے۔ سلطان مراد فاق کے عہد میں شیعوں کی
تردید میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ پیش نظر نسخہ اس کا عمدہ نسخہ ہے۔ تازہ کتابت اگرچہ درج نہیں ہے
لیکن شروع میں ایک مہر محوشدہ ثبت ہے جس کے بالائی حصہ میں عالمگیری پینے سے آتا ہے۔
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ بادشاہ عالمگیر کے کسی خانہ زاد یا تجلدار کی تحویل میں آیا ہوگا۔
خط صاف اور واضح ہے۔

آفت زہد - شہداء کرام - اللہ الا انت وحدک لا شریک لک - الی الذلک المصیر الخ

شرح فصوص الحکم

شایخ شیخ محب اللہ آبادی المتوفی ۱۰۵۰ھ - پیش نظر نسخہ میر سید محمد زماں جیو کے لئے
اورنگ زیب کے عہد میں لکھا گیا۔ تاریخ کتابت ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۱۰۵ھ ہے۔ یہ نسخہ
قاپ محمدا سعید نماں بہادر ساکن سرسوف ج مالوہ کے کتب خانہ کا ہے ۱۳۳۳ھ میں
مولوی فضل حق صاحب خطیب کو وہاں سے ماہل ہوا۔

عوارف اہل عرف

کتب خانہ میں عوارف المزارف کے دو اچھے نسخے ہیں ایک نہ قدیم تر ہے جس پر ایک

مفصل مضمون معارف بابت جون ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا نسخہ بھی اچھا ہے اس کے
 محمد اشرف ہیں۔ اگر حیب المر حیب شاہ کو اکبر آباد میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ اس کتاب کے اول و آخر
 میں بھی ”مہر خفسم“ ثبت ہے اور اس کے ساتھ فقیر ”لکھا ہوا ہے یہی مہر ضومع السراج
 پر بھی ثبت ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ شروع میں مہر زندہ درگاہ غلام شاہ ”بھی ثبت ہے۔ ایک
 مہر جو شدہ بھی ہے۔

سلوک العارفين ورسالہ ماکول و مشروب

مصنف مولوی سراج احمد بن محمد رشید بن مولوی ارشد المتوفی ۱۲۳۰ھ تذکرہ کاسلان
 رامپور میں ان کے مفصل حالات موجود ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں پیش نظر دونوں نسخوں پر اگرچہ
 تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے۔ مگر یہ نسخے مصنف کے پاس رہ چکے ہیں۔ شروع میں ان کی
 مہر ”سراج احمد بن محمد رشید“ ثبت ہے۔ مولوی فضل حق صاحب خطیب نے ۱۲۹۹ھ پر نسخے پر
 میں غلام قادر خاں کے لقب خانہ سے تحریر کیا۔

عرضہ العباد

کاتب محمد عالم بن حبیب اللہ بن تاج الدین ساکن تجارہ علاقہ شاہجہاں آباد ۲۰ جمادی الثانی
 ۱۲۱۶ھ تاریخ کتابت ہے۔ یہ نسخہ عطار اللہ بن محمد امین کی ملک میں رہا ہے۔ ان کی ایک شریک
 مہر عطار اللہ بن محمد امین ابن ابوالبرکات بن محمد یوسف تجاری ”شروع میں ثبت ہے
 ۲۱ جزو پر مشتمل ہے۔

آغاز: الحمد للہ رب العلمین والصلوة علی نبیہ وآلہ

نتیجت الاولیاء

یہ رسالہ بھی مذکورہ کتاب کے ساتھ شامل ہے اور اسی دور کا لکھا ہوا ہے۔ ۲۰ جزو پر مشتمل ہے

کتابت عرفانیا اور نیک

نادر مخطوطات

دوسرے قسط دوم

انوار البروق فی انوار الفرق

شیخ شہاب الدین احمد بن ادریس المصباحی المالکی المتوفی ۶۸۴ھ م ۱۲۸۵ء کی مصنفہ ہے۔ اس میں فقہ مالکی کے اصول و قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ پانچ سو سے زائد فرق پر مشتمل ہے۔ پیش نظر نسخہ قدیم ہے۔ لیکن صرف ابتدائی نصف حصہ ہے۔ وہ بھی آخرتے ناقص ہے۔ مگر نسخہ نہایت قدیم اور عمدہ ہے۔ صفحہ اول پر متعدد عباریں مابین نسخہ کی درج ہیں۔ مگر کچھ کوشدہ اور کچھ چپٹا زدہ ہیں۔ ایک عبارت کے ساتھ ۹۵۲ھ لکھا ہوا ہے۔

آئنازہ: - الحمد للہ خالق الاسباح و فارق اهل النی عن اهل الفساد الخ
(۲) فتاویٰ برہنہما

یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول ۱۶ رمضان ۱۱۱۹ھ کو اور جلد دوم ۴ شعبان ۱۱۲۷ھ کو بزماذ بہادر شاہ تمام ہوئی۔ مولوی نصیر الدین مفتی لاہوری مولف ہیں۔ اس نسخہ کے کاتب اور مالک حافظ عبداللہ دوست مجر قصوری ہیں۔ بعد میں کاتب کی جانب سے یہ نسخہ مجدد شریف کی ملکیت میں آیا۔ اس کے بعد۔ جید خاں بہادر جیلانی کی ملکیت میں رہا۔ یہ نسخہ شاہی کتب خانہ میں بھی رہا ہے۔ ہر دو جلد پر یہ نوٹ درج ہے۔

لے مطلوبہ موارد نمبر ۵ جلد ۱۰۱ - مئی ۱۹۶۵ء

”مالک ہو اللہ — تحویل حاجی محمد رفقا“

نسخہ خوشخط اور اچھا ہے۔ جلد اول میں مسائل فقہیہ پر مشتمل، متعدد زیادداشتیں درج ہیں۔

(۲) فاکہۃ البستان

مخدوم محمد ہاشم بن عبد العفور بن عبد الرحمن توی سندھی المتوفی ۱۱۶۴ھ کی تصنیف جو بوسند

کے مشہور عالم اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

جنة النعيم في فضائل القرآن العظيم ۱۱۳۳ھ سنیا القلونی زیارة المحبوب ۱۱۳۵ھ

بذل لقوة في حوادث سنی لبوة ۱۱۶۶ھ اور درم الصرة فی وضع الیدین تحت

السرک آپ کی یادگار ہیں۔ معیار النقاد فی تمییز انشوش من الجیاد بھی آپ کی

مصنف ہے۔

پیش نظر کتاب اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ ۱۱۲۵ھ میں اس کی تصنیف شروع ہوئی

کتاب الصيد والذباح کے تمام مسائل کتب فقہیہ معتبرہ سے اخذ کر کے اس کتاب میں جمع کئے گئے

ہیں۔ اور تمام جانوروں کے خواص اور ان سے متعلق احکام و مسائل حروف تعجبی کی ترتیب سے بیان

کئے گئے ہیں۔ یہ نسخہ اس کتاب کا قدیم و نادر نسخہ ہے۔ کتب کا نام اور تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں

لیکن مصنف کی حیات یا اس کے چچا کے نام ہو اور یہ نسخہ حافظ غیاث الدین ملتانوی کی کتاب میں

رہا ہے تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

آثار سببناک اللہ ذلایع اور انعاماتہ... منہ راہ یامن انرا الفرات

دم کشف الغمی وحال المعنی - درتصرة الاذکار

تصنیف مشہور عالمین، پیش نظر نسخہ مصنف کا اصل سودہ ہر جو ۱۲۴۵ھ کو لکھا ہو ہے

پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے لیکن پوری کتاب میں اس کے کتابت سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔

اس فن کا جاننے والا ہی کچھ سمجھ سکے۔ مرتب کتاب محمد نور الدین غالب آبادی ہیں جو راجپور کے رہنے والے تھے۔ تذکرہ کا ملان راجپور اور نزمیہ الخواطر میں ان کا ذکر ہے لیکن تفصیلی حالات معلوم نہیں اس کتاب میں ۵ جہاد، الاوی ۱۲۱۲ھ اپنی تاریخ ولادت لکھی ہے۔ ابتداء میں نسب بھی لکھا ہے۔

آغاز: الحمد للہ الذی تقاریر جمعی ذات من وصیة التزیب والتعلیل

۵) کتاب الاسماء والصفات

امام بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ کی مشہور تصنیف ہے۔ پیش نظر نسخہ اس کتاب کا ایک قدیم نسخہ ہے جو ۶۷۱ھ کا لکھا ہوا ہے لیکن ناقص ہے۔ اول کے بھی چند ورق کم ہیں۔ ابتدائی حصہ اسماء کے بیان میں ہے۔ اس حصہ کے اختتام پر کتاب نے سن کتابت ۷۱۲ھ لکھا ہے اس کے بعد کا حصہ صفات کے بیان میں ہے۔ اور یہ حصہ کافی کرم خوردہ ہو چکا ہے۔ کاغذ دبیر، خط عربی قدیم، کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا اس نسخہ کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنف کے اصل نسخہ سے اس کا مقابلہ کیا گیا ہے حاشیہ پر مقابلہ کے پورے نوٹ دیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر کاتب نے اپنا نام "احمد بن الطویجی" لکھا ہے۔ اول سے آخر تک متعدد روز مہر پر ثبت ہیں جن میں شہر کندرہ ہے۔

مصنف ابن نسخہ طرفہ اول خواہ وقف شدہ خانقاہ حرم اللہ
 (۶) فتوح القاری عن فیوض الباری نقاری حجیم البخاری

موی دورست محمد دہلوی نقل آبادی اس کے مرتب ہیں۔ شروع میں اپنا نسب اس طرح

لکھا ہے۔

دوست محمد بن فضیل بن ادیس بن ثعلب الدین بن شہر اللہ عرف بمحسن القرشی
 الدہری التتسوق آبادی

بخاری کی مختلف شرح سے اخذ کر کے یہ شرح عربی میں تیار کی گئی ہے ۱۱۳۳ھ میں اس شرح

کی ابتدا ہوئی۔ کتاب کے شروع میں ایک مفصل مقدمہ شامل ہے۔ آخر سے ناقص ہے۔ صرف "باب
الوضوء من غیر حدث" تک ہے۔ البتہ کاتب نے شروع میں نوٹ لکھا ہے کہ یہ کاغذ اجز
۶ ورق پر مشتمل ہے لیکن اب صرف جزو علاوے و مے محفوظ ہیں کاتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا شروع میں
مولوی محمد مفتی کی مہر محمد ظہر اسرار عرفان ثبت ہے۔ یہ کتاب مولوی سیف الدین صاحب کی ملکیت
میں بھی رہی ہے۔ آپ نے دو مہریں قدرے محوشدہ ثبت ہیں جن میں مولوی سیف دین کندہ ہے۔

آغاز: - الحمد للہ الذی بعزمتہ و جلالہ تم الصالحات الخ

(۷) شرح قصب السكر نظم نجات الفکر

محمد بن اسمعیل الامیر الیما فی اس کے ماتن اور شایح ہیں۔ ۱۷۰۲ھ کو اس شرح
کی تکمیل سے فارغ ہوئے یہ نسخہ خوشخط لکھا ہوا اچھا نسخہ ہے۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں
اس نسخہ کی اصل خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ علامہ حسین بن حسن الصدیقی شمیم بھوپال کی وہ اس
ایازت شامل ہے جو آپ نے ۱۲۹۹ھ کو سید عرفان مہاں ٹونکی کو عنایت فرمائی

(۸) کس اللہ جہاں

از سیف الظفر و قباہی۔ اس نسخہ پر از پتہ تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔ کتب پیش رو نسخہ
بیرت اچھا ہے اس میں بڑی خوبی ہے کہ کاغذ چھابا ہے۔ جو کتب باوجود دوپڑا ہے اگر ورق
کے دوپڑا کر دیے جائیں تو لکھائی وغیرہ پر اثر ہوئے بغیر دو ورق علیحدہ ہو جائیں۔ اور ایک نہایت
باریکت کی طرف علوم ہوتے ہیں۔ اول سے آخر تک ہر ورق میں ہی۔ فہم تر میں اول تا آخر ہے۔

(۹) مداموعہ نظم صدیق بن حسن صاحب

صدیق المدنی سلل بن عرفان شاکر شیعہ مدرسہ کے قضاہ نامہ موعہ ۱۲۰۰ھ اور اف
یہ عرفان دہن جو روز نقذ المظاہر و نظم الاقبا۔ کتب میں جو کتب لکھی گئی ہیں وہ سب ۱۲۰۰ھ
اس وقت تک جو مالک بن محمد غارث نے جمع کیا ہے۔ اور اس کے بعد لکھی گئی ہیں۔

مشمول ہے۔ کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی لیکن پیش نظر نسخہ ناظم کتاب کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ اختتام کتابت پر ذیل کا نوٹ دیا ہوا ہے۔

بلغر مقابله علی الام المنقول منها بحسب الطاقة والامكان
فی شهر ربیع الاول سن ۱۲۱۹ھ فی زاویۃ الناظم شیخنا الفخر الخدیقہ
صدیق ابن عمر خان اعاد اللہ علینا من بركاتہ وعلومہ
اس کے علاوہ اہم تراویں چند مہرین "عبدالرحمن بن شیخ عمر" کی ثبت ہیں جن میں ۱۲۱۶ھ
کندہ ہے نسخہ اچھا ہے۔

آغاز:۔ الحمد للہ رب العالمین.... اما بعد فہذا بعض قصائد قال فاطمہ

(۱۰) نشوۃ النفوس فی مدام الکوس

شرح قدائد قابلہ یہ نسخہ بھی ممالک عربیہ کا لکھا ہوا ہے کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت
نہیں لکھی ہے۔ ۱۳۱۳ھ قندہ ۱۲۱۹ھ کو اس کا مقابلہ کیا گیا۔

آغاز:۔ الحمد للہ رب العالمین..... اما بعد فہذا شرح لطیف

علی القصيدۃ القابلیۃ الخ

(۱۱) شرح فارسی قصیدہ بانہت سعاد

شاح نور عابد بن شیخ عبداللہ بن شیخ حامد لاہوری ہیں یہ نسخہ صدر الدین بن شیخ احمد
بن شیرازہ الجندوزی کے قلم کا لکھا ہوا ہے ان کا بیان ہے کہ اس نسخہ میں بحیات مصنف یہ نسخہ لکھا
نیا۔ شرح میں ایک قدحہ بھی شامل ہے

آغاز:۔ حمدی کہ شاہ بیت قصیدہ فصاحت بود۔ الخ

اس نسخے کا توفیق یہ ہر وہ کی بھلی آیت بہتر شرح شامل ہے۔

(۱۲) قاضی

مجدالدین محمد فیروز آبادی قاضی زبیر المتونی ^{۱۷۹۸} کی مشہور نکتہ کی کتاب ہے۔
پیش نظر نسخہ اس کتاب کا قدیم نسخہ ہے نسخہ اگرچہ مکمل ہے لیکن اتفاق سے آخر کا وہ ورق ضائع ہو گیا
ہے جس میں تاریخ کتابت درج تھی۔ امتداد زمانہ سے درمیان کے اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔ جو
بعد میں لکھ کر شامل کئے گئے ہیں۔ اصل نسخہ کی کتابت قدیم ہے۔ اندازہ ہے کہ نویں و سوویں صدی کا
ضرور ہونا چاہیے۔ ۱۷۹۸ء میں یہ نسخہ مہر میں احمد الدمشقی کے قبضہ میں آیا۔ ورق اول سے دو مہریں جو
شدہ ہیں۔ ان میں ایک مہر میں "ختم کندہ" ہے اور اس کے ساتھ قلم سے "فقیر لکھا ہے جیسا کہ اس
کتاب خانہ کی بعض دوسری کتابوں کے ساتھ اس مہر کا ذکر گزر چکا ہے کاغذ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔

(۱۳) شرح جافی

نوحی مشہور کتاب ہے پیش نظر نسخہ اس کا قدیم نسخہ ہے اور شالی علی الدین الجافی،
المتونی ^{۱۸۹۸} کی حیات کا لکھا ہوا ہے اور رمضان ^{۱۸۹۸} میں لکھی تاریخ کتابت ہے کاغذ بہت
اپنا نام نہیں لکھا۔ کاغذ کاکی، تقطیع خورد، امتداد زمانہ سے کاغذ بہت بوسیدہ ہو گیا ہے آخر میں
ایک مدور مہر ثبت ہے۔ جس میں عاقبت محمود کندہ ہے۔ نیز ایک مدور مہر محوشدہ ہے۔

(۱۴) حاشیہ علی اصنام بر شرح جافی

یہ نسخہ بھی اس حاشیہ کا ایک قدیم نسخہ ہے کاتب سلطان محمد بن محمد یاد حصاری ہیں
۱۵ ازی الحجۃ ^{۱۸۸۲} تاریخ کتابت ہے ^{۱۸۸۲} میں یہ نسخہ سید نور آئین بن سید نجابت، قوم سادات
حسینی الموسوی کی ملک میں بھی رہا ہے۔

(۱۵) حاشیہ علی العافیہ شرح الکافیہ

عافیہ شرح کا فیہ مولانا کن الدین کی تصنیف ہے شیخ محمد بن علی الجلی نے کشف الموائج

فی شرح الکافیہ کے نام سے اس کا حاشیہ لکھا۔ یہ وہی حاشیہ ہے کاتب علی بن احمد بن محمد بن علی بن منصور النافعی ہیں۔ ۶ جلدی الاولیٰ ۸۹۰ھ تاریخ کتابت سے نسخہ قدیم اور نہایت عمرہ ہے۔

(۱۶) شرح جامی

یہ بھی شرح جامی کا ایک قدیم نسخہ ہے کاتب حنفی کرم خوردہ بوسیدہ، کاتب فریاد نام نہیں لکھا۔ یہ نسخہ ۹۴۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اول و آخر سے دو دو مہریں اور کچھ عبارتیں جو شذوہ ہیں۔

(۱۷) شرح صراح الارواح

از ملا جلال، یہ نسخہ رمضان ۶۹۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں نسخہ اچھا اور صاف ہے۔ شروع میں مہر عباس مرزا کی ثبت ہے۔ تین چھوٹی مہریں ماذرہ ہیں۔

(۱۸) شرح ما متاعا مل

اس نسخہ کے کاتب غلام محمد ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں ۱۱۳۵ھ میں یہ نسخہ مولوی دوست محمد کی ملکیت میں آیا۔ ان کی لپک مہر بدور کلاں آخر میں ثبت ہے جس میں یہ عبارت کندہ ہے

”دوست محمد بن عبد الحمید بن قاضی لقمان“

(۱۹) نغزک شرح زراعی

یہ شرح ملا مسعود اویسی بن محمد یعقوب کی مصنفہ ہے نسخہ ۱۱۵۵ھ ریح الاول ۱۰۹۶ھ م ۲۲ جلوس، الملکیہ کو شہر ملتان میں بزمانہ باقرخان عامل لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ اول میں ایک مہر مریح ”فقیر نور محمد خادم العلماء“ ثبت ہے جس میں ۱۱۵۵ھ کندہ ہے۔ آخر میں صاحب مہر کے قلم سے یہ عبارت تخریب ہے۔

این کتاب نغزک شرح زراعی حق و ملک فقیر حقیر... نور محمد خلف

میاں محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

اذا شتمل علی بیان الموضع ۱۶

اس کتاب کے آخر میں اسی کاتب کے لکھے ہوئے کچھ اوراق شامل ہیں جنہیں ہذا من سواضح الوقت کی سرخی سے شروع کیا گیا ہے۔ یہ چند مختصر رسائل ہیں۔ ان میں ایک رسالہ یوسف بن محمد خان قرہ باغی محدث شاہی کا بھی ہے۔ جو صلوٰۃ مسنونہ کی تحقیق کے سلسلہ میں ہے۔

اس رسالہ کے توشی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ صاحب رسالہ کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب نے مصنف کو ”منہ سلمہ“ یا ”منہ مدظلہ العالی“ وغیرہ جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ نسخہ بہت اچھا ہے۔ یوسف بن محمد خان قرہ باغی دہلی ہیں۔ جو تفسیر الخواشی فی ازالہ الخواشی کے مصنف اور شرح القامد العفندہ کے محشی ہیں۔ سنہ ۱۱۰۰ھ سے قبل آپ کا انتقال ہوا ہے۔

۲۲) رسالہ فی فن الاقیاف

یہ رسالہ سید علی ہمدانی کا مصنف ہے۔ چہاں دورتی مختصر رسالہ ہے لیکن اس کے کاتب ہندوستان کے مشہور عالم مولانا علم الشراعیٹھوی المتوفی سنہ ۱۱۰۰ھ ہیں۔ عبدالرحیم خان خانان کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ الغامات والکرامات سے مالامال رکھتا تھا۔ ۴۴۳ھ رومی الحجۃ ۹۹۳ھ اس رسالہ کی تاریخ کتابت ہے شروع میں کاتب کے نام سے اس رسالہ کا نام وغیرہ اس طرح لکھا ہوا ہے

”ھذا رسالۃ فی فن الاقیاف من صفات السید السند

السید علی الہمدانی“

اسی کے تحت میں مزید تحریر ہے۔

”من منن اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیٰ اضعف عباد اللہ علم اللہ

بن عبد الوزاق جعلہ اللہ من مصطفیٰ عبادہ“

(۲۳) تلخیص المفتاح

یہ اس کتاب کا قدیم نسخہ ہے۔ بہت محشی اور نادر ہے۔ اصل نسخہ کے اوراق ناقص ہو گئے تھے جو بعد میں پورے کئے گئے ہیں۔ شروع میں ایک مہر جو شہدہ ہے۔ اور آخر میں مہر "احمد اللہ علی آلہ" ثبت ہے۔
۱۲۸۵ھ

(۲۴) حاشیہ مختصر المعانی للخطابی

قدیم اور عمدہ نسخہ ہے درمیان اور آخر سے ناقص تھا۔ مولوی سعد اللہ صاحب خطیب ٹونکسانے اسے پورا کیا۔ شروع میں ان کی مہر اور آخر میں ایک مہر سید محمد جیلانی کی ثبت ہے۔ اس نسخہ پر حواشی کافی چڑھے ہوئے ہیں۔
۱۲۸۵ھ

(۲۵) عقود الدارنی حل ابیات المطول والمنحصر

حمین بن شہاب الدین الثامی العالی کی تصنیف ہے یہ اس کتاب کا ایک بہترین نسخہ ہے۔ یہ کتاب دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کی طباعت کے وقت یہ نسخہ پیش نظر تھا۔ اول سے آخر تک محشی ہے۔ اول میں تین مہریں "مہر شہد از مہر محمد علی" ثبت ہیں۔

(۲۶) المواہب اللدنیہ بالمتبحر المحمداوی

شہاب الدین ادراہن بحر الخلیب القسطلانی المتوفی ۶۲۳ھ کی تصنیف ہے۔ یہ نسخہ اس کتاب کا بہت اچھا نسخہ ہے۔ کاتب کا نام اکرم ہے لیکن تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے مگر نسخہ صنف کے زبانی قریب کا ہے۔ نسخہ امین الدین بن شیخ حافظ جان محمدی ملک میں بھی رہا ہے ان کے حواشی بھی اس پر چڑھے ہوئے ہیں (۴۹۰) اور ان پر مشتمل ہے۔

(۲۷) تارخ خیر کراہلواک

فارسی درجہ تہمہ، اصل کتاب مولوی عبدالحق صاحب

حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ ہے اس کا تاریخی نام قن کبر الملوک ہے اس میں ابتدا سے لے کر اکر تیک کے حالات ہیں مولوی رفیع الدین صاحب مراد آبادی شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب نے جب یہ رسالہ دیکھا تو اس کا تتمہ لکھا۔ پناچہ اکبر کے بعد سے ۱۱۹۴ھ تک کے سلاطین کے حالات جمع کر کے اس کتاب کو پورا کیا۔ ۲۲۳ حصوں شاہ عالم میں تتمہ کی تکمیل ہوئی۔ یہ نسخہ آخر سے قدری ناقص ہے۔ اس لئے تاریخ کتابت وغیرہ کا ذکر نہیں ورق ملا تک اصل کتاب ہے اس کے بعد ورق ملا تک تتمہ ہے شروع میں مولوی سعد اللہ اور مولوی فضل حق کی مہریں ثبت ہیں۔

آغاز:- اللہم ملک الملک توئی الملک من تشاء الخ
 آغاز تتمہ:- پرانکہ دانایان من تاریخ در احوال ملوک و سلاطین - الخ

(۲۸) امیر ناصحاً - فارسی

بساون لالہ شاداں کی تصنیف ہے اور نواب امیر خاں بانی ریاست ٹونک کے حالات پر بنیادی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ پیش نظر نسخہ نواب صابر خاں کی زندگی کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے قدیم ہے ۱۲۶۵ھ میں لکھا گیا۔ کاتب کا نام محوشدہ ہے کاغذ سفید بچرول شنگرفی (۳۰۲) اور اوراق پر مشتمل ہے جو کہ کتاب سے ایک مہر محوشدہ ہے۔

آغاز:- بنام سپہ دار کون در کمال کہ مستغ و شکست در حکم اس

(۲۹) صحاح علیہا

فارسی میں ٹونک کی تاریخ سید ابراہیم علی بیجاہ ٹونکی کی تصنیف ہے نواب محمد علی خاں کے زمانہ حکومت (۱۲۸۱ھ - ۱۲۸۳ھ) میں تصنیف ہوئی۔ ایک مقدمہ اور تین بابوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں بانی ریاست کے اجداد کے، اور تینوں ابواب میں تینوں رئیس نواب امیر خاں وزیر الاولیاء، اور نواب محمد علی خاں کے حالات ہیں۔ زبان نہایت شیریں

اور ایسا ہے۔ یہ کتاب بھی اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ اور میرے علم میں اس کتاب کا دوسرا نسخہ بھی نہیں آیا ہے۔ یہ نسخہ آخر سے قدرے ناقص ہے۔

آغاز:۔ لے در و عنت دار وئی آزار ہمہ
عشق تو دوانی دل او گار ہمہ

۳، مقالۃ واحداً من کتاب جالینوس فی فوق الطب
کتاب جالینوس فی الاسطقات علی رأی بقراط

دونوں رسالوں کے مترجم جنین بن اسحاق ہیں پیش نظر نسخہ ہندوستان کے نامور طبیب حکیم علوی خاں کا لکھا ہوا ہے۔ پہلا رسالہ (۱۱) اوراق پر اور دوسرا رسالہ (۳۱) اوراق پر مشتمل ہے کاغذ خانی، تقطیع کلاں، خط شکست پختہ گنجان، سن کتابت ۱۲۳۳ھ ہے۔ کاتب علام نے رقمیہ اس طرح لکھا ہے۔

”تم کتاب جالینوس فی الاسطقات علی رأی بقراط ترجمہ جنین بکر اللہ و منہ بید عبد

مونی العالم ابن میر محمد ہادی محمد ہاشم فی عاشر شہر رجب ۱۲۳۳ھ“

نتیجہ نہایت نادر و نایاب ہے۔ یہ نسخہ حکیم محمد اکبر المسمی والمخاطب حکیم علی خاں کی ملک میں

بھی رہا ہے۔ موصوف کے قلم سے شروع میں درج ہے

بخط حکیم علوی خاں مرحوم المخاطب بہ حکیم معتمد الملک اور ایک گوشہ میں ”غایت حضور“ لکھا ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ نسخہ شناسی کتب خانہ حکیم محمد اکبر کو بادشاہ کی جانب سے عطا ہوا۔

آغاز رسالہ اول:۔ قال جالینوس ان قصد الطیب التماس الصحة

وغایتاً احراز الصحة۔ الخ

آغاز رسالہ دوم:۔ قال جالینوس لما کان الاسطقس اقل جزئاً

مما ہول الاسطقس۔ الخ

(۳۱) منحة الشفاء

یہ رسالہ میر محمد ہدی المخاطب بہ حکیم الملک اردستانی کے مجربات پر مشتمل ہے جو عالمگیری دور کے بڑے امراء اور فقیہین میں تھے اور عالمگیری کی جانب سے انھیں حکیم الملک کا خطاب ملا تھا۔ آثار الامراء وغیرہ میں ان کے حالات موجود ہیں۔ یہ نسخہ حکیم محمد اکبر کے قلم کا لکھا ہوا ہے خط شکست نہایت پختہ ہے تاریخ کتابت درج نہیں، کاتب نے افتخام کی عبارت اس طرح لکھی ہے۔

”تمت ابدہ النسخة الشرفیة بسرعة التمام، بید الفقیر الحقیر الاحقر محمد اکبر المسمی المخاطب

حکیم علی غاں، اکثر نسخہ ہا۔ کہ دریں کتاب نوشتہ شدہ بجز او سرت۔“

حکیم علوی غاں کے قلم کے لکھے ہوئے زکوٰۃ دونوں رسالے ان ہی حکیم محمد اکبر کو بادشاہ

کی جانب سے عنایت ہوئے تھے۔ یہ رسالہ بھی بہت اچھا ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ ساتھ ذیل کے رسائل طبیہ بھی شامل ہیں۔

(۱) کتاب الاکتفاء بالدواء، من خواص الاشیاء

(۲) رسالہ شیخ رئیس فی مسائل معدودہ

(۳) رسالہ فی اصطلاح الادویۃ المسہلہ من کتاب المنصور

(۴) مقالہ فی البیض والمقارورہ لمحمد بن زکریا الرازی

(۵) رسالہ فی الادویۃ القلیبیۃ للشیخ رئیس

(۶) رسالہ فی اعمار الادویۃ معدودہ و مرکبہ

(۷) رسالہ فی الاسامی لابن منصور بن حسین بن نوح القرمی

یہ جملہ رسائل خوشخط لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن تاریخ کتابت وغیرہ کا ذکر نہیں۔ مگر یہ بھی

مذکورہ کتابوں کے ساتھ شامل ہیں اور اسی دور کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور ان اطباء کی ملکیت میں رہے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

(۳۲) قانون شیح

شیخ بوعلی سینا کی مشہور تصنیف کی ایک جلد ہے جو نہایت خوشخط اور مٹلا دینا کا بھی ہے لیکن جگہ جگہ سے مقطوع و آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے ناقص ہے اس لئے کاتب اور تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس جلد میں صرف کتاب اول ہے جگہ جگہ تخریج کی گئی ہے۔ اطباء و فضلا و کرامت پاس بھی نسخہ رہا ہے۔ ابتدائی دو مضمون پر طائی و لا جو ردی بیباکاری ہے جو امر از زمانہ سربو سیدہ ہو گئی ہے دو ورق بعد ہر سرت کے اختتام پر ایک مہر و وثیقت ہے جس میں ”بندہ آل احمد حاجی شیخ احمد“ کندہ ہے۔ مہر کا سنہ معلوم ہوتا ہے ورق اول کے کچھ عبارتیں چٹ زدہ ہیں۔ ایک چٹ کے ہٹانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ پچاس دہم مسکو کہ میں شہر کابل میں محمد حافظ بن محمد امیر یوسف بن امیر محمد البرغری نے خرید لیا تھا۔ اسی کے ساتھ کسی امیر کبیر کی کچھ عبارت بھی لکھی ہے۔ لیکن وہ چٹ زدہ ہے نسخہ اچھا ہے۔

(۳۳) شرح قانون - از حکیم گیلانی

پیش نظر نسخہ تعلیم ثالث سے کتاب اول کے اختتام تک ہے کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ اول سے آخر تک جدول طائی اور خط چغنی ہے۔ آخر کتابت کی گئی ہے نسخہ اچھا ہے۔ ۱۲۵۵ھ کو یہ نسخہ محمد مرزا ابن حکیم فخر الدین خان نے لیا بوداؤ و خیر آبادی تاجر کتب سے خرید کر اپنے استاد مولوی سکیم عید الکیریم خان کو ہدیہ بھیجا تھا۔

اس عبارت کے ساتھ دو مہرتی محمد مرزا اور محمد مرزا ابن فخر الدین خان ثبت ہیں اور
 عبد الکیریم خان کے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے۔

”تقبل الہبتا من محمد عبد الکیریم عنہ“

۳۳) رسالہ تفہیم المراق والاحتراق

حکیم مراد خاں تنغی قادری کی تصنیف ہے۔ مراق اور احتراق امراض مشتبه میں ہیں اس لئے مراد خاں نے ۱۱۹۲ھ میں ان امراض پر یہ رسالہ عربی میں تصنیف کیا اچھا رسالہ ہی پیش نظر نسخہ آخر سے قدرے ناقص ہے۔

آغاز:- الحمد لله الحكيم الذي هو بالحمد حقيق الخ

۲۵) علم المكتسب في زراعت الذهب

ابوالقاسم محمد العراقي المتوفى سنة ۱۱۷۰ھ کی مشہور اور نادر تصنیف ہے اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ اور معتبر کتابوں میں شمار ہوتی ہے اسی کتاب کا یہ ایک نادر نسخہ ہے۔ تاریخ کتابت وغیرہ اگرچہ درج نہیں لیکن نسخہ اچھا اور قدیم ہے کہیں کہیں تخریشی بھی ہے اور تصحیح بھی کی گئی ہے۔ شروع میں مولوی فضل حق خطیب ٹونک کی مہترت ہے۔

آغاز:- الحمد لله الاول الذي لا اول له والاخر الذي لا اخرة له الخ

ان نوادر کے تذکرے کے بعد تمیناً و تشرقاً قرآن مجید کے دو بہتر نسخوں کا ذکر کر دینا بھی

مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۳۶) قرآن مجید

یہ نسخہ قرآن مجید کا ایک نہایت خوشخط نسخہ ہے مغل دور کا لکھا ہوا ہے کاغذ خانی کشمیری، تقطیع متوسط، جدول طلائی و لاجوردی، بین السطور جدول طلائی، نہایت خوش خط اور اق ۵۳۵ ہیں۔ کاتب محمد زاہد ہیں۔ تاریخ کتابت بھی درج ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ مقام جہاں صدی کا اندراج تھا۔ محو کر دیا گیا ہے۔ اختتام کی عبارت کاتب نے اس طرح لکھی ہے

”سما بیننا فقیر محمد زاہد، عنی عننا سنتنا اور جبر و ثمانون بعداً.....“

یہ آخر کا لفظ مٹا دیا گیا ہے۔ پھر بھی کتابت وغیرہ کے طرز سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کیا رہا ہے
 صدی کا ہونا چاہیے۔ اول سے آخر تک کاتب نے کتابت کی یکسانی، خط کی یکسانی اور طلانی جدولوں
 کا پورا اہتمام کیا ہے۔ حاشیہ پر مختلف قراءتوں کا اندراج ہے۔ آیات طلانی ہیں ہر رکوع
 کو ظاہر کرنے کے لئے حاشیہ پر طلانی دائرہ دیا گیا ہے۔

اسی طرح۔ ربع، نصف، ثلث، پارہ، اور سجدہ کو واضح کرنے کے لئے حاشیہ پر
 مختلف قسم کے طلانی پھول بنائے گئے ہیں۔ ابتدائی دو صفحوں پر پوری مینا کاری طلانی و لاجوردی
 ہے۔ اس کے بعد کے دو صفحوں پر طلانی جدول کے ساتھ ساتھ حاشیہ پر بھی طلانی گل کاری
 کی گئی ہے اور اسی طرح کی گل کاری ہر منزل کی ابتداء میں دونوں صفحوں پر موجود ہے۔

ابتداء کی طرح اہتمام کے دونوں صفحوں پر بھی مینا کاری ہے۔ آخر میں ماثورہ دعاؤں
 کے ساتھ کتاب ختم کی گئی ہے نسخہ نہایت بہتر مطلقاً اور زربہ ہے۔

(۳۷) قرآن مجید

قرآن کا یہ نسخہ اگرچہ مطلقاً و زربہ نہیں ہے لیکن یہ اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ اس
 میں حواشی پر تمام قراءتوں کے اندراج اور تجویر کے مسائل کی وضاحت کا پورا پورا اہتمام کیا گیا
 ہے۔ مصحف کی رسم کتابت کے سلسلہ میں بھی نوٹ دیئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ حواشی پر بعض دوسرے مسائل کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ یہ حواشی قراءت
 کی معتبر کتابوں کے حوالہ کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ نسخہ بھی نہایت خوش صورت ہے۔ کاغذ زربہ
 شکرنی و لاجوردی۔ ہر صفحہ پر گیارہ سطریں ہیں۔ اول، درمیانی اور آخری سطور ہر صفحہ پر شکرنی
 ہیں۔ باقی سطور مدادی ہیں۔ ابتدائی دو صفحوں پر طلانی و لاجوردی مینا کاری کی گئی ہے۔ کاتب
 محمد پونس ہیں۔ رمضان میں اس نسخہ کی تکمیل ہوئی۔ سن کتابت کا اندراج نہیں ہے۔

آخر میں ایک صفحہ پر حروف و کلمات کے ذریعہ قراء کے رموز کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔
 اس کے بعد ایک دائرہ ترغیب القراء و تہذیب الاعمال سے نقل کیا
 گیا ہے۔ جس میں مختلف قراء کی بہانہ سے "تعوز" کی آٹھ شکلیں ظاہر کی گئی ہیں۔ یہ نسخہ
 مسائل قرأت کے لحاظ سے سابق نسخہ سے زیادہ اہم ہے۔



جناب مولانا حکیم محمد عمران خان صاحب: بی، لے

کتابیں اور قاریوں

کے

اردو فارسی مخطوطات

قطب سوم

کتاب خانہ عرفانہ پر ایک مضمون لکھا جا چکا ہے جس کی دو خطیں "معارف" بابت مارچ و مئی ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی ہیں اسی کی تیسری اور آخری قسط ہے اس دور میں اگرچہ اردو فارسی کتابوں کی کوئی قدر نہیں تھی۔ فارسی کتابیں تو پھر بھی ضمناً جمع ہو جاتی تھیں لیکن اردو کتابوں کو ناقابل اعتنا سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے علماء کے کتابی ذخیروں میں اردو کتابیں بہت کم نظر آتی تھیں۔ لیکن اب اردو کی قلمی کتابوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ فارسی اور اردو کے نوادرات کا بھی تذکرہ کر دیا جائے

۱) دیوان ولی (ولی دکنی کا اردو دیوان)

آخر سے قریب ناقص ہونے کی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔ شروع میں ایک مہر ثبت ہے جس میں "حافظ برکت اللہ" کندہ ہے اس لئے نسخہ بہر حال اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ کتابت اور کاندہ کی حالت سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔

غزلیات ختم ہونے کے بعد۔ ستراد، غزلیات، ترجیع بند اور قصائد وغیرہ ہیں۔ حاشیہ پر کہیں کہیں نسخہ سے اردو سے امرع بھی لکھا گیا ہے۔ آخر سے تین چار ورق ناقص معلوم ہوتے ہیں۔

ابتدائی غزل کا پہلا شعر یہ ہے

کیتاموں تیرے نانوں کوں میں ورد زبان کا کیتاموں تیرے شکر کوں عنوان بیان کا

(۲) امد نامہ (منظوم اردو)

ایک جزو پر مشتمل ہے۔ اس کے مرتب عبد الملک ہیں آخری شعر سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۱۲۴ھ

میں نظم کیا گیا پیش نظر نسخہ کے کاتب سید انور علی خطیب ہیں۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ

سیدہ ولیہ جو شاہ ابواللیث صاحب کی صاحبزادی اور سید صاحب کے بھتیجے اور داماد سید محمد اسماعیل

کی والدہ تھیں ان کے لئے نسخہ لکھا گیا۔ ۱۵ صفر ۱۲۴۲ھ تاریخ کتابت پر اقتتام کی عبارت یہ ہے۔

”تمت کتاب امد نامہ من تصنیف عبد الملک کہ رویت وقایہ اش در ملک حسن جواہر

مسلک است، بتاریخ پانزدہم شہر صفر ۱۲۴۲ھ بموجب فرمائش جناب بی بی صاحبہ انجمنی

والدہ سید اسماعیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بخط سید انور علی خطیب ادیب صورت

امتاریافت“

رسالہ کا ابتدائی اور آخری شعر درج ذیل ہے

شعر اول :-

اور جب ایک تھا آپ نہ دو جا کوئی اشتہا باں محمد نور سوں کرتے ہوئے پر گھٹا سوں جگ ماہاں

شعرِ آخر

ہزار اور دو سو ستائیس محمد کے سو ہجرت کوں لکھاتے سوں یہ قصہ سوئیٹے اس محمد کوں

(۳) سکرات نامہ (منظوم)

یہ رسالہ دو جزو پر مشتمل ہے ۱۱۹۰ھ میں ترتیب دیا گیا۔ ۱۵ محرم ۱۲۴۲ھ یہ رسالہ بھی سید

انور علی صاحب کی بی بی ولیہ کے لئے لکھا گیا۔ اقتتام کی عبارت یہ ہے۔

”تمام شد سکرات نامہ بردورد شنبہ بتاریخ پانزدہم شہر محرم الحرام ۱۲۴۲ھ بخط بدخط

سید انور علی صاحب حکم جناب عالیہ بی بی ولیہ صاحبہ دام برکاتہ ترمیم نمودہ شد۔“

شعراول۔

خدا یا ہے تو ہیں عالم پناہ تو ہیں فائدہ سب کا بادشاہ

آخری شعر

ہزار و ایک سو فوے تھا یک سن کہ این انام قصہ کردہ ام من

(منظوم اردو) (۵) نجات نامہ

ایک جزو کار سالہ ہے اس رسالہ کے کاتب سید محمد ہیں۔ ۱۰ صفر ۱۲۴۲ھ کو پختون پور کے

بریلی تکیہ شاہ علم اللہ صاحب تیس سیدہ ولیہ کے لئے لکھا گیا۔ اختتام کی عبارت یہ ہے۔

”تمام شدہ نجات نامہ حسب الارقام وایاؤ ہمیشہ عزیزہ اغنی والدہ نور چشم نجات

جگر حافظ سید محمد اسماعیل سلمہما اللہ تعالیٰ، عامی سید محمد عفی عنہ از تحریر رسالہ ہذا

تاریخ دہم شہر صفر المنظر ۱۲۴۲ھ مقام رائے بریلی تکیہ حضرت شاہ علم اللہ قدس سرہ

فراغت یافت“

شعراول

اول کچھ نہ تھا اون پزکار تھا دونوں جگ کا پیدا کر نہا تھا

شعراخر

تو اس وقت میرا مددگار ہو اکیلا نہ کر تو مرا یار ہو

(۵) رسالہ منظوم اردو

یہ رسالہ مولوی نصیر الدین صاحب کی جانب منسوب ہے ۲۴ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ تاریخ

کتابت ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں تقریباً ایک جزو پر مشتمل ہے۔

شعر اول

ہے تشریف و توصیف اسخات کو کہ جامع ہے وہ سب کمالات کو

شعر آخر

دعائے نصیر الدین ہو و قبول برکت محمد و آل رسول

۴۹، مثنوی جگر سوزاں (قصہ دانی جلیبہ)

یہ مثنوی چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب عبدالکریم عرف منوہی۔ تاریخ کتابت درج

نہیں۔ کتاب کے اختتام پر مثنوی کے مرتب نے ایک تصدیقی عبارت لکھی ہے لیکن لکھنے والے کے دستخط

اس طرح ہیں کہ نام سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ عبارت حسب ذیل ہے :-

”النقل کالاصول، مصنف نسخہ ہذا محمد.....“

اس کے ابتدائی اور آخری بند یہ ہیں :-

پہلا بند: بعد حمد حق و نعت احمد مدح خلفاء نبی ارشد

ہو یہ معلوم بہ ہر نیک و بد جسے ہے عشق رسول امجد

دونوں جا ہے اسے عزت بے حد

آخری بند: چھوڑ کر ہر نکر کو اور فخر خیز

درمذہ اور جو کچھ تم کو نہیں یہ منا جانشاہ سید جسکیں

سن کے یار و گہو، آمین آمین

دیوان واقف لاہوری (فارسی)

از قاضی نور العین واقف - المثنوی ۱۱۹۵ھ - کاغذ حنائی، خط فارسی، خوشخط، لوح کتاب

مطلا و مینا کار۔ پیش نظر نسخہ اس دیوان کا بہت اچھا نسخہ ہے۔ آخر میں تاریخ کتابت شوال روز شنبہ

درج ہے لیکن سال کتابت جو کر دیا گیا ہے۔ اول و آخر میں ایک ایک مہر مربع محوشہ ثبت ہے نسخہ ابتدا
دور کا معلوم ہوا ہے۔ دہلی میں یہ نسخہ کسی کی ملک میں رہا لیکن نام بالکل مٹا دیا گیا ہے اول و آخر میں
دو مہریں مولوی فضل حق خلیب ٹونکی کی ثبت ہیں۔

آغاز۔ لے برزم شوق تونالاں بہر سو سازبا الخ

(۸) دیوان قصاب (فارسی)

از شیخ ابوالعباس قصاب۔ مولوی رفیع الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے ایک سالہ
میں صاحب دیوان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نام شیخ ابوالعباس لکھا ہے۔ پیش نظر نسخہ ۱۲۱۲ اور سابق پر
مشتمل ہے شروع کے دو ایک ورق کم معلوم ہوتے ہیں۔ آخر بھی ناقص ہے درمیان میں متعدد مقامات پر
ایک چھوٹی بیفتوی مہر ثبت ہے جس میں ”اللہ محمد علی سکوس لکھا ہوا ہے یعنی اس طرح ”نسخہ مٹا“
ورق ۵۲ پر مالک کتاب کا نام اس طرح لکھا ہے۔

”اس کتاب شیخ محمد علی ہر کہ دعویٰ کند چشم اور انور شود در دنیا و در آخرت، خبر داری

ورق ۵۳ و ۵۴ پر دو مہریں ”رب تعالیٰ محمد علی“ ثبت ہیں جن میں نسخہ کدہ ہے
اور ان کے ساتھ ”مال شد“ لکھا ہوا ہے۔ ورق ۷۳ پر مہر ”فیض اللہ“ ثبت ہے۔ اس مہر کے
ساتھ ”سلم سے لکھا ہوا ہے۔

”مالک اس کتاب محمد فیض اللہ... ۳۵ نسخہ“

ورق ۱۱۸ پر مہر ”ملک شہنواز“ ثبت ہے جس میں نسخہ کدہ ہے ورق ۳۸ پر بھی ایک
مہر چھاپا ہے جو ثبت ہے لیکن پڑھی نہیں جاتی۔ شروع میں مولوی فضل حق ٹونکی کی دو مہریں خورد و کلاں
ثبت ہیں۔ حاشیہ پر متعدد فارسی اشعار دوسرے شعراء کے لکھے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں اصل دیوان کی
”نسخے“ بھی حاشیہ پر درج ہیں۔ جس نزل سے پیش نظر نسخہ شروع ہوتا ہے اس کا مقطع یہ ہے

زلق قصاب گذری توان نقش رطوبت تاں برائے دروغ عاشق ہر کہ درماں می کند پیدا

(۹) دیوان جامی

مولانا عبدالرحمن جامی کا دیوان ہے۔ کاغذ سفید غیر مجدول خط رواں، کاتب محمد سجاد علی حسینی ہیں۔ ۲۸ رمضان ۱۲۶۲ھ تاریخ کتابت ہے غالباً ٹونک ہی میں یہ نسخہ لکھا گیا شروع

میں مولوی فضل حق خطیب ٹونکی کی مہر ثبت ہے

اعزازہ موزوں تریں کلامے کہ غزل سراپاں انجن الخ

(۱۰) مجموعۃ الاشعار (فارسی)

مرتبہ علی قلی خاں۔ والہ۔ فارسی شعراء کا تذکرہ اور اشعار کا مجموعہ ہے مختلف شعراء کے اشعار

جمع کئے گئے ہیں۔ اوپر سرحدی سے ہر شاعر کا نام لکھا گیا ہے ان کے حالات دوسرے خط میں مختصر طور

پر بطور مسودہ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے یہ کتاب مسودہ معلوم ہوتی ہے شروع میں ایک

مقدمہ ہے۔ یہ مقدمہ علی قلی خاں کے ”ذخائر الاشعار“ کا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ مسودہ اسی سلسلہ کا ہو

آخر سے ناقص ہے۔ اور تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں پلتا۔ مجموعہ میں چار پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے

اعزاز مقدمہ :-

الحمد للہ رب العالمین ابجد بندہ پیمپاں ننگ دعاء درواں الخ

اعزاز مجموعہ

رقم بطیب و گفتم از درونہاں گفتا کہ ز غیر دوبرت بر بند زباں

(۱۱) قصائد خاقانی

تیکم خاقانی کے قصائد کا اچھا مجموعہ ہے کاغذ سفید کچھ مجدول خط رواں آخر سے قدم سے ناقص

ہے اسی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا اول سے آخر تک اکثر حصہ محشی ہے ۱۲۶۶ھ میں

یہ نسخہ مولوی عبدالکریم صاحب ٹونگی کی ملک میں آیا۔

آغاز:- دل من پیر تسلیم است و من طفل زباں دانش الخ

(۱۲) تحفۃ العرافین (از حکیم فاقانی)

کاغذخانی، خط پختہ، تقطیع چھوٹی، غیر مجرول، کاتب یعقوب بن شیخ ابوالسحاق ہی ۱۱۳۳ھ

میں یہ نسخہ آگرہ میں لکھا گیا۔ اس لئے نہایت قدیم اور اچھا نسخہ ہے۔

(۱۳) تشریح بوستان سعدی

شرح حکیم محمد ساجد راپوری ہیں۔ جو پوسٹ زلیخا اور سکندر نامہ وغیرہ کے بھی شارح،

یہ تذکرہ کاٹان راپور میں آپ کے حالات درج ہیں یہ نسخہ اختر کے جدامجد ملا عرفان راپوری

کے قلم کا لکھا ہوا ہے جو شارح کے ہم عصر تھے اور دونوں کا قیام راپور میں تھا تاریخ کتابت درج نہیں

آغاز:- بنام بہبانداز..... منعمون این بیت قائم مقام ترجمہ اسم اللہ الخ

(۱۴) تشریح قرآن السعیدین

شرح مولانا نور الحق بن مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب تمپیر القاری دامتونی ۱۲۰۲ھ

کاغذخانی مجرول، خط واضح، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی نسبت عمدہ ہے اور شارح کو

کے زمانہ کا لکھا ہوا ہے اول و آخر میں ایک ایک مہر درج ہوئی ہے نسبت ہے آخر میں بعض کچوں کی، تاریخ

پیدائش ۱۱۹۶ھ و ۱۱۹۹ھ درج ہے لیکن ان کے نام محوشدہ ہیں۔ شروع میں چند قطعات اور حمد جانست

بھی درج ہیں ان میں حسب ذیل قطعہ مولانا محمد تقی کی تاریخ وفات پر ہے۔

عجب مرد کامل بحکم خدا بدارالافتاء مولانا دارالافتاء

حکیم زہد الف سنی شیعہ آن بمقتضی محمد تقی بود با حفا

یہ شایعہ مولانا محمد تقی نسیمی آبادی رائے بریلوی ہیں

(۱۵) شرح سکندر نامہ تبری

مقدمہ ناقص ہے اسی وجہ سے شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ تاریخ کتابت بھی درج نہیں
آغاز: - خدایا جہاں بادشاہی تراست۔ مخفی نہ اند کہ الف کلمہ خدایا کہ آخر است۔ ندا۔ الخ

(۱۶) قواعد علی شیر (شرح سکندر نامہ)

۹۵۶ء کی تصنیف ہے آخر سے ناقص ہے اسی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا
کاغذ خانی غیر مجرول، خط شکست، ورق اول بھی ناقص ہے۔

(۱۷) دانش آموز شرح کربلا

شارح نور احمد ہیں۔ کاغذ خانی، کرم خوردہ، تقطیع چھوٹی، خط شکست، کاتب موسی ولد میاں
یعقوب ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں۔ ۲۵ رزی نعدہ ۱۲۵۲ھ کو نسخہ ایک روپیہ آٹھ آنے ماہ پورہ
میں علامہ مولانا مودا گرت مختار الدولہ محمود خاں کے کتب خانہ کے لئے خرید گیا۔ شروع میں رئیس
موصوف کی ایک خوبصورت تالیف مہربانی ثابت ہے۔

(۱۸) شرح لصاب الصبیان از محمد بن فصیح بن محمد کریم الدین

کاغذ خانی، کرم خوردہ، بوسیدہ، تقطیع چھوٹی، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی
۱۱ شوال ۱۲۵۵ھ کو نسخہ بھی مختار الدولہ محمود خاں کے کتب خانہ میں عبداللہ مودا گرتا کن
نیر پورہ سے خرید گیا۔ صاحب کتب خانہ کی مہربانی بھی ثابت ہے۔ ۱۹ رمضان ۱۲۹۹ھ کو نسخہ دادا صاحب
موصوف قاضی عبدالحسین صاحب نے خریدیا

۱۲۹۹ھ - حمد و ثنا ناخود و ذکر و سپاس نامہ درود الخ

(۱۹) شرح میزان الصرف

مولانا عبدالوہاب بن حکیم محمد علی بن مولوی عبدالقادر محتسب نانوں اس کے مصنف ہیں

۱۲۸۶ء میں عالم خاں نے یہ نسخہ ٹونک میں لکھا۔

آغاز:۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوات۔ ۱۰

(۲۰) منطق الطیر

کاغذ سفید، جدول کرم خوردہ اور چٹا زدہ کاتب قاسم بیگ ہیں۔ ۱۶ صفر ۱۰۸۶ھ ہجری

تاریخ کتابت ہے ۱۹ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ کو یہ نسخہ مولوی فضل حق ٹونکی نے غلام قادر خاں کو کاتب

خانہ سے نیاز محمد خاں کی معرفت حیدرآباد۔

(۲۱) اخلاق ناصری (نصیر الدین طوسی)

کاغذ سفید، بوسیدہ، آب رسیدہ، خط شکست پختہ، ۵ جمادی الاول ۱۰۸۶ھ تاریخ

کتابت ہے۔ بزمانہ شاہ عالم یہ نسخہ لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں

(۲۲) سلسلۃ الذہب

مولانا جامی کی مشہور مثنوی ہے۔ کاغذ سفید جلی، خط وارثی، اوراق ۲۲۸ ہیں اس

نسخہ کے کاتب غلام سرور بن محمد رمان بن غلام محمد بن شیخ موسیٰ بن شیخ امیل ساکن شہباز پور

پرگنہ سرائل ہیں۔ نواب سیدی خاں بہادر کے زمانہ حکومت میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ ۲۰ شوال ۱۲۳۲ھ

مطابق، جولائی ۱۸۲۱ء مطابق ۱۲۲۵ھ تک کتابت ہے آخر میں کاتب کی دوہری بھی ثبت

ہیں۔ جن میں ۱۲۱۵ھ کندہ ہے۔

(۲۳) انوار سہیلی (از ملا حسین واعظ کاشفی)

کاغذ سفید، طبع متوسط، خط پختہ روان کاتب میرزا قاسم علی ولد سید سلام اللہ بن حکیم رحیم رحیم ۱۲۴۳ھ

تواریخ میرزا بخش ولد سید قادر بخش کے۔ یہ نسخہ لکھا گیا۔ اوراق ۲۵۱۔ ہیں

(۲۴) بواص الحکایا و البواص الروایا۔ (از عبد بن ابی حیدر البغیدہ، کاغذ سفید)

تفصیح کلاں، مجددول شکر فی و نیلوں، خوش خط و واضح، کاتب عبدالملک ہیں۔ ۸ ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ
تاریخ کتابت ہے۔

(۲۵) در منظوم

مولوی غلام جیلانی رفعت رامپوری کی مرصفتہ کاغذ سفید مادھوپوری، خط روان اول
سے آخر تک محشوشی ہے کاتب مولوی محمد شاہ ہیں ۱۶ رذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کو ٹونک میں نسخہ لکھا گیا۔

(۲۶) مرآة الخصال

مرزا دین محمد بیگ کا بی تخلص بر اعزاز اس کے مرتب کیا۔ وہ تم تصنیف بیان کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ یہ زمانہ شباب سے زمانہ شیخوخت تک عالم میں بھرا۔ ہر علاقہ اور ہر ملک کے عادات
واظوار علیحدہ علیحدہ پائے۔ پوری عمر کے تجربہ کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ آخر میں مصنف کا ایک
قطعہ تاریخ شامل ہے جس سے سن تصنیف ۱۲۶۴ھ معلوم ہوتا ہے۔

یہ رسالہ پندرہ مرآت پر مرتب ہے۔ ہر مرآة میں ایک ایک علاقہ کے خصال بیان کر کے
ہیں۔ ابتدائی چار مرآت بیرون ہند کے خصال پر مشتمل ہیں باقی الباقی میں ہندوستان کے مختلف
صوبوں کے خصال بیان کئے گئے ہیں آخری مرآة چودہ جالوں پر مشتمل ہے اور ہر حال میں ہر علاقہ کی
عورتوں کے اذنیاع و اظوار اور ان کے لباس وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے (۶۲) اوراق پر مشتمل ہے۔

آخر میں ہوش افزا نامہ کے نام سے ایک فارسی رسالہ شامل ہے جو تقریباً ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے
اک رسالہ میں ہوش کے عنوان سے سرخیاں قائم کر کے مفید اور تجربہ کنی باتیں لکھی گئی ہیں کاتب نے اپنا نام نہیں
لکھا۔ ۵ صفر ۱۲۳۳ھ ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء کو یہ مجموعہ امراتنی صوبہ برادکن میں لکھا گیا۔

آغاز:- کیرت کہ اشقہ نام تو نیست

نتظر رحمت عام تو نیست الخ

(۲۷) ترجمہ الارواح

نصوت کی مشہور کتاب ہے پیش نظر نسخہ صفر ۱۰۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ لیکن کافی کرم خوردہ ہے (۸۲) اوراق پر مشتمل ہے۔

(۲۸) بحر الحیات (حوض الحیات)

حسین گوالبیاری ابن محمد سارنی حسنی کی تصنیف ہے۔ ورق اول پر کتاب کا نام تونسلی الحیات لکھا ہے ۲۴ رزی الحجۃ ۱۰۹۲ھ تاریخ کتابت ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں۔

آغاز:۔ جو موزون ثنائی:۔ حضور حضرت صوری را۔ الخ

۲۹ حدیقہ الحقیقہ (از حکیم شرفانی غزنوی)

کاغذ حنائی تقطیع چھوٹی۔ مجروروں سرخ، خط زار فصیح مکمل نسخہ ہے تاریخ کتابت درج نہیں۔ یہ نسخہ شاہان مغلیہ کے کتب خانوں میں رہ چکا ہے۔ لیکن تمام مہریں اور عبارتیں جو کر دی گئی ہیں۔ ایک عبارت میں "اللہ اکبر" کے آگے کی عبارت تخریر کی گئی ہے۔ ابتدائی حصہ میں گوشہ پر لکھا ہے "محمد باقر واسیہ نمود" ایک مربع مثبت ہے جس میں مختار لہجائی "کندہ ہے۔ مزید مہریں چٹ زدہ ہیں۔ اسی طرح یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ہے۔

"نسخہ ۱۰۹۲ از سید غلام مرشد صاحب معرفت غلام عباس ناس قیمت چھ روپے

مسند یدہ شد۔ جمادی الآخر ۱۲۰۳ھ

آغاز:۔ اے دروں پرورد و بروں آدای الخ

(۳۰) شمسه العین مع شرح فارسی

مولانا نیاز احمد صاحب علوی قادری ابن مولانا رحمت علی صاحب سرمندی بہ پوسی المذنی

۱۲۵۰ء اس کے ناظم اور شارح ہیں۔ اس میں علم تصوف کے معارف و اسرار بیان کئے گئے ہیں چونکہ نظم میں وضاحت کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے اس نغمہ کو مرتب کرنے کے بعد مصنف نے اس کی شرح لکھی جس میں معانی کی تشریح کی گئی ہے۔ شرح کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ بشرط موقع اس کی ایک مفصل شرح مزید ترتیب دی جائے گی۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے نزہۃ الخواطر میں مولانا نیاز احمد صاحب کا حال اس طرح لکھا ہے۔

دو کبار شائخ چشتیہ میں سے تھے ۱۱۷۳ھ میں سرہند میں پیدا ہوئے سفر سنی میں دہلی آ کر مولانا فخر الدین صاحب کے پاس تربیت پائی۔ شیخ کے حکم سے بریلی جا کر قیام کیا اور وہاں بہت مقبول ہوئے فتون ریاضیہ میں بھی بڑے ماہر تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں بریلی میں انتقال ہوا۔

صاحب نزہۃ الخواطر نے آپ کے فارسی اہراء و دیوان کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحب میں آپ کے ایک رسالہ کا ذکر ہے جو سیراکن رسول ماہروی کے لئے تصنیف کیا گیا تھا۔ لیکن آپ کی تعانیف میں اس نغمے یا اس کی شرح کا ذکر نہیں۔

یہ نغمہ پچانوے ہزروں پر مشتمل ہے۔ اور ۱۲۰۲ھ میں نظم کیا گیا ہے۔ پیش نظر نسخہ اگرچہ مکمل ہے۔ لیکن اتفاق سے آخری ورق ضائع ہو گیا جس میں کاتب یا تاریخ کتابت کا ذکر تھا۔

اس نغمہ کا پہلا بند اس طرح ہے۔

احمد اللہناق دارالکونین ضعف حمد لہا من الذلون
ثم ادعو لسادۃ الثقلین ہم حماۃ الانا فی الدارین
احمد وفاطمہ علی حسنین الخ

شرح کے دیباچہ کا آفتاب اس طرح ہے

الحمد لله الذي نور قلوب المؤمنين بنور التوحيد الخ

آخری بند اس طرح ہے :-

بندایں خمسہ خمسہ و تسبیح

رشد ترقی نظم خوش آئین

از دم ہجرت رسولِ امین

در ہزار و دویسد، چہار سنین

صلواتی عبیدہ فی الدارین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ بِنُورِ التَّوْحِيدِ الْخ

کیست کہ اشرف نام تو بیست منظر رحمت عام تو بیست

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ بِنُورِ التَّوْحِيدِ الْخ

فتیٰ اول

نواب شیر اور ٹونک

نواب محمد علی خاں، ریاست ٹونک راجستھان کے تیسرے فرماں روا آئے ہیں۔
۱۲ ربیع الثانی ۱۲۸۲ھ کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ اپنے دین دار، جری دیہادربار پاپ وزیر الدین
کی نگرانی میں تربیت پائی۔ علوم ہندو اور حاصل کئے۔ علماء و فضلاء کی صحبت میں رہے۔ مولوی فضل اللہ
اور مولوی، مولانا شہدائی راجپوری ٹونکی، مولوی حکیم عابد علی ٹونکی، مولوی سید محمد علی لکھنوی اور مولوی
فخر عابد راجپوری وغیرہ کی شاگردی بھی رہی۔ قاری عبدالرحمن پانی پتی اور مولوی عبدالقیوم
صاحب بڈھانوی پیر مولوی عبدالحی صاحب دہلی تک سے حدیث کی سند حاصل کی۔

محرم ۱۲۸۶ھ میں نواب وزیر الدین کے جانشین ہو کر یہاں کے تیسرے فرماں
روا مقرر ہوئے ابھی ساڑھے تین سال کی مدت نہیں گزری تھی کہ بعض وجوہ کی بنا پر انگلینڈ
کی طرف سے معزول کر دیے گئے۔ شہر بنارس آپ کے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ اور
گوتش کے باوجود پھر بھی ٹونک آنے کی اجازت نہیں ملی چنانچہ تیس سال کی مدت بنا ساس
میں گزار کر، ۱۲۸۶ھ میں ۱۲۹۵ھ کو برصغیر بنارس میں انتقال ہوا۔

نواب وزیر الدین کے سن تربیت کا نتیجہ تھا کہ یہ دیہادربار جری انسان ناز و نعم میں
پرورش پانے کے باوجود علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوا۔ اور ہمیشہ علماء و فضلاء میں رہ کر اپنی
زندگی گزار دی۔

آپ علم دوست اور اہل علم کے قدرواں تھے آپ کی مجلس ہمیشہ اہل علم سے گرم رہا کرتی تھی
تصنیف و تالیف کی طرف بے حد رغبت تھی کتابیں خود تصنیف کرتے، اہل علم سے تصنیف کرا کر
مفید کتابوں کے اردو فارسی ترجمے تیار کرتے۔ اور حتی الامکان انھیں شائع کرنے کی کوشش کرتی
تھے۔ آپ نے اپنے دور میں علم و فضل کی اشاعت میں وہ کوشش کی ہے جو صدیوں میں کسی توشیح
تصیب انسان کو حاصل ہوا کرتی ہے۔

علوم دینیہ آپ کی مساعی کے مرکز رہے فن حدیث و سیرت خصوصیت سے آپ کی توجہات
کے مہم نون ہیں۔ سیر و معاذی پر آپ نے جو کام کیا ہے وہ آسانی بھلایا نہیں جاسکتا۔

مولوی عبدالحی لکھنوی، تزہتہ الخواطر میں آپ کے لئے لکھتے ہیں۔

وكان مولعا بسيرة النبي صلى

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر

اللہ علیہ وسلم و حلیتہا و غزواتہا و

آپ کے حلیہ اور آپ کے اصحاب کے

غزوات الصحابة فينفق كثيرا

غزوات کے بڑے دلدادہ اور گریبہ تھی

من اموالہ فی ذلک

اور اپنی دولت کا بڑا حصہ اس پر خرچ کیا کرتے تھے

آپ کے علمی ذوق، فنی توجہات، اور علم و فضل پر فطری فریفتگی و شیفگی کا ازراہ آپ کے جمع کردہ

کتاب خانہ کے اس ذخیرہ کو دیکھ کر ہوتا ہے جو آپ نے قیام پناہ سس کے زمانہ میں ہزاروں روپے

خرچ کر کے جمع فرمایا۔ اور اب بھی یہ ذخیرہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اس کتاب خانہ پر مشورہ و مضامین شائع ہو چکے ہیں اس لئے اس موقع پر مزید کچھ لکھنا عبید

نہیں۔ بہر حال علوم حدیث، فقہ، عقائد، کلام، تصوف اور سیرت پر جو علمی اور مطبوعہ ذخیرہ اس کتاب

خانہ میں میسر ہے۔ دوسرے مقام پر شکل ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دور دور سے پناہ ترین کتابیں آپ

کے لئے حاصل کی جاتی ہیں جو کتابیں آسانی میسر نہ ہوتیں جو مشہور مقامات سے ان کی نقول منگوائی

جاتیں۔ قیام گاہ بنارس پر ایک دو، نہیں۔ کئی کئی مستقل کاتب مقرر تھے جن کا مستقل کام یہ تھا۔ کہ کتابوں کے بیسے نقل کریں یا حاصل شدہ نادری کتابوں کی دوسری کاپی تیار کریں پھر ان تمام کاموں کی خود نگرانی فرماتے تھے۔ آپ کے اس ذوق و شوق کا پورا اندازہ آپ کے کتب خانہ کی ایک ایک کتاب کو دیکھ کر ہوتا ہے۔

آپ ۳۲ سال کی عمر میں نواب ہوئے۔ ولی عہد کی عمر کے زمانہ سے ہی آپ کے مت اعلیٰ بالکل مختلف تھے۔ نواب و ذریعہ اولیٰ کی دینی عصبیت اور علمی و الہیت آپ پر پوری طرح کارفرما تھی علوم سے فراغت کے بعد ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا نواب ہو جانے کے بعد تین چار سال کی مدت اگرچہ اپنی زندگی کی مشہور ترین مدت تھی لیکن امور ریاست کا پورا بار ہونے کے باوجود آپ نے اپنے علمی ذوق کو قائم رکھا۔

اللہ کو آپ سے دوسرا کام لیغا تھا۔ اس لئے بہت جلد نوابی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور آپ اپنی عمر کی باقی تیس سالہ مدت گزارنے کے لئے بنارس بھیج دیئے گئے آپ نے اس مدت کو پوری نزرع مفید بنایا۔ علمائے ایک پوری جماعت تصنیف و تالیف پر لگا دی مشہور مفید کتابوں کے اردو فارسی ترجمے کرائے۔ علماء کے وظیفے مقرر کئے جائیں عطا فرمائیں اور جس قدر دولت ان پر خرچ کی جاسکتی تھی صرف کی۔ تاکہ فائدہ ابدالی کے ساتھ یہ حضرات اپنی متعلقہ خدمات میں خوش دلی کے ساتھ مشہور رہیں۔ جو کتابیں باسانی فراہم نہیں ہو سکتی تھیں انہیں طبع کرایا اور اس سلسلہ میں جس قدر مصارف کئے جاسکتے تھے وہ خوشی کے ساتھ برداشت کئے پناچہ قیسیر القازی شرح صحیح البخاری، شرح اربعین نورانی اور مجمع بحار الانوار وغیرہ جیسی اہم و نادری کتابوں کی اشاعت آپ ہی کی رہی منت ہی۔

دوسرے علوم کی اشاعت کے ساتھ فن سیر و منجاری آپ کی توہمات کا ہمیشہ مرکز رہا اس

مضمون میں بھی دراصل وہ خدمات اجاگر کرنا ہیں جو اس سلسلہ میں نواب محمد علی خان ان کے توادری علماء اور ان کی ریاست کی طرف سے ہمیشہ ہوتی رہی ہیں۔

یہ ایک فطری امر ہے کہ ہر دین دار کی مساعی اور علمی کوششوں کا مرکز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہو سکتی ہے اور میرت رسول اور آپ کا اسوہ حسنہ ہی وہ مرکزی چیز ہو جس کی اشاعت و اعادہ کر کے اس پر عمل کرنے سے امت مسلمہ اصلاح پذیر ہو سکتی ہے اس ریاست کے رؤساء میں یہ جذبہ ابتداء سے غیر معمولی طور پر پیدا تھا۔

ابتدائی دور کی تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ متور و کتابیں ریاست کے ابتدائی دور میں اس موضوع پر تصنیف ہوئیں۔ چنانچہ مولوی عبدالسلام بدایونی نے اپنی کتاب ”اخبار الابرار“ جو ”میرت رسول“ مناقب خلفاء اور احوال ائمہ پر مشتمل ہے تصنیف فرما کر نواب امیر خاں کی طرف منسوب کی اور اس کا نام ”ہدایا امیرویہ“ رکھا۔ قیام ریاست سے قبل شکرہ زندگی ہی اس طرح کی اصلاحی محفلیں نواب کے یہاں جاری تھیں۔

کتبخانہ ٹونک میں ایک ہی رسالہ محفوظ ہے جس کے مرتب مولوی محبوب علی صاحب ہیں اس رسالہ میں مروجہ میلاد کے جواز و عدم جواز سے بحث کی گئی ہے مقدمہ میں مرتب رسالہ نے ذکر کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد دہلی میں میلاد النبی کی بجا اس نہیں ہوا کرتی تھیں لیکن ۱۲۱۵ھ میں ایک شخص شامی **جمال للیل** آیا اور ۱۲۱۵ھ میں نواب محمد امیر خاں کے ہاں مجلس منعقد کی۔ اس کے بعد سے یہ بجا اس اس طرف عام ہو گئیں۔

نواب امیر خاں کے بعد نواب وزیر الدین کا علمی دور شروع ہوتا ہے اس دور

۱۲۱۵ مضمون میں جہاں کہیں کتب خانہ ٹونک کا ذکر آیا ہے اس سے مراد محکم پشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک ہے۔

یہ علمی بحول کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تصنیف و تصنیف کے مشاغل میں بھی اضافہ ہوا۔ دیگر علوم متداولہ کی تصانیف کے علاوہ سیرت نبوی پر بھی کام جاری ہوا۔ مولوی بہادر علی ہلوی ٹانگی نے اسی دور میں "امایہ السیر فی سائر خیر البشر" عربی میں تصنیف کی۔ ان کے شاگرد مولوی عبد المجید صاحب ٹانگی جو نواب وزیر الد ولس کے داماد بھی تھے اور کثیر التصانیف ہیں انھوں نے قدم رسول اورین مبارک کی تحقیق میں متعدد رسائل اسی دور میں تصنیف کئے۔

قرۃ العیون شرح سرور الملحزون جو نواب محمد علی خاں کا بڑا کا نام ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔ اس کی تصنیف بھی دراصل نواب وزیر الد ولس کے عہد میں شروع ہوئی جب کہ نواب محمد علی خاں ان کی سرپرستی میں ولی عہدی کی زندگی گزار رہے تھے۔

نواب وزیر الد ولس کے بعد نواب محمد علی خاں نے اپنے زمانہ امارت و زمانہ قیام یتاز میں اس مقصد کی پوری تکمیل کر ڈالی۔ سیرت رسول کے موضوع پر اس قدر تصانیف کیں اور دوسرے علماء و کرامین جو سب ہی قابل تحسین و آفرین ہیں۔ قرۃ العیون کے نام سے اردو میں جو ضخیم کتاب تیار کی ہو اس کے صرف سات حصے دو جلدوں میں طبع ہو سکے ہیں باقی گیارہ جلدیں غیر مرتب حالت میں کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

قرۃ العیون کی اس قدر ضخامت کے باوجود آپ کو اس کی مزید شرح کی ضرورت محسوس ہوئی اور کحل العیون شرح قرۃ العیون کے نام سے دوسری کتاب تصنیف شروع کی جس کی صرف ابتدائی تین جلدیں تیار ہو سکیں۔ پھر اپنے پسر صاحبزادہ عبدالوہاب خاں کے نام سے اللالی المصیبت نامی حلیہ تاج خیر البریہ نامی ایک ضخیم کتاب تیار کرائی جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے قلمی نسخے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

ان شروح و تراجم کی زبان موجودہ دور میں اگرچہ متروک اور قابل اصلاح ہے لیکن نواب صاحب مرحوم کا یہ کارنامہ کسی طرح بھلائے جانے کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر مواقع و وسائل عطا فرمائے تو یہ ذخیرہ اب بھی تھوڑی اصلاح اور توبہ سے اردو زبان کی قدر سے دستی کے بسہ حالات حاضرہ کے مطابق ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

نواب صاحب کی کتابت خاں نے نثر کی طرح نظم کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ ”فتوح الاسلام منظوم فارسی (تکملہ صولت فاروقی) اس سلسلہ میں موصوف کا نہایت اہم اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ یہ کتاب بالکل شاہنامہ کے طرز پر لکھی گئی ہے اور بحر متقارب میں تقریباً پچاس ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔ اور اس دور کے متعدد قابل ترین افراد کی خدمات حاصل کر کے تیار کرائی گئی ہے۔

افسوس۔ موصوف کی زندگی میں اس کتاب کے صحیح ہونے کا موقع نہیں آ سکا۔ اسی وجہ سے یہ کتاب منظر عام پر نہیں آ سکی۔ اور کئی چھاپے ہوئے کتب کے ساتھ ایک گوشوں میں محفوظ ہے۔ اس کی تفصیلات آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

الناصح علی دین ملو گھم کے پیش نظر اس دور کے علمائے بھی اسی ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے نظم و نثر میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں۔ مولوی محمد حسن علی آبادی بن مولوی محمد علی صدر پوری نے حلیہ مبارکہ عربی میں نظم کیا۔ اور ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ صاحبزادہ عبدالکبیر خان نے حضور علیہ السلام کا حلیہ بطور سر میں نظم فرمایا اور الدار المصیبت تالیف شدہ تفسیر البصیرۃ لکھی۔ مولوی سید عبدالرزاق کلای نے حضور کے حلیہ اردو میں نظم کیا۔ فتوح اقلدی کو نظم کرتے ہوئے حسام الاسلام، صمد صام الاسلام اور مقام الاسلام لکھی۔ سید واداد حروف کو اردو میں نظم فرمایا تو گوھر مخمور میں تیار ہوئی۔ مولوی

سید محمد علی صاحب نے سرور اہل حزون کو فارسی میں نظم کر کے جلاء العیون نظم کر ڈالی۔ سید احمد علی سہمائی فتوحات واقدی کا فارسی ترجمہ کر کے محاورات لاجرار لکھی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ تو شوکت الاسلام نامی ضخیم ترجمہ تیار ہو گیا۔

پھر علماء برہمی پر موقوف نہیں تھا۔ بلکہ اس دور میں یہ جذبہ اس قدر عام تھا۔ کہ نواب محمد علی خاں کا ایک داروغہ عبداللطیف نامی جو مولیٰ لکھا پڑھا انسان تھا۔ اس نے معراج نامہ مکمل نظم کر ڈالا۔ اور نواب کی خدمت میں پیش کیا۔

یہ سلسلہ نواب محمد علی خاں کی زندگی تک برابر جاری رہا۔ کوئی علی نقی لکھ کر پیش کر رہا ہے تو کوئی نبی نامہ اور جنگ نامہ، کوئی سپر منظوم لارہا ہے تو کوئی نظم السیر، کوئی سیرت مرتضوی لکھ رہا ہے تو کوئی شوکت صدیقی۔ عرض اس موضوع پر بیسیوں کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اور سیرت کا ایک اچھا ذخیرہ فارسی اور اردو میں تیار ہو گیا۔

نواب محمد علی خاں کے انتقال سے ٹونک میں تصنیف و تالیف کا دور بھی تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ نواب ابراہیم علی خاں کے دور میں اگرچہ تصنیف و تالیف اور علمی ترقی کا زیادہ موقع نہیں آیا۔ لیکن سیرت پاک اور حسب رسول نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ یہ جذبہ موصوف کو اجداد و اسلاف سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس لئے عمر بھر موصوف پر یہ جذبہ کار فرما رہا۔

آپ نے صیلا النبی کے نام سے ایک ضخیم کتاب تیار کرانی جو سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس دور کے درباری علماء۔ اس کتاب کی تیاری میں شریک تھے۔ سیرت و مفاد کی تمام کتابوں سے مدد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ترتیب دیے گئے اور ہر سال

ماہ ربیع الاول میں میلاد کے طرز پر سات روز تک محفلیں قائم ہونے لگیں جن کا انتظام سرکاری طور پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب عام نہیں ہوئی۔ بلکہ دربار میں محفوظ رہی جس کی ہر سال قرائت ہوتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ سات جلدوں میں حضرت والد مرحوم مولوی قاضی محمد عرفان خاں صاحب ناظم شریعت کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

نواب ابوالہب علی خاں صاحب متخلص بہ حلیل نے اپنے ذوق و شوق کے پیش نظر اس سلسلہ میں مزید متعدد میلاد تیار کر کے جو ریاست میں محفوظ ہیں میلاد حلیل بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو عام ضروریات کے پیش نظر ترتیب دیا گیا تھا اور نئی بارشاد ہو چکا ہے۔ یہ اتفاق امر ہے کہ نواب محمد علی خاں مرحوم جو مرد بہ کمال تھے فق نہیں تھے صفر ۱۳۱۲ء میں ان کا انتقال بنا دس میں ہوا اور اسی سال دھونک میں ریاست کی طرف سے، ماہ ربیع الاول میں جشن میلاد النبی کی پہلی محفل قائم کی گئی۔ اور اُس وقت سے اب تک ہر دور میں یہ محفلیں برابر ذوق و شوق سے قائم کی جا رہی ہیں۔ ان کی تفصیلات ٹونک کے جشن میلاد النبی کی ایک جھلک نامی کتابچے سے معلوم ہوتی ہیں جو مولوی سید انور احمد صاحب برکاتی نے ۱۳۹۷ء میں ترتیب دیا اور گزشتہ سال البصیثہ پریس دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

بہر حال خواہتے ہیں کہ خاں کے نظری ذوق ایسا پر ڈونک میں سیر مادی صورت محمدی نظم و شہما جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کتابوں کی تفسیریں ذیل میں بیان کی جا رہی ہے تاکہ شعروں کی افادیت میں اضافہ ہو اور قارئین کرام بھی پوری طرح اس سے استفادہ کر سکیں۔

فتوٰۃ الاسلام منظوم ناری (تکمہ صولت فاروقی)
صورت فاروقی مدرسہ محمد خاں نورانی ترکمان بخش بہ آشوب کی

نظم کردہ ہے جس میں فتوحات واقعی کو زمانہ نواب آصف الدولہ بن شجاع الدولہ نظم کیا گیا ہے آٹھ
 توراتی الاصل تھے اور شاہ محمد وزیر کے مرید تھے۔ نواب آصف الدولہ کو زمانہ میں ہندوستان
 کے شاعری میں بے بدل اور سواری و نیزہ بازی میں یر طولی رکھتے تھے اہل تشیع و روافض سے
 سخت دشمنی تھی اسی سے متاثر ہو کر خلیفہ اول دم کی فتوحات کو شاہنامہ مزدوسی کو
 مقابلہ میں لکھنا چاہا۔ چنانچہ فتوحات واقعی فارسی سے واقعات اخذ کر کے صولت
 فاروقی لکھی، یہ کتاب طبع مجری انظم گڑھ میں طبع ہو چکی ہے جس کے صفحات (۶۵) ہیں
 اولہ بنام فرداوند حی احمد۔ الخ

اس دور میں جب اس کتاب کی قدسے اشاعت ہوئی تو مخالفوں کے دل گرائے۔
 اور آصف الدولہ کے دربار میں شکایتیں شروع ہو گئیں۔ حسن رضا فاں اس میں پیش پیش تھے۔
 نصیب بادشاہ نے بلا بھیجا جب آپ سے جوابات سنے تو خفگی کے بجائے انعام و اکرام سے بالابل
 کیا پھر مخالفوں نے انھیں ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوئے۔

قتلہ نادر شاہی میں اس کتاب کے بعض اجزاء ضائع ہو گئے۔ غزوہ حلب تک کا
 کچھ حصہ نواب محمد علی خاں کو دستیاب ہو گیا۔ موصوف کو یہ کتاب بہت پسند آئی
 اور آپ نے فوراً ہی اس کی تکمیل کی ٹھان لی چنانچہ اس کتاب کو نظم کرانے کے کئی متعدد علماء کی خدمات
 حاصل کی گئیں اور کتاب کے مختلف حصے مختلف حضرات نے تیار کئے۔

اس طرح خلفاء اربعہ کی پوری فتوحات کو نظم کرایا۔ اور شان دار طریقہ پر کرایا صولت
 فاروقی چونکہ شاہنامہ مزدوسی کے طرز پر لکھی گئی تھی لہذا اس کا مکمل یعنی فتوح
 الاسلام مکمل اسی طرز پر نظم کرانی لئی تاج العلماء و علم علوم مولانا نجف علی صاحب جھجری، محقق
 العلماء مولوی عبدالکریم صاحب مسکری، سلطان الشعراء حکیم سلطان محمود خاں گرامی، مدق العلماء

مولوی مفتی نورالحق صاحب سنہ اور مولوی محمد حسن خاں مسلح آبادی وغیرہ نے اس کو نظم کرنے میں خاص حصہ لیا۔

یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد میں کئی کئی پارے ہیں تفصیل تو یہاں درج ہے۔

جلد اول :- یہ جلد تین پاروں پر مشتمل ہے۔

پارہ اول کتاب الترویج [ہر دو پارے مولانا نجف علی تھانوی صاحب کے

پارہ دوم فتوح العراق] نظم کردہ ہیں

پارہ سوم فتوح اریتم :- یہ پارہ دراصل حواصت فاروقی کا حصہ

جو مرزا نذیر خاں اشوب کا نظم کردہ ہے مولوی عبدالکریم صاحب لوہنگی

نے اس حدیث پر نظر ثانی کی اور عبدالواحد صاحب نے اس میں کافی اضافہ

کر لیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے اس جلد کے ساتھ ایک مفصل مقدمہ

مرتب کر کے شامل کیا جس میں رؤس و ٹونک، فتوح الاسلام

کی ترتیب اور اس کے ناظمین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

جلد دوم :- یہ بھی تین پاروں پر مشتمل ہے :-

ملہ قاضی عظیم الدین صاحب بھڑائی کے بیٹے فقہ ہندوستان کے مشہور قاضی علی احمد صاحب نے اس جلد میں

علمی قافیے میں محسوس زمانہ اور نجات السنہ فارسی میں سہارت نامہ لکھتے تھے فتوح نامہ میں پیرس سے ذرا لیسٹات

کے مالک ہیں۔ بروایت نزمیہ الخوازمیہ میں انتقال ہوا (تذکرہ علماء ہند کے مخطوطہ ترتیب)

۴۷ ملا احمد خاں کے بیٹے بنایت ذکی الطبع عربی، ذرہ، اردو کے بڑے مشہور اور جلیل القدر کے بڑے خطاط تھے علی باسیراہم

واقف تھے۔ صاحب تعانیف ہیں۔ مشہور میں انتقال ہوا۔

۴۸ ماجن احمد کے بیٹے اور شیخ محمد فائق، مصنف انشائے فائق و مخزن الفوائد وغیرہ کے پوتے ہیں۔ شہر میں سخن گوئی کا

اور نازک خیال تھے نواب محمد علی خاں نے آپ کو "سخن گو" کا خطاب دیا تھا۔

پارہ اول فتوح الشام - یہ پارہ مولانا نجف علی خاں کا نظم کردہ ہے اس جلد

کے دو مقدمے لکھے گئے۔ ایک مقدمہ خود مولانا نجف علی خاں نے لکھا اور

دوسرا مقدمہ مولانا عبداللہ خاں صاحب نے لکھ کر شامل کیا ہے ہر دو مقدمے

میں بھی اس سلسلہ کی پوری تفصیلات ہیں

پارہ دوم فتوح المصر - یہ پارہ مولوی محمد حسن خاں ملیح آبادی کا نظم کردہ ہے۔

پارہ سوم فتوح العجم و دیار بکر و رومیہ وغیرہ - یہ پارہ حکیم سلطان محمود خاں گرامی کا

نظم کردہ ہے

جلد سوم :- یہ جلد بھی بلحاظ مضمون دراصل جلد دوم سے متعلق ہے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ کی باقی،

فتوحات عجم و ایران وغیرہ پر مشتمل ہے اس کے ناظم مولوی احمد علی ہیں۔

جلد چہارم :- یہ جلد بھی جلد دوم سے متعلق ہے اس حصہ کو مولوی نور الحق صاحب نے نظم

۱۔ محمد صدیق خاں بن احمد خاں غمبار خیل کے بیٹے تھے۔ اجداد مقام بھکر ا ضلع نوب کے رہنے والے تھے مولانا حمید علی مولوی امام الدین

بقیۃ الحدیث شیخ محمد تقی خانوی وغیرہ سے تلمذ تھے۔ نواب محمد علی خاں نے آپ کو مولانا کا خطاب دیا۔ نواب صاحب کے انتقال

کے بعد آپ بنارس سے ٹونک تشریف لے آئے اور یہاں سگوالیا تشریف لے گئے وہیں ۱۳۵۲ھ میں انتقال ہوا۔ متعدد تصانیف

یا دیگر ہیں۔ (تذکرہ علماء ٹونک)

۲۔ مولوی محمد علی صدیق پوری کے بیٹے تھے ہمیشہ نواب محمد علی خاں سے متعلق رہے اور موصوف کی زندگی میں آپ بھی بنارس رہے نواب

صاحب کے انتقال کے بعد ریاست ٹونک میں نشین ہو گئے۔ اور آپ خان نشین ہو گئے

۳۔ دہلی میں پیدا ہوئے وہیں تربیت پائی گردش زباز سے مجبور ہو کر ۳۰ سال کی عمر میں ٹونک تشریف لے آئے اور یہیں سکونت

اختیار کی۔ نواب محمد علی خاں نے قدر افزائی فرمائی۔ نواب کی طرف سے مسیح الدولہ امیر الملک سلطان الشرا مظفر

بگ کا خطاب ملا تھا۔ ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا (تذکرہ علماء ٹونک)

۴۔ مولوی خیر الدین صاحب شیرکوٹی کے پسر تھے ۱۲۷۳ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے۔ علوم سے فارغ ہو کر نواب محمد علی خاں

سے متعلق رہے۔ تعنیف و تالیف میں مشغول رہا کرتے تھے۔ نواب نے مدق العلماء کا خطاب دیا جس کے آپ

صحیح مستحق تھے۔ نواب کے انتقال کے بعد بنارس سے ٹونک تشریف لے آئے اور عدالت شریعت کے معنی

مقرر ہوئے۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ٹونک میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ علماء ٹونک)

کیا ہے

جلد پنجم یہ جلد فتوحات عثمانیہ پر مشتمل ہے

جلد ششم یہ جلد فتوحات حیدریہ پر مشتمل ہے

اس مجموعہ میں بحار بہ حلب کے بعد کا کچھ حصہ مولوی سید احمد علی سیلاب کا نظم کردہ

ہے۔ فتوح الاسلام کے دو مجموعے ایک سلسلہ چھ جلدوں میں اور دوسرا سلسلہ آٹھ جلدوں میں، کتب خانہ ٹونک میں قلمی شکل میں محفوظ ہیں۔

ان کے علاوہ تین چار متفرق جلدیں بھی ہیں اکثر حصے مسودات کی شکل میں ہیں جو نواب

محمد علی خاں صاحب کے کاتبوں کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں جن میں ۱۲۹۲ھ سے ۱۳۰۵ھ تک لکھے گئے بعض حصے اصل مسودات ہیں اس کتاب کا کوئی جزو ابھی تک طبع نہیں ہوا۔

فتوح الاسلام کے علاوہ جن حضرات نے اسلام کی فتوحات کو اردو یا فارسی

میں نظم کیا ہے یا ان واقعات کو نثر میں ترتیب دیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

حسام الاسلام فی فتوحات سید الانام (منظوم اردو)

اس کتاب کے ناظم سید عبدالرزاق کلامی ہیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے غزوات و فتوحات کو اردو میں نظم کیا گیا ہے یہ کتاب ۱۳۳۲ھ میں طبع مفید عام اگرہ میں طبع ہو چکی ہے

صفحات ۲۲۰ ہیں اس کتاب پر استاد آبرو اور مولانا شبلی نعمانی نے اپنی تقریظات اور تارخیں لکھیں

۱۵ سید محمد علی دافتر امپوزی باہر مولانا حیدر علی راہپوری ٹونکی کے بیٹے ہیں ۱۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۵ھ میں ٹونک میں انتقال ہوا۔ فدا داد قابلیت و صلاحیت کے مالک تھے کتب سیر و تاریخ کا ہمیشہ سے شوق تھا نواب محمد علی خاں سے

ہمیشہ متعلق رہے۔ صاحب تصانیف و تراجم ہیں (متذکرہ)

۱۶ آپ سید احمد شہید کے بھانجے سید عبدالدین حیدری کے پوتے ہیں ۱۲۶۵ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے بڑے بزرگ اور دین دار انسان تھے۔ نظم سے بڑا لگاؤ تھا۔ ۱۸ فروری ۱۹۱۶ء ۱۳۳۲ھ بروز جمعہ ٹونک ہی میں انتقال ہوا

متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں (متذکرہ علاؤ ٹونک)

اولاً:- اہم تو ہے مائے کساں الخ

صمصام الاسلام منظوم فتوح الشام دارود

مجاہدات الاخیسار - اس کا تاریخی نام ہے حافظ عبدالرزاق کلامی اس کے نظم

ہیں۔ فتوح الشام کو اردو میں نظم کیا گیا ہے ۱۳۱۲ھ میں اعظم المطالع جون پور میں طبع ہوئی

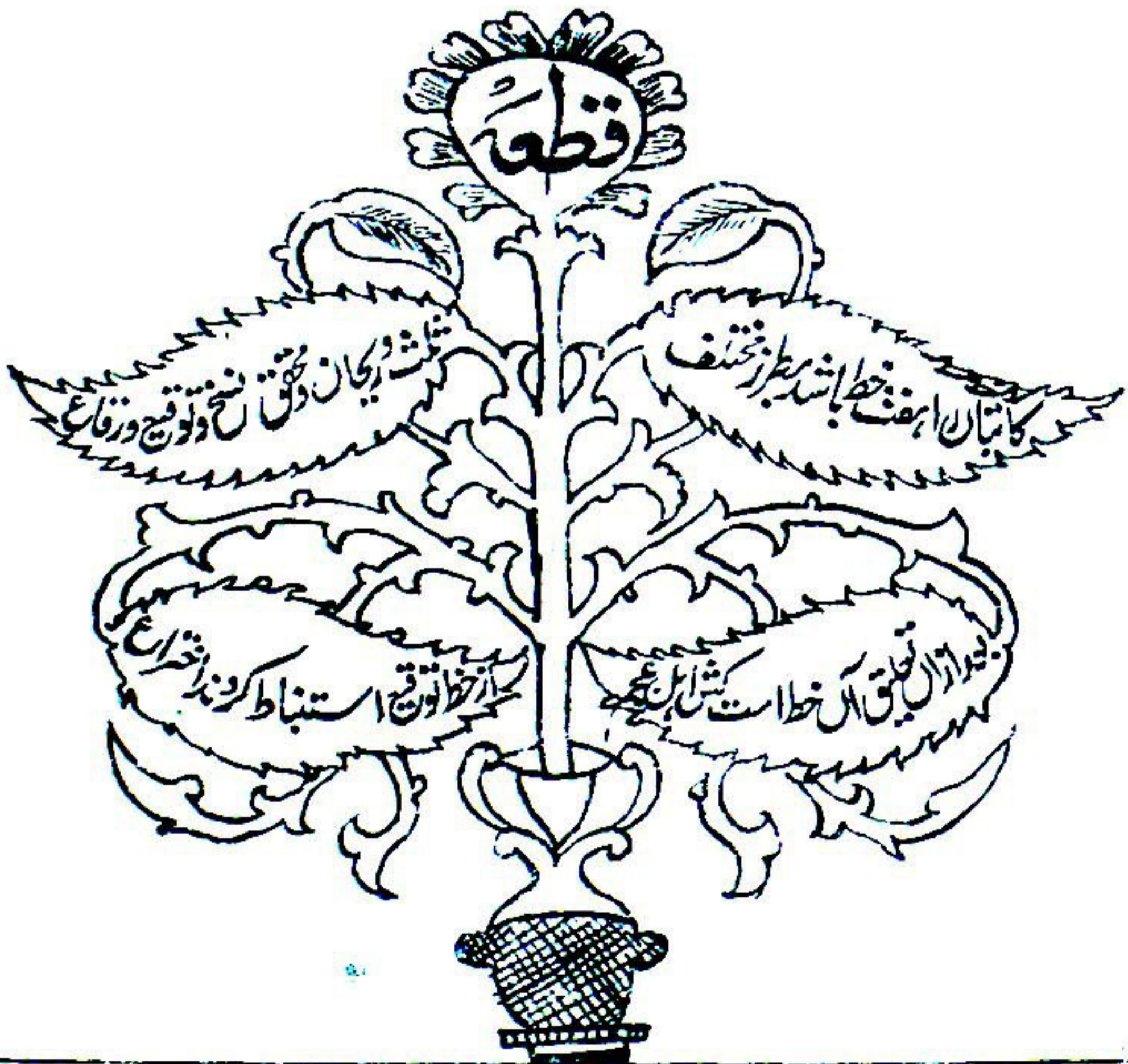
۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولاً:- سیرنامہ ہے نام اللہ کا الخ

مقام الاسلام منظوم فتوح بہتسا دارود

سید عبدالرزاق کلامی کی مرتبہ ہے۔ ۵ صفحات پر مشتمل ہے اعظم المطالع

جون پور میں ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔



مولوی حکیم محمد عمر انہ فاضل صاحب نے لکھا۔

قسط دوم

سیرت اور ٹونک

سیرت منظوم (فارسی)

اس کتاب کا ایک تہی نسخہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک میں محفوظ ہے۔
 ہی، خوشخط و مجرول نوع کتاب مطلقاً دینا کار آسمانی، آخر سے ناقص ہے اسی وجہ سے ناظم کتاب
 کا پتہ نہیں چلا۔ البتہ آغاز کتاب میں مرتب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ نواب محمد علی خاں نے سیرت کی
 ایک ناقص کتاب برائے تکمیل مجھ دی اپنے حکم کی تعمیل میں اس کی تکمیل کی اور سیرت منظوم
 اس کا نام رکھا۔ اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔

اولہ:۔ شت و ستائش خدار استراست - ۱۸

سیرت احمدی (اردو)

نظم السیر اس کا تاریخی نام ہے مولوی محمد یار خاں امی اس کے ناظم ہیں۔ صاحبزادہ
 محمد احمد خاں کے کہنے سے اسے نظم کیا گیا۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں سال دوم،

۱۔ مطبوعہ برہان دہلی - مارچ ۱۹۶۱ء

۲۔ مولانا محمد طاہر صاحب کے بیٹے اور مولوی محمد حسین خاں جن کی مسند درس محلہ بہر ٹونک میں آباد تھی ان کے بڑے
 بھائی تھے۔ بڑے بزرگ اور زور و ساد ٹونک کی نظر میں بہت سزاوار و ختم تھے۔ امی غلام فرماتے تھے ٹونک
 میں انتقال ہوا۔ چند ماہ بعد یار دگار ہیں (تذکرہ علی ٹونک)

ہجری تک کے حالات ہیں اور جلد دوم میں تیسرے سال کے واقعات شروع ہوئے ہیں اب تک طبع نہیں ہوئی۔

اولہ:۔ کروں حمد کیا تیری یا ذا الجلال الخ

نبی نامہ (منظوم فارسی) (حمداً احمدی)

اس کتاب کا دفتر دوم و سوم کسی صاحب کا نظم کردہ تھا۔ اس کا دفتر اول نواب محمد علی خاں نے سید جلال شاہ صاحب لکھنوی سے نظم کرا کے یہ کتاب مکمل کرائی اس کتاب کا ایک تلمی نسخہ بھی کتب خانہ مٹونک میں محفوظ ہے جس کے کاتب مولوی عبداللہ صاحب پنجابی ٹونکی ہیں۔ اور ربیع الاول ۱۲۵۳ھ کا لکھا ہوا ہے ۱۳۰۰ھ میں نواب محمد علی خاں نے مطبع مفید عام آگرہ میں یہ کتاب طبع کرائی جو تین جلدوں پر مشتمل ہے

اولہ:۔ سپا سے کہ مرأت صدق و صفات - الخ

جنگ نامہ (منظوم فارسی)

اس کتاب کے ناظم آصف ہیں اور بزبانہ نشاکا عالم یہ کتاب نظم کی گئی جو حضور کے غزوہ اور حضرت عمر کے زمانہ تک کی فتوحات پر مشتمل ہے۔ نواب محمد علی خاں صاحب نے ۱۲۹۹ھ میں یہ کتاب مفید عام آگرہ میں یہ کتاب طبع کرائی اس کا ایک تلمی نسخہ بھی کتب خانہ مٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ خدایا۔ دلم باخرد یار کن - الخ

علی نامہ (منظوم اردو، ذوالفقار علی)

اس کے ناظم مولوی ابوالحسن صدیقی نانوتوی ہیں موصوف نے ابتداءً خلیفہ اول و دوم کی فتوحات کو فارسی میں نظم کیا تھا جس کا نام شمشیر اسلام عرف حرب نامہ تھا اس میں ساڑھے تین ہزار اشعار تھے۔ پھر نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے موصوف نے خلیفہ سوم کی فتوحات کو

فارسی میں نظم کرنا شروع کیا۔ لیکن اس کی تکمیل سے قبل حضرت علی کی خلافت کے حالات اردو میں نظم کر کے یہ کتاب تیار کی جو مطبع اختر ہند میں طبع ہو چکی ہے اور ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ قلم نے جو تحریر کی ابتدا ہے۔ الخ

معراج نامہ (منظوم اردو)

اس کے ناظم عبد اللطیف داروغہ ساکن محلہ قافہ ٹونک ہیں جو نواب متحسد علی خاں کے داروغہ تھے رضوان تخلص تھا۔ اس کا ایک تلمیذ کشت خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ اے خداوند عالم ذالجلال الخ

مناقب الابرار (منظوم فارسی)

چند قصائد کا مجموعہ ہے جو سید احمد علی سیاب نے خلفار اربعہ وائمہ کی مدح میں لکھے ہیں

۱۳۱۴ھ میں یہ کتاب بر مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوئی، ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ لہ گوں عشاق را اشک کہ در چشم تراست الخ

مجاہدات الابرار مع الملاحذہ وانا مشرر

فتوحات واقذی کا فارسی ترجمہ ہے مولوی احمد علی سیاب اس کی ترجمہ میں جو فتوح

الاسلام کی ترتیب یہ بھی شریک تھے اس سلسلے میں فتوحات واقذی کا اردو ترجمہ

شروع کیا اس کی تکمیل سے قبل یہ فارسی ترجمہ لکھ ڈالا۔ مترجم کا اس مسودہ کتب خانہ ٹونک

میں محفوظ ہے۔ اس ترجمہ کا ابتدائی حصہ آپ نے واقعہ یروٹونک تک تیار کیا تھا مگر وہ ہو گئے نشان

نے مزید کام کا موقع نہیں دیا۔ ۱۳۱۹ھ میں ثانیاً آپ نے اس کی تکمیل کی کتب خانہ ٹونک میں

اس ترجمہ کا جس قدر حصہ محفوظ ہے وہ ابتدا رفتوں شام سے ڈرنزول کر دیا۔ ہر مننگ ہے

یہ ترجمہ بھی تک طبع نہیں ہوا ہے۔

شکوٰۃ الاسلام (اردو)

فتوحات واقندی کا اردو ترجمہ ہے مترجم مولوی سید احمد علی سہماں ہیں یہ ترجمہ تین دفتروں پر مشتمل ہے حصہ اول میں غزوات النبیؐ ہیں۔ یہ حصہ معارف الاسلام مع الاعلام والحمد للہ کے نام سے موسوم ہے اور ۲۸۴ ام میں مطبع نظامی کانپور میں طبع ہو چکا ہے ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ فتوحات شام پر مشتمل ہے اس کا نام نصب الاعلام فی فتوحات الشام ہے تیسرے حصے میں عجم و عراق کی فتوحات ہیں اور اس کا نام ترقیب البراق فی فتوح مصر و العراق ہے یہ دونوں حصے بھی مطبع نظامی میں اسی دور میں طبع ہو چکے ہیں حصہ دوم کے صفحات ۲۸۲ ہیں اور حصہ سوم ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

شکوٰۃ صدیقی (فارسی)

اس کے مرتب مولانا نجف علی خان جھری ہیں موصوف نے نواب محمد علی خان کے مرنے سے کتاب الریاست کو جو فتوح الاسلام کا ایک حصہ ہے نظم کیا تھا یہی حصہ آپ نے تخریب ترقیب دیا اور اس کا نام شکوٰۃ صدیقی رکھا اس کتاب کا اصل مسودہ مرتب کلام کا لکھنؤ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے

اولہ :- الحمد للہ الذی خلق کل شیء فہدی ۱/۶

سیرت منضوی (فارسی)

مولانا نجف علی خان کا مرتبہ ہے حضرت علیؑ کے واقعات کو اس کتاب میں شریں ترتیب دیا گیا ہے۔ سیرت منضوی اور ہدیٰ محمدیہ کے نام سے موسوم ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے جو ۲۱ رزی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو کاتب محمد زمان نے محمد زمان نے لکھا۔

اولاً:- الحمد لله العلی العظیم والصلوة والسلام الخ

امیر السیر فی سیر خیر البشر (عربی)

مولوی بہادر علی دہلوی شاگرد شاہ عبد العزیز صاحب المثنوی ۱۲۰۴ھ تا ۱۲۱۵ھ کے صاحب

ہیں۔ نواب میر خاں والی ٹونک کی مناسبت سے اس کا نام امیر السیر رکھا۔ اس کتاب کا

ایک مثلی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جس کے کاتب مصنف کے شاگرد مولوی ابوالحسین

ٹونکی داماد نواب ذریعہ الد ولیا ہیں۔ ۸ شوال ۱۲۵۱ھ تاریخ کتابت ہے اس نسخہ کے آخر میں

مصنف کی تصدیقی عبارت، دستخط اور ہر ثبت، یہ نسخہ بہت اچھا ہے یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے

اولاً:- الحمد لله الذی انزل علی النبی البشیر الخ

انجاء الامرار (مغرب بہ ہدایا سیویہ فارسی)

اس کتاب کے مرتب ولوڈ، محمد عبدالسلام بن محمد طہار الحق بن محمد معروف بن اسفہار بن

حافظ عبد الجلیل ہاشمی عباسی بدایونی ہیں۔ جو نواب احمد علی خاں والی رامپور کی طرف سے

بلا پور کے قاضی رہے ہیں اور ۱۲۲۵ھ میں اس سے سبکدوش ہوئے۔

یہ کتاب تین طبقوں پر مرتب ہے۔ طبقہ اول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر طبقہ

دوم میں خلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین کے مختصر حالات ہیں ہجرت سوم میں مصنف کے اصحاب و رفقاء

کا ذکر ہے فاطمہ میں مصنف نے مختصراً اپنا نسب اور تشریح الیٰ بھی بیان کیا ہے۔

اس کتاب کا نام ابتداء انجاء الامرار رکھا گیا تھا۔ لیکن جب اسے نواب میونسٹری

کے نام پر معنون کیا گیا تو ہدیٰ امیر سیویہ اس کا لقب دیا گیا۔ اس کتاب کا ایک مثلی نسخہ کتب

خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جو ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ کا مکتوبہ ہے کتاب کے اول میں مصنف کا نام کی

کچھ عبارت بھی درج ہے جس پر مصنف کے دستخط ہو رہے ہیں

قرۃ العیون شرح سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون (اردو)

نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون عربی، ابن یراناس کی مصنفہ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ اور اس کا نام سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون رکھا تھا۔ نواب محمد علی خاں نے سرور المحزون کی ایک مفصل اردو شرح ترتیب دینا چاہی اور زمانہ ولیعہدی سے اس کی ترتیب شروع کر دی چنانچہ کافی ضخیم شرح تیار ہو گئی۔ اس کتاب کی دو جلدیں جو دس حصوں پر مشتمل ہیں تفصیل ذیل طبع ہو چکی ہیں کتاب کا بابی حصہ جو گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور غیر مرتب حالت میں ہے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے اس میں وہ جلدیں بھی شامل ہیں جو نواب محمد علی خاں نے دیگر علماء سے بطور تحفہ تصنیف کرائیں جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے حالات ہیں جو حصہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اول: یہ جلد چھ حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول ابتداء مطبع محمدی ٹونک میں بحکم نواب ابراہیم علی خاں طبع ہوا تھا پھر ہر شش حصہ ۱۲۹۶ھ مطبع علوی لکھنؤ میں طبع ہوئے۔ حصہ اول و پنجم و ششم مطبع مفید عام اگرہ میں بھی طبع ہوئے ہیں۔

جلد دوم: یہ جلد چار حصوں پر مشتمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے لیے کہ

سما ع اموات تک اس جلد میں بیان ہے اس کے بعد کا حصہ غیر مطبوعہ ہے اس جلد کا حصہ اول و دوم ۱۳۵۵ھ میں، حصہ سوم ۱۳۵۶ھ میں، اور حصہ چہارم ۱۳۵۷ھ میں نواب سعادت علی خاں والی ٹونک کے حکم سے سعادت پریس ٹونک میں طبع ہوئے۔

محل العیون شرح قرۃ العیون (اردو)

قرۃ العیون کی تصنیف کے بعد نواب محمد علی خاں نے اس کی یہ شرح، ترتیب دینا چاہی۔ لیکن صرف تین جلدیں مرتب ہو سکیں جن کے مسودات کتب خانہ ٹونک

میں محفوظ ہیں۔ یہ مسودات ۱۲۹۵ھ کے مکتوبہ ہیں اس کتاب کی جلد ثالث نواب محمد علی خان نے مولوی سید عبدالرشید شاہ صاحب سے تصنیف کرائی۔

کتاب سیر کی اس ترتیب کے سلسلہ میں بعض حضرات نے ”سرورالمخزون“ کو فارسی وارد میں میں نظم کرنا چاہا مولوی سید محمد علی صاحب نے اسے فارسی میں نظم کیا اور سید عبدالرزاق کلامی نے اسے اردو میں نظم کیا۔ ہر دو کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اولیٰ عن نظم سرورالمخزون (منظوم فارسی)

مولوی سید محمد علی صاحب اس کے مرتب ہیں۔ مولوی عبدالرشید صاحب پنجابی نے فارسی ہی میں اس کا ایک حاشیہ بھی لکھا ہے۔ یہ منظوم مع حاشیہ ۱۲۹۲ھ میں مطبع علمی لکھنؤ میں طبع جس کے صفحات ۱۵۰ ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ بھی ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ جو ۱۲۹۳ھ کا مکتوبہ ہے۔

اولیٰ:- حمد خداوند جان آفرین

اول حاشیہ:- ابتدا کرد بہ بسم اللہ

گوہر مخزون منظوم سرورالمخزون (منظوم اردو)

۱۲۱ کے ناظم سید عبدالرزاق کلامی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۱۹ھ میں مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوئی۔ صفحات ۱۵۴ ہیں۔ اس کے آخر میں آپ کی نعتیہ غزلیں مخمس وغیرہ بھی شامل ہیں اور ایک منظوم رسالہ بھی ہے جس میں مرثیہ کی شناخت بیان کر کے اپنے شیخ اور شیخ اشع کے کچھ حالات لکھے گئے ہیں۔

۱۲۲ سید علی سبحان کے بیٹا اور سید احمد شہید کے نواسے زادے تھے ”خزان احمدی“ کے مصنف ہیں۔ نہایت عابد و زاہد و ذائق مزاج تھے۔ سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے ۱۲۶۴ھ میں ٹونک ہی میں انتقال ہوا۔

۱۲۳ فتوح الاسلام کا ایک مقدمہ آپ ہی نے ترتیب دیا ہے۔

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کی ایک کڑی حلینۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بھی ہے اس دور کے حضرات نے اس طرف بھی پوری توجہ کی اور نظم و نثر میں متعدد حلیے مفصل و مختصراً
 ہوئے جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جا رہی ہے۔

الذی المصیبة فی حلینۃ خیر البریۃ (فارسی)

یہ کتاب نواب محمد علی خاں نے اپنے سپر صاحبزادہ عبدالوہاب خاں صاحب
 سے ترتیب دلائی۔ اپنے موضوع پر نہایت مفصل کتاب ہے۔ دو بابوں پر مرتب ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ
 ٹونک کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے پھر بھی آخرتے ناقص
 ہے ابتدا و کتاب میں کتاب کی جو مختصر فہرست شامل ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نسخہ میں باب
 دوم کی چار فصلیں اور ایک فائدہ آخر سے ناقص ہے ابتدائی تین جلدوں میں باب اول ختم ہو جاتا
 ہے باقی دو جلدوں میں باب دوم ہے یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے

الذی المصیبة فی حلینۃ خیر البریۃ (منظوم اردو)

صاحبزادہ عبدالکریم خاں ٹونکی متخلص بشیخیم اس کے ناظم ہیں تقریباً ۷۵ صفحات پر مشتمل
 ہے۔ اور دھیریں لکھنؤ میں طبع ہو چکی ہے اس کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:- لائق حمد ہے وہ رب لیل الخ

حلیۃ شریف (منظوم اردو)

اس کے مرتب صاحبزادہ عبدالکبیر خاں ہیں۔ آپ صاحبزادہ محمد زبیر خاں کے بیٹے اور
 نواب و سزا بہا الدوسا کے نواسے تھے نظم بطور مسدس تیار ہوئی اور بعد ترتیب نواب محمد علی
 خاں گویشی کی گئی اصل نسخہ ناظم کے قلم کا لکھا ہوا کہ جسے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:- متاع دین و ایمان یعنی ذکر حلیۃ اقدس الخ

حلیۃ مبارکہ (منظوم عربی، مترجم)

مولوی محسن بلیغ آبادی کا مرتبہ ہے۔ بین السطور اردو ترجمہ بھی شامل کیا تھا اور نواب
کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ منظومہ ۱۲۹۱ء میں اودھ پریس لکھنؤ میں طبع ہوا۔ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ احمد اللہ عالی الذات الخ

حلیۃ شریف (منظوم اردو)

سید عبدالرزاق کلامی مرتب ہیں موصوف نے نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے
سر اپا فارسی مصنفہ مولوی مشتاق احمد صاحب کو اردو میں نظم کیا ہے۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔
۱۲۹۱ء میں اودھ پریس لکھنؤ میں طبع ہوا۔ قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ لکھائے فارمہ سدا و ثنائے محبت الخ

”سلاک نور“ فی حلیۃ النبی (منظوم)

یہ کتاب بھی ٹونک ہی کے کسی صاحب کی نظم کردہ معلوم ہوتی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ
کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ جس کے کاتب عظیم الدین ہیں۔ آخر ”یا ایسما“
”اللہ نور السموات والارض“ ثبت ہے۔

سلسلہ کے اسی سلسلہ کی باقی چند کتابوں کا ذکر بھی ذیل میں کیا جا رہا ہے

تذکرہ شوق القمر (فارسی)

مولانا نجف علی خان تھری کی مصنفہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۹۴ء تھری میں نواب

محمد علی خاں صاحب کے فرمانے سے تصنیف کی طبع حسینہ بنارس میں
طبع ہوئی۔ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ اللہم یا من خلق سبع سموات الخ

السيف الماضى لقطع القول لشكر الشفاق القمري الماضى

یہ کتاب بھی نواب محمد علی خاں کے زمانے سے تصنیف ہوئی مولوی عبداللہ صاحب پنجابی ٹونکی جن کی کچھ تصانیف سابق میں گزر چکی ہیں اس کے مرتب ہیں۔ اس کتاب میں مسئلہ شق القمر کی تحقیق کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع حسینہ بنارس میں طبع ہوئی۔

شق القمر بجزء سبدا البشر (اردو)

اس رسالہ کے مرتب حافظ مولوی عبداللہ بن فتح محمد بن شیخ الحاج رمضان علی مدرس مدرسہ حدیثیہ کلکتہ ہیں موصوف نے یہ رسالہ تصنیف کر کے نواب محمد علی خاں کو ہدیہ پیش کیا۔ اصل نسخہ کتبہ نجات ٹونکے میں محفوظ ہے جس کے آخر میں متعدد علماء کی تقریبات بھی شامل ہیں۔

اول:۔ (الحمد لله الذي قال اقتربت الساعة الخ

المرجى بالقبول خدتمه قدم الرسول (عربي)

مولوی عبدالمجید بن داؤد نواب وزیر الدوا ولہما۔ کے مرتب ہیں یہ رسالہ موصوف نے نفل مبارک اور قدم مبارک کی تحقیق میں ۱۲۶۱ھ تک مؤظیہ تصنیف کیا۔ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے ۱۲۱۵م میں مطبع علوی لکھنؤ میں طبع ہوا۔

اول:۔ محمد لك اللهم على ان جعلتنا من امتها الخ

ابوالخیر رضی الدین مولوی عبد المجید خاں بن غلام نبی خاں بن تاج محمد ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی بہادر علی دہلوی ٹونکی کے فاس شاگرد تھے صاحب علم اور قابل افراد میں سے تھے اسی وجہ سے نواب وزیر الدوا نے انہیں بیٹے سے آپ کی شادی کر دی تصنیف ذالیف کی بڑی صلاحیت تھی۔ متعدد کتب و رسائل آپ کے مسمیٰ یادگار ہیں۔

(متذکرہ علماء دہلی)

القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاحرار والعبید فارسی

یہ رسالہ بھی مولوی عبدالمجید خاں کا مرتبہ ہے ۱۲۸۹ھ میں مطبع نظامی کانپور میں طبع ہوا۔

صفحات ۱۶ ہیں

اولاً: الحمد لله والصلوة والسلام علی سیدنا رسول الله الخ

ترجمۃ الادب اللؤلؤی فی نشرف النسب النبوی (فارسی)

اصل کتاب جلال الدین السیوطی کی مصنفہ نواب محل علی خاں نے اپنے درباری علماء

میں سے کسی سے اس کا فارسی ترجمہ کرایا۔ جو ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ ۸۔ ازی الحج ۱۲۹۶ھ تا ۱۲۹۷ھ

کتابت ہے۔ نواب صاحب کے کاتب محبوب علی نے مترجم کے اصل مسودہ سے نقل کیا۔

یہ اور اس طرح کی متعدد تصانیف ہیں جو اس دور میں تصنیف ہوئیں کچھ طبع ہوئیں اور کچھ طلبہ

سے محروم رہیں لیکن کتابیں بدستی سے مسودات ہی کی شکل میں رہیں اور ان کے بدیفہ کی نوبت بھی نہیں آئی۔

اس مضمون میں چونکہ ان مساعی کا ذکر کیا گیا ہے جو نواب محمد علی خاں نے سیرت ذکر

سلسلہ میں لکھے اس لئے اس مضمون کے اختتام پر چیز اہم شروع و تراجم کا ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ

نہیں جو نواب نے اپنے دور کے علماء سے تصنیف کرائے اور ان کے شائع ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ اور

اصل مسودات کتاب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

(۱) ایضاً ترجمہ الجنتی - ترجمہ نسائی (فارسی)

مترجم مولوی محمد حسن ناتوتوی ہیں آپ نے ۱۲۸۷ھ میں نواب محمد علی خاں

کے زمانے سے یہ ترجمہ کیا۔ اصل مسودہ کتاب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے طبع نہیں ہوا۔

(۲) ضبط مشکل ابن ماجہ (فارسی)

سنن ابن ماجہ کا فارسی ترجمہ ہے۔ اور مولوی محمد حسن صاحب ناتوتوی کا مترجم ہے

”ضبط مشکل ابن ماجہ“ تاریخی مادہ ہے اصل نسخہ کاتب نے ٹونک میں محفوظ طبع نہیں ہوا۔

(۳) ترجمہ سنی ابنی داؤد (فارسی)

مولوی عبدالرشید بریلوی صاحب لیکچرنگ نے حکیم نواب محمد علی خاں بہتر نے کیا۔ اصل ترجمہ

ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لیکن ناقص ہے طبع نہیں ہوا۔

(۴) مقصد الوتود ترجمہ و شرح ابنی داؤد (فارسی)

نواب محمد علی خاں نے مولوی سید عباس علی جوپوری برادرزادہ حکیم انور علی لکنوی

اور مولوی حافظ عبدالرشید لکنوی بن فتح محمد بن شیخ الحاج رمضان علی مدرس، مدرسہ محمدیہ حدیثیہ لکنو سے ترجمہ

اور شرح تصنیف کرائی۔ نواب کے انتقال کے بعد یہ کتاب ناقص رہی اس کا مسودہ غیر

مرتب شکل میں کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

(۵) ترجمہ جامع صغیر (اردو)

مولوی عبدالقیوم صاحب پڑھا مولوی منترجم ہیں یہ ترجمہ آپ نے نواب محمد علی خاں کو بغرض

جماعت بھیجا تھا۔ نواب نے ترجمہ بغیر نام بنانے کی غرض سے ابتداً مولوی محمد حنیف آروی اور مولوی

علی اکرم آروی کو دیا کہ اس کی اصلاح کریں اور حسب ضرورت مفید شرح کا اضافہ کریں لیکن اس کی،

تعمیر نہیں ہو سکی۔ اس کے نواب نے یہ خدمت مولوی عبدالرحمن ٹونکی کے سپرد کی اپنے اس شرح

کو مکمل کیا جو درج ذیل ہے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب کا اصل مسودہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

(۶) شرح جامع صغیر (اردو)

یہ شرح ہے جو مولوی عبدالرحمن ٹونکی نے مولوی عبدالقیوم صاحب کے ترجمہ کی اصلاح

کے عشرہ روزہ کے بعد لکھی۔ یہ نواب نے یہ خدمت مولوی عبدالرحمن ٹونکی کے سپرد کی اپنے اس شرح

کو مکمل کیا جو درج ذیل ہے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب کا اصل مسودہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

۱۹۰۔ یہ مسودہ مولوی عبدالرحمن ٹونکی نے لکھی۔ مولوی عبدالرحمن ٹونکی کے سپرد کی اپنے اس شرح

کر کے حکم نواب محمد علی خاں ترتیب دہی ترتیب از سر نو ترتیب دیا گیا ہے اور نواب کے ذریعہ ہر حدیث کی تشریح کی گئی ہے۔ اس طرح یہ شرح پانچ جلدوں میں مرتب ہوئی اس شرح کا ایک نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ جس کے کاتب محمد علی اکرم بن محمد علی احسن ہیں ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ تا بیچ کتابت ہے۔

حاشیہ المحمدیہ علی النسائی (عربی)

ہندوستان کے مشہور و متبحر عالم شیخ محمد قانوی محشی ہیں یہ حاشیہ اگرچہ ۱۲۳۱ھ کا مصنف ہے۔ لیکن بعد میں آپ نے اس پر نظر ثانی کی اور نواب محمد علی خاں کے نام کا خطبہ اس میں شامل کیا۔ اس حاشیہ کا ایک ناقص نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

بکرا العلم بشرح فقہ العظیم (اردو)

شایع مولوی سید محمد شاہ محدث لاہوری، المنوفی ۱۲۲۰ھ میں ۱۲۹۶ھ میں نواب کے فرمانے سے یہ شرح آپ نے علمی بیعت کے حکم نواب محمد علی خاں کے ہاتھ سے لکھی۔ کتاب میں شرح لکھی ہیں کہ علما و العلماء کا ترجمہ مع شرح بعض فقہاء کے پہلے کیا تھا۔ لیکن وہ صاحب افغانستان کے تھے اس لیے اردو محاورات کا لہجہ ان کے اس نسخے میں یہ ترتیب شرح ترتیب دی۔ کتب خانہ ٹونک میں اس شرح کا جو نسخہ ہے اس کا حاشیہ پرانہ "بعض و فضلاء" پر اس دور کا یہ اثر ملاحظہ کیا ہے۔ اس پر اردو محاورات لکھی ہیں۔

ناظم عدالت شریعت ٹونک میں اور یہ فقہین تھے۔

ضیاء البصائر ترجمہ از شہادہ والذکر

مترجم قاضی نقیب اللہ ولایتی ہیں۔ جو نواب محمد علی خاں کے منفق ہے۔ یہ ترجمہ آپ نے نواب کے فرمانے سے کیا اور خطبہ میں نواب کے نام کا ذکر ترتیب سے ساتھ فقہ شریعت

ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ کننگھٹا میں محفوظ ہے جس پر ۸ محرم سنہ ۱۳۰۴ تاریخ
کتابت درج ہے۔

قائمی نقیب التبر ولایتی نے رسالہ اصول فقہ صنفہ مولانا اسماعیل شہید کی شرح بھی
نواب کے فرمانے سے عربی میں کی ہے جس کا نام "مفتاح المشكلات فی الدلائل والفسرعیات" ہے
اسی طرح فن فرائض میں ایک رسالہ نواب کے کہنے سے شمع الفرائض کے نام سے عربی میں
تصنیف کیا ہے۔ ہر دو ہی نسخے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں شمع الفرائض
کا نسخہ اصل مسودہ کوم ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ بیسیوں رسائل، تراجم، شریح اور کتب ہیں جو نواب کی تحریک پر تصنیف
ہوئیں اور بیسیوں ہی کتابیں ایسی ہیں جن کی طباعت کا ہر نواب کے سر رہا جن کی اشاعت کر کے
موصوف نے دین کی وہ خدمت کی ہے جو ازل سے آپ کے لئے قدر تھی۔

خذہ اوفد برترو بالا آپ کے مساعیے قبول فرمائے اور یوم احمد
بٹھے آپ کے ردائے سجدہ برائے سیرے بلانہ کے عطا فرمائے اور اپنے



تجربہ

منظور کردہ

آل انڈیا کانفرنس انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند

منعقدہ: ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء بمقام ٹونک

انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند کا یہ جلسہ حکومت راجستھان کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کر کے علم ادب اور تحقیق کے اسطے اسٹینڈ ہوا کر دیا اور ان نوادرات کو جن کو حادثات زمانہ کے باعث برباد ہو جانے کا ڈر تھا ان کو محفوظ کر دیا۔

ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی حکومت کا تعاون رہے گا۔ اس سلسلہ میں حکومت راجستھان کو چنانچہ کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ اردو فارسی اور راجستھان میں ترقی کے منازل طے کر سکے۔

① انجمن کے اراکین حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ سنہری کوٹھی چوتھے والی اور لکھن کوٹھی کوٹھی کوٹھی راکھن کوٹھی ٹیوٹ کے لئے وقف کر دیا جائے تاکہ سنہری کوٹھی میں محظوظات کی نمائش اور محظوظات کا پتہ توڑے، والی کوٹھی میں انسٹی ٹیوٹ اور لاکھن کوٹھی میں باسٹل اور انسٹی ٹیوٹ کے مہمان نماز کا قیام عمل میں آسکے۔

② اس وقت انسٹی ٹیوٹ چوتھے والی کوٹھی میں ہے مگر یہ عمارت ناکافی ہے اس لئے حکومت سے درخواست ہے کہ اس کو توسیع کی جائے

③ اس انسٹی ٹیوٹ کے زیر انتظام ایسے شعبوں کا قیام عمل میں آنا چاہیے جو کام کو آگے بڑھا سکیں مثلاً تصنیف و تالیف اور ان کی اشاعت کا شعبہ یا کرو فلم کی تیاری اور پڑھنے کا شعبہ جلد بندی کے لئے

مستقل ہنہام، اور ان کے لئے مشینوں کی خریداری کا انتظام کیا جائے

۴ حکومت راجستھان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو ذاتی کتب خانہ فروخت کرنا چاہتے ہیں ان کی خریداری کے لئے گرانٹ دی جائے نیز مخطوطات کی خریداری کے لئے ایک علیحدہ مستقل گرانٹ دی جائے۔

۵ راجستھان میں فرامین، دستاویز، اور مخطوطات کا جو ذخیرہ بکراہوا ہے ان کو ٹونک میں لاکر ایک جاگردیا جائے۔

۶ ایک ایسی لائبریری کا قیام عمل میں لایا جائے جو صرف مخطوطات کے لئے مخصوص ہو اور ملک کے مختلف حصوں سے مخطوطات کے فولو اسٹیکٹ اور مائیکروفلم جمع کئے جائیں۔

۷ مخطوطات شناسی اور خوشنویسی کا ایسی تقابلی شوبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے ذمہ دار اور سند کا انتظام کیا جائے۔

۸ اہم مخطوطات کی ترمیم کے لئے فیلو شپ، اسکالرشپ اور معاوضہ کا انتظام کیا جائے۔

۹ راجستھان پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے فیلو شپ اور اسکالرشپ کا انتظام کیا جائے۔

۱۰ ان تمام کاموں کے لئے اسٹاف اور روپے کی ضرورت ہے اس کا انتظام کیا جائے

ساتھ آٹھویں سالانہ کانفرنس آف انڈیا اساتذہ اردو جامعات، ہند کی یہ تجویز بری جامع اور اہم تجویز

ہے۔ توقع ہے کہ ہمارے صوبہ کی حکومت اپنی دلچسپی اور سابقہ روایت کے پیش نظر اس تجویز کو ضرور منظور کرے گی

اور اس کی روشنی میں اس سکرپس فار سے ریسرچ ڈائریکٹریٹ سے راجستھان

کی زرقی و تحفظ کے لئے اسکیم بنائے گی اور سب سے منظور کرے گی۔

اس تجویز میں منجملہ دوسرے اہم امور کے ال ادارے کے تحت خوشنویسی کے تعلیمی شوبہ کے

قیام کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے

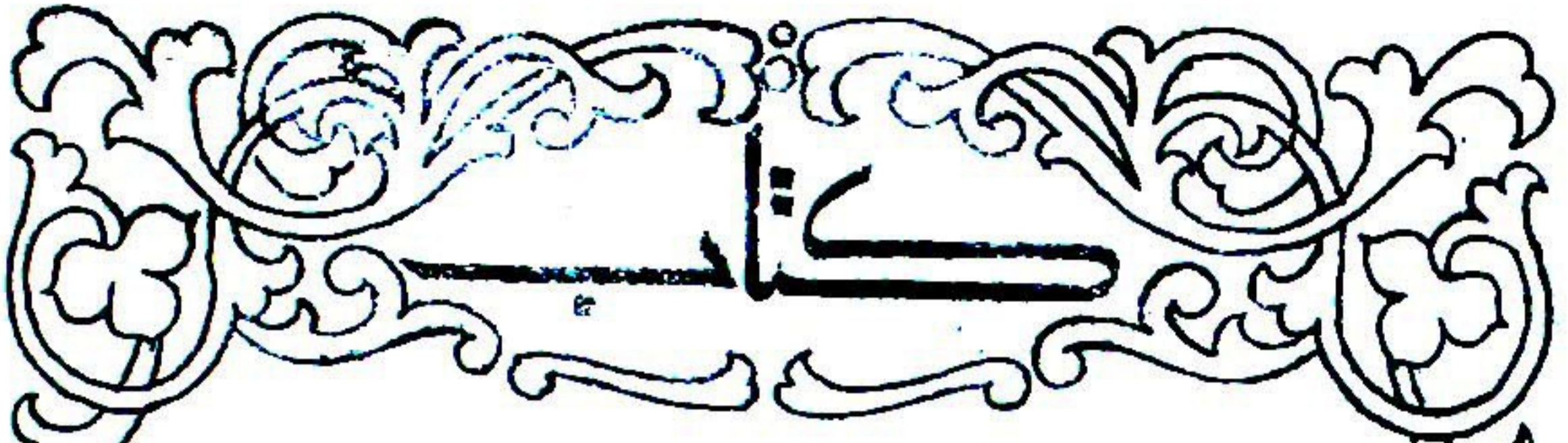
یہ مطالبہ صرف یہ کہ بہت اہم مقول اور مفید مطالبہ ہے بلکہ فوری اور پوری توجہ کا متقاضی ہے کہ چونکہ فن خوشنویسی نہ صرف اس اعتبار سے ایک لطیف فن ہے کہ اس سے عربی، فارسی، اردو اور دوسری زبانوں کے رسم الخط میں حسن و کشش اور جاذبیت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی یہ ایک فن ہے کہ اقتصادی اور معاشی بڑے فوائد بھی اس سے حاصل کئے جاسکتے ہیں اور یہ لطیف فن معاش کا بھی ایک چھاندہ بن سکتا ہے۔

ٹوکنک، راجستھان میں اپنی علمی، ادبی اور ثقافتی خصوصیات کے اعتبار سے جہاں دوسرے علوم و فنون میں ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے وہاں فن خوشنویسی میں بھی اس کو ہمیشہ سے ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے۔

یہاں ہر دور میں اس فن کے ماہر کثیر تعداد میں رہے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہاں مشرقی علوم و فنون کا ہر عالم فن خوشنویسی کا ماہر ہوتا تھا۔ پورا شہر خوشخط خطاطوں اور ماہر فن خوشنویسوں سے ہمیشہ بھرا رہا ہے۔

انقلاب حالات، زمانہ کی تا قدر شناسی اور دوسرے معاشی و اقتصادی حالات کے باعث دوسرے علوم و فنون کی طرح یہ فن بھی گزشتہ ۲۰-۲۵ سال سے زور و زوال ہے جس کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ مستقبل قریب میں یہ فن بالکل طور پر یہاں ختم ہو جائے اور آئندہ نسلیں اس سے بالکل نا آشنا رہیں۔ اس لئے بڑی ضرورت ہے کہ اس فن کی بقا اور اجراء کے لئے منظم طور پر اقدامات کئے جائیں۔ اور اجتماعی طور پر فن خطاطی و کتابت کو زندہ رکھنے کے لئے باقاعدہ ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے اور اس سنیٹر کیلئے مقبول معاوضہ پر ماہر فن اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اور یہ سارے کام اسی وقت انجام پذیر ہو سکتے ہیں کہ اس ادارہ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو۔

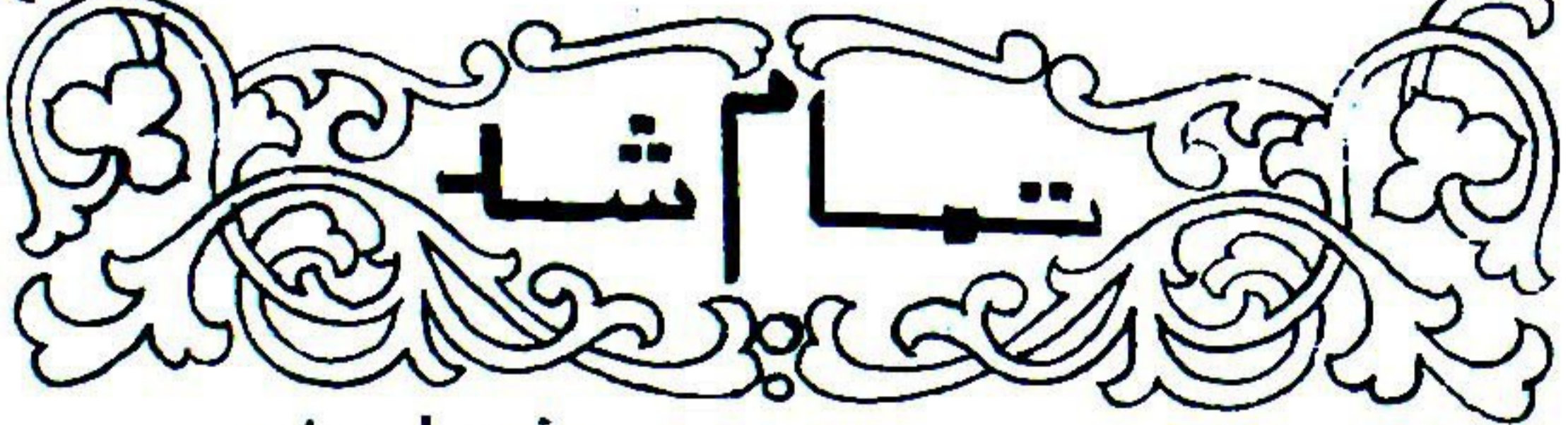




فَضْلٌ عَظِيمٌ



ٹونک کے کویہ سائے اور ان کے نوا اور



(خواجہ پریس دہلی)

حکیم محمد سعید صاحب برکات

کنجندیا وزیرانِ دارالامونکے

چشمہ شادان

یادش بخیر! ٹونک ہیر منقسم ہند کی سولہ مسلم ریاستوں میں اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر ایک ممتاز مقام کی مالک ریاست تھی۔ اس کے بانی مشہور مجاہد حریت امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں (۱۸۲۲ء - ۱۸۵۷ء) تھے ان کے بعد علی الترتیب، وزیر الدولہ نواب محروزی خاں (۱۸۵۷ء - ۱۸۶۶ء)، امین الدولہ نواب محمد علی شاہ (۱۸۶۶ء - ۱۸۷۶ء)، نواب محمد ابراہیم علی خاں (۱۸۷۶ء - ۱۸۹۱ء)، مولوی حافظ قاری نواب محمد سعادت علی خاں (۱۸۹۱ء - ۱۹۲۹ء)، نواب محمد فاروق علی خاں (۱۹۲۹ء - ۱۹۴۸ء) اور نواب محمد اسماعیل علی خاں بالقابہ سندھ نشین ہوتے رہے۔ ۱۸۱۶ء میں ریاست کا قیام عمل میں آیا تھا اور ۱۹۴۸ء میں راجستھان میں منضم و مدغم ہو کر ایک ضلع بن گئی۔ گویا کل ۱۳۱ سال کی عمر اس ریاست کی ہوئی اس قلیل عمر میں اس چھوٹی سی ریاست نے علوم و آداب اور دین اور ارباب دین کی بڑی وسیع خدمات انجام دیں۔

مردم ریاست کی خصوصیات میں سے سادہ معاشرت، زندہ دلی، دینی رجحان، زور علم و دینیہ کے حصول و طلب کا بندہ بے عام بطور خاص قابل ذکر ہے اور اعلیٰ درجہ یادوں میں شریک۔

۱۹۵۲ء ریاست کا کل رقبہ ۲۵۵۳ میل تھا اور الفہام کے وقت کل آبادی تقریباً چار لاکھ اور آمدنی تخمیناً چالیس لاکھ روپے سالانہ تھی۔

چنانچہ ریاست اپنے آغاز قیام میں اگر ایک طرف متقدم شاہیر معقول و منقول کمی اکابر مشہور و ادب اور کینزرت صلحاء و مجاہدین کے لئے مامن و مستقر ثابت ہوئی تو دوسری طرف اپنی مختصر سی تاریخ میں علما اطمینان و حفاظت، ادب و شعراء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات اس کی خاک پاک سے پیدا ہوئے اس کے ہمہ میں زمین پائی اور وہیں ہے تو خاموشی کے ساتھ نوحہ و افادہ رہے باہر نکل گئے تو شہرہ و قبول سے بہرہ ور ہوئے۔

حرب ذیل اکابر و مشاہیر کا تعلق ریاست سے وارضی قیام یا بیس وقت سے استفادہ کا رہا۔ سید احمد شہید بریلوی، مسلم رابع امام فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد عیوض بریلوی، مولانا اجمل شاہ مدنی، مولوی نجف علی چھتری، شیخ محمد محدث تھانوی، شاہ ابوسعید مجذبی، نواب صدیق حسن خاں قنوجی، مرزا اسد اللہ خاں غالب، حکیم مومن خاں، نواب فقیر محمد خاں گویا، اسد لکھنوی، سید ظہیر الدین ظہیر پوری، مضطر خیر آبادی، سہیل خیر آبادی، شمس العلماء، علامہ عبدالحق خیر آبادی، مولانا سید نصیر الدین دہلوی، میر عبدالحق سہسوانی، حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی۔

حسب میل جاہل علم و عمل کے اس سرزمین کو اپنے مستقل قیام و دلہن کے زینت بخشی۔ غازی شیخ ولی محمد پٹی، حافظ شیخ وجیہ الدین باغپتی، مولوی خیر الدین شیر کوٹی، مولوی حیدر علی رامپوری، مولانا محمد خاں خاں، تلمیذ مفتی صدر الدین آرزو، مولوی امام الدین، تلمیذ علامہ فضل حق، حکیم امام الدین خاں، دہلوی طبیب محلات شاہی، علامہ عبدالرحمن چشتی دکنی، مولانا محمد سورتی، مولانا علی احمد بہاری، تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ابوالبرکات میر دام علی عظیم آبادی

کثرت کے ساتھ علماء و فضلاء کے استقرار و وطن کے بعد مادر وطن نے خود بھی اعیان علوم و فنون کو جنم دیا اور دیکھتے دیکھتے یہ ریاست علوم و فنون کا گہوارہ بن گئی۔ اس خاک سے پیدا ہونے والے حضرات میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مولوی مفتی نور الحق، ابن خیر الدین شیر کوٹی، علامہ سید برکات احمد، شمس العلماء

مولانا عبدالرشید ٹونکی، مولانا حیدر حسن خاں، مولانا محمود حسن خاں، علامہ سید محمد احمد راسخانی، علامہ حسین الدین ٹونکی، ثم اجیری، مولوی مفتی عبدالرحیم، مولوی سید محمد عرفان، مولانا سید محمد طلحہ صاحب، سید نجم الحسنی، شفاء الملک حکیم نظام الدین ٹونکی، ثم اجیری، شفاء الملک حکیم سید ظہیر احمد برکاتی، علامہ سید مختار احمد ٹونکی، ثم حیدر آبادی، پروفیسر محمود شیرانی، کیف ٹونکی، سیف ٹونکی، اختر شیرانی، اور مولانا حبیب اللہ خاں رضائی وغیرم۔

علوم و فنون سے اس شغف کا نتیجہ تھا۔ کہ ہر سچے اور مساجد کی کثرت بھی شاید فقید المثل تھی۔ لازماً درسیہ یا کم سے کم مکتب اور طلباء کے لئے دارالافتاء کا کام بھی دینی تھی، ہر صحبت علمی و ادبی، صحبت ہوتی تھی۔ ہر وقت عقلی و قلبی مسائل و نظریات یا ادبی موضوعات پر مباحثات، مناقشات، مشابہات ایسے باتوں میں کتابوں کی مانگ کا عالم کیا ہو گا؟ بس آپ تو اس کا تصور ہی کر سکتے ہیں۔ اور ہم نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ایک مثال سے ٹونکی میں کتابوں کی کھپت اور کثرت استعمال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صرف شہر ٹونکی میں جس کی آبادی آخر آخر میں کم و بیش پچاس ہزار ہو گئی پچاس کے قریب وراق جلد ساز تھے۔ ایسی ارزاں، دیرپا، اور خوشنما جلدیں کہیں اور کم ہی دیکھنے میں آئی ہیں بوقت بعض وراق تو بڑے ہی ماہر تھے۔ کہنہ، بوسیرہ، اور کرم خوردہ مخطوطات کی جلد بندی اس اہتمام، احتیاط، نزاکت اور نفاست سے کرتے تھے کہ ہیرت ہوتی تھی۔

بہر حال ٹونکی چونکہ علم کا مرکز تھا علماء و کامرکز تھا۔ طلباء کا مرکز تھا اس لئے کتابوں کا بھی مرکز تھا۔ اور کتابوں کا نہیں، کتب خانوں کا مرکز تھا چھوٹے بڑے کتب خانے ایک دو نہیں دس بیس نہیں سینکڑوں تھے۔ ہر درسیہ میں ایک ایک کتب خانہ، ہر عالم کے یہاں ایک کتب خانہ، ہر رئیس کے یہاں ایک کتب خانہ، اور ان میں سے دس بیس کتب خانے تو وہ تھے۔

جن کی شہرت اپنے نوادر کی کثرت تعداد کے باعث اسلامی ممالک اور یورپ تک پہنچ چکی تھی۔

چنانچہ جس کتب خانہ کا نمبر سری تعارف آج ہم کر رہے ہیں وہ مکتبہ وزیریا، مکتبہ وزیر الدولہ اور کتب خانہ نواب وزیر الدولہ کے ناموں سے علماء مہر و عرب اور مستشرقین مغرب میں بھی متعارف ہے۔

یہ کتب خانہ ٹونک کے فرماں روئے دوم، وزیر الدولہ نواب محمد وزیر خان ^{۱۲۸۱} (م ۱۸۶۴ء) نے جمع کیا تھا۔ وزیر الدولہ کے جانشین نواب محمد علی خاں اگرچہ ایک فاضل تحصیل عالم، باقاعدہ ریس اور صاحب تھانیف تھے مگر بعض تفصیل طلب اسباب و حوادث کی بنا پر، وہ جلد ہی معزول کر دیے گئے۔ اس لئے یہ کتب خانہ امیر گڑھ کے قلعہ میں منقل بلکہ رزون رہا۔

موجودہ سند نشین نواب اسماعیل علی خان صاحب نے اسراپور محل میں منقل کیا تو اس سے استفادہ کی صورت پیدا ہوئی۔ مرحوم نواب علی احمد خاں ایم اے کے ایثار و تحریک سے ^{۱۹۵۱} میں اس کے نوادر کی ایک فہرست مرتب کی تھی۔ اور ان میں سے چند نوادات کے متعلق مختصر اور ابتدائی نوٹ لے کر ^{۱۹۵۲}ء میں مجبور ہجرت ہونا پڑا۔ یہ نوٹ میرے مسودات میں پڑے ہوئے تھے۔ جناب محمد ایوب قادری سے ان کا ذکر کیا۔ کہ کم از کم اسی شکل میں نہیں شائع کر دو اس لئے اس تمہید کے ساتھ کتب خانہ وزیر الدولہ کے چند نوادر کا مختصر تعارف کر رہا ہوں اور اب تو یہ مجموعہ نوادر و ذخیرہ جو اہر ہندوستان کی مرکزی حکومت نے بیس ہزار روپے کی حقیر رقم کے عوض نواب صاحب سے حاصل کر لیا ہے۔

مشارق الانوار

ساتویں صدی ہجری کی نہایت مشہور اور منداول مقبول کتاب ہے جس کو بجا طور پر پرصغیر میں علم حدیث کی پہلی کتاب کہا جاتا ہے۔ بارہ ابواب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی دو ہزار دو سو چھیالیس احادیث کا انتخاب ہے۔ اس کے جامع علامہ رضی الدین ابوالفضل حسن بن محمد الصنعانی دو ادوار ^{۳۵۰}ء میں تصانیف

۶۵۰ء میں - متن اور اس کا اردو ترجمہ کئی بار شائع ہو چکے ہیں -

پیش نظر مخطوطہ کو یہ اتنی بازا حاصل ہو کہ اس کی قراءت فرزند مصنف محمد بن حسن بن

مصنف کے سامنے کی ہے - اس کا نمبر کتب احادیث میں ۷۵۷ ہے -

کشف الاسرار بزردوی

علم اصول فقہ

علم اصول فقہ میں فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین البزدوی کی معروف کتاب اصول بزردوی

ہے اپنی کتاب کی خود مصنف نے کشف الاسرار کے نام سے شرح کی تھی یہی شرح خود بزردوی

کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے اس نسخہ کی قدر و قیمت اسی خصوصیت کی وجہ سے بہت زیادہ ہے مگر مزید

یہ کہ مخطوطہ موصوفہ عہد عالمگیری کے نامور فاضل ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کی ملک رہا ہے۔ اگلے اسے اگر یہ

اٹھائیس روپے میں خریدا تھا -

صفحہ اول پر خود طائے دست فاضل سے تحریر فرمایا ہے

کشف الاسرار شرح البزدوی فی علم اصول الفقہ - اشترک العبد الضعیف الراجی

الی رحمۃ الرب الکریم عبد الحکیم بن شیخ شمس الدین الشرحی ثم سیالکوٹی فی بلدة آگرہ

بمبلغ ۷۷۰ شاہ مرادی -

کتاب پر نواب وزیر الدولہ اور نواب محمد علی خاں خاں والیاء

ٹونک کی مہربانی ہے -

مکتوبات امام ربانی جلد دوم

مکتوبات امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسیدی کی دوسری جلد جس کا نام،

نور الخائت ہے اور جسے خواجہ عبدالحی نے خواجہ محمد معصوم کے ایام، جمع کیا تھا۔ اس جلد کا نسخہ خواجہ محمد معصوم نے

اپنے امادت مند اور سید نور محمد بن شیخ پیر محمد الباس السلطان پوزی کو ارسال فرمایا تھا۔ نور محمد

اس کی تصریح کی ہے۔

» وصل لهذا المجلد الی مالک الکاتب لہزہ الحروف المقابلہ بارسال مرشدہ
 (خواجہ محمد معصوم) فی اول شہر ربیع الاول سنۃ خمس و ستین و الف من
 الحجۃ ۱۰۶۵ھ

مالک نے اس کا مقابلہ وسط ربیع الآخر میں ختم کیا۔ یہ کتاب ۱۳۴- اوراق (۲۶۸ صفحہ) پر ختم ہوتی ہے اور ۹۹ مکاتیب پر مشتمل ہے آخری خط سیادت ارشاد پناہ میر محمد نعمان کے خط کے جواب میں ہے۔

بحرالجواہر

علم طب کے فن لغات الادویہ میں عربی کی ایک متوسط معیار کی کتاب بحرالجواہر ہے۔ جو اکمل المطابع دہلی، مطبع مجتبیٰ دہلی اور مطبع علوی لکھنؤ سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو آف میکلو پیڈیا آف اسلام، تاریخ ادب فارسی درعہ منول، اور کٹیلڈاگ کتب خانہ پیپوشہیر وغیرہ میں شاہ جاسر کے دبیر وطیب یوسفی (یوسف بن محمد بن یوسف) کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب محمد بن یوسف الہردی کی تصنیف ہے۔

اس سلسلہ میں میرا ایک مضمون بہرہ صحت کراچی میں شائع ہو چکا ہے بہر حال کنجسافنا وزید الدولہ میں بحرالجواہر کا نسخہ خود محمد بن یوسف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس طرح یہ نہایت بیش قیمت ہے۔

تحفہ ذہیریب

خانم الحکماء و المتکلمین علامہ عبدالحق بن فضل حق خیر آبادی فلسفہ کلام اور منطق کے امام الائمہ تھے ہی۔ مگر یہ واقعہ بہت کم حضرات کو معلوم ہے۔ کہ آپ کو ان علوم کے علاوہ علم النجوم بھی

شفق تھا اور اسی شفق کا نتیجہ تھا۔ کتاب طبیعیات اور اراء الطبيعیات کی آخری کتابوں کے درس کے ساتھ ساتھ ایک سبق کو بھی ضرور دیا کرتے تھے۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے الکافیہ فی النحو لابن الحاجب کی شرح شہیل الکافیہ کے نام سے تحریر فرمائی تھی جو شائع بھی ہو چکی ہے اور صحیح النسبہ تیسرا بادی خانوادوں میں داخل درس بھی رہی ہے۔

علامہ مرحوم کا ایک دوسرا نام اور الوجود رسالہ بھی اس فن میں ہے اس کا نام تحفہ و ذریعہ ہے۔ حضرت علامہ ایک بار نواب ذریعہ الدولہ کی دعوت پر ڈوڈک تشریف لائے تھے اور چند سال قیام بھی فرمایا تھا۔ اسی زمانہ میں یہ رسالہ تخریر فرمایا اور نواب صاحب کو عطا فرمایا تھا۔ اور اسی مناسبت سے اس کا نام تحفہ و ذریعہ رکھا گیا ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک مختصر کتاب ہے مگر اس کا مطالعہ کرنے والے ہی جانتے ہیں کہ یہ اکتھار کس قدر جا میرت لئے ہوئے ہے۔ اور اس ایجاز میں کتنا کتابت پہاں ہے۔

میرے ایہام پہ ہوتی ہے تصدق تو شیخ میرے اجمال سے کرتی ہر زاویہ تفصیل

کاش اس دور کے رازت عربیہ سمیت سے بالآخر سوچنے کی صلاحیت سے محروم نہ ہو گئے ہوتے تو بہتین متین ان کے نصاب کا جزو ہوتا۔ اور اس طرح بہت کچھ متوجہ و حواسی سوچے نیات ہو جاتی اور عہد حاضر کی نو بات ہی کیا ہے یہ تو ہر طریق مستقیمہ ڈائریکٹ مینیٹس ایچ ایچ اور سرے سے صرف و نحو کی تفصیل کو غیر ضروری اور لا حاصل تصور فرمایا گیا ہے۔ خیر!

تحفہ و ذریعہ کا اصل مسودہ کتب خانہ میں نہیں ہے بلکہ کسی خوشنویس کا لکھا ہوا نہایت خوشنویس نسخہ ہے۔ ممکن ہے مسودہ حضرت علامہ ہی کے پاس ہو اور انہوں نے یہ خوشنویس مبدعہ نواب صاحب کو عطا کیا ہو۔

اس متن متین کی ایک نقل والد مرحوم علامہ حکیم سید محمد احمر نے اپنے کہنے کے ساتھ

کے لئے حاصل فرمائی تھی۔ جو خاکسار کے پاس موجود ہے۔

دستنبیہ

غالب کا مشہور مطبوعہ رسالہ ہے۔ یہ رسالہ غالب نے وزیر الدہلوی کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس مطبوعہ رسالہ کے ورق ۲ پر جو سادہ تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے ایک قطعہ لکھا تھا جس کا دوسرا شعر یہ ہے۔

کہ بریں جیلہ مگر یاد آید غالب خستہ کہ رفتارت زیاد
یہ قطعہ غالب کے کسی مجموعہ کلام میں شامل نہیں ہے اس کا عکس برادر ممولوی
منظور الحسن برکاتی "اج کل" دہلی میں شائع کر چکے ہیں۔

قرآن مجید

قرآن مجید کا ایک مخطوطہ (خطی نسخہ) بھی کتب خانہ کی قیمت و قیمت میں از دیاد کا
موجب ہے۔ اس مخطوطہ کی کتابت شاہ دیں پناہ محی الدین اورنگ زیب سے منسوب کی گئی ہے
خاکسار اس نسبت کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کرنے سے معذور ہے۔

مخطوطہ:۔ الرّٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ

وَالَّذِينَ هُمْ مَحْسَنُونَ تَكْ هِ

صفحہ اول پر نواب محمد علی خاں رئیس ٹونگ، کی مہر

اور دستخط ثبت ہیں۔

فتوایے شاہ عبدالعزیز

کتب عقائد (۲۵) میں ایک تلمی رسالہ ہے جو دراصل نواب وزیر الدہلوی
کے استفتاء اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتوے پر مشتمل ہے۔ استفتاء تفریباری کے سلسلہ میں

اس سوال و جواب کا پس منظر یہ ہے کہ سرویج (علاقہ ٹونک) میں چند سنی افغانی خاندانوں نے تعزیر داری (بلو از مہا) شروع کر دی تھی، جلوسوں کی مسابقتیں باہم فسادات ہوئے حکومت نے دخل دیا۔ تو افغانی تعزیر داری ختم ہوئے لیکن والی ٹونک نے اس گروہ کے سرداروں کو ٹونک بلا کر روک لیا۔ اور اس کے بعد عملاً تعزیر داری بند ہو گئی۔

عملاً اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں کوئی حکم نافذ نہیں کیا گیا۔ اس لئے میرا قیاس یہ ہے کہ والی ٹونک اور تعزیر داری سرداروں نے شاہ صاحب کو حکم بنایا ہوگا۔ اور اس مقصد کے لئے ان سے استفتاء کیا ہوگا۔

یہ قومی قتائے عزیز میں نہیں ہے۔ اس لئے ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

مکتوب غزنی

اسی جلد میں ایک فتلی رسالہ ہے جو نواب احمد یار خاں خلیف نواب ذوالفقار خاں، خلیف حافظ رحمت خاں کے عرفیے اور حضرت شاد صاحب کے جواب پر مشتمل ہے۔

وصیت نامہ سید احمد شہید

فن عقائد (۲)، میں ایک مجلد ہے جس میں متعدد و مختلف سائل ہیں کوئی نسطق میں ہے۔ کوئی نخویں۔ ان میں تین خاص رسائل کا سرسری تعارف غالباً دلچسپی کا موجب ہوگا۔

پہلا رسالہ سید احمد شہید کا وصیت نامہ اور اجازت نامہ ہے جس کا خطاب ان تاناکہ طالبان راہ حق و سالکان ہادی مطلق کی طرف ہے جو موصوف سے حاضرانہ یا غائبانہ بیعت رکھتے ہیں شروع میں بیعت کے مقاصد پر گفتگو فرمائی ہے اس کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ کہ اساس شریعت مصطفویہ دو امور پہ ہے۔ اول، ترک اشتراک، دوم، ترک بدعات ترک اشتراک؛ بیانش آں کہ، مسیح کس را از من و ملک و پیر و مرید و استاد و شاگرد

ذہبی و ولی حلال مشکلات و دافع بلیات و قادر بر تحصیل منافع نراند ایشان را قادر بر حوادث

زمان و عالم السر و الاعلان نہ شمارد۔ کہ این امر محض کفر و شرک است۔

تتوڪ بدعات، حتی الوسع سعی ترک آن باید نمود و بعد از آن ہر مسلمان را دعوت

بسوئے آن باید کرد۔ چنان کہ اتباع شریعت فرض است، همچنین امر بالمعروف و نہی

عن المنکر فرض است۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

طالبان حق را باید کہ ہمیں امور را پیش نظر داشته باشند یک دیگر بیت نماز خصوصاً سعادت

انتساب مناقب التائب فضائل تائب رفیع القاب کمالات نشان نواب وزیر الدولہ محذیر

خاں بہادر ایضاً لکھتے ہیں۔ پس بذمہ ایشان لازم است کہ اولاً ترک امور زکوة المدر

نمایند۔ و قلب تائب را متوجہ بسوئے حق کنند و اتباع شریعت عظام را باطناً پیش گیرند

و نامی اجناس اشراک و الواث بدعات را از خود دور نمایند و بعد از آن جمیع کالمبین

حق را بسوئے آن ترغیب دہند انشاء اللہ کلہ گویاں از رسوم شرک پاک خوانند شد

مکتوب سید احمد شہید

جلد میں دوسری دلچسپ چیز سید احمد کا ایک مکتوب ہے جو وزیر الدولہ

کے نام تحریر فرمایا گیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

ہر کہ باں جانب انتسابے داشته باشد اور انصحا بعباد دریں باب سعی جمیل می

باید فرمود و نظر بحال خود فرمودہ اذین کار عمرہ باز نمایند و بخیاں نیارد کہ من کیستم بتا این با

عظیم تر سے ہم کہ عجیب عنایت ایزدی بحال این فقیر است کہ ہر کہ از منتسباں این

جانب باشد و بہدایت و تربیت خلق مشغول شود۔ حضرت رب العزت خود متکفل

اصلاح و تربیت اومی شود خود بر حال او نزول برکات می فرماید۔

بارہا تجربہ نموده ام کہ اگر کسی از متسببان این تقیر بتعلیم و ہدایت عباد خود را
گماشت اگرچہ خود او از بعضی حالات عادی باشد۔ بندگانِ خدا را مستار
بسیار و فوائد بے شمار نصیب گردد۔

شجرہ سید احمد شہید

تیسرا رسالہ سید احمد شہید کا شجرہ طریقت پر جو انھوں نے اپن خرید
دستر شرف نواب و وزیر الدہلہ کو عطا فرمایا تھا۔

دلائل الخیرات

ایک اور خاص چیز جو جناب شہید کے مورخین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوئی اس کتب خانہ
میں تھی۔ لیکن افسوس کہ وہ کتب خانہ اب اس سے محروم ہے۔ یہ ہے دلائل الخیرات کا وہ نسخہ جو شہید
موصوف کے زیر تلاوت رہا تھا۔ فہرست میں اس نسخہ کے کتب خانہ میں شمول کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ
”سرفت شمس الدین بقیتم بست روپیہ خریدہ شد“

پنحو ریاست کے چوتھے رئیس نواب ابراہیم علی خاں نے اپنی ایک
بیگم کو بخش دیا تھا۔ ایک نواب وزیر الدہلہ تھے جنھوں نے نسخہ حاصل کیا تھا۔ اور ایک
نواب ابراہیم علی خاں تھے جنھوں نے اپنی بیگم کو بخش دیا۔ کتب خانہ میں دلائل الخیرات کو
اور بھی نسخے تھے وہ بھی دینے جاسکتے تھے۔ یہ یادگار اور تاریخی خطوط محفوظ رہتا ہے کتب خانہ کی قیمت و
ذہنیت کو مضا عفا ہی کرتا۔

فہرست نگار نے لکھا ہے۔

بتاریخ یکم ماہ ربیع الثانی سن ۱۲۸۷ ہجری نواب فرودس زماں بیگم صاحبہ

مرحمت شد۔ زبانی حافظ عبد الرحمن صاحب نوشتہ شد

چند اور نوادہ احمدیہ

جماعت مجاہدین کے ٹریچر کی دو اور اہم چیزیں بھی اس کتب خانہ میں ہیں جن کے صرف

نام ہی میری یادداشت میں تحریر ہیں۔ مزید تفصیلات نہیں ہیں

(۱) تقریر سید احمد صاحب (کتب تصوف ۱۲۵)

(۲) مجموعہ خطوط سید احمد صاحب (کتب تصوف ۲۰۹)

مسائل فقہ (از شاہ عبدالعزیز)

کتب فقہ فارسی (۲۸) میں ایک کتابی کتاب ”مسائل فقہ“ کے نام سے ہے اس

میں بھی متعدد استفتاؤں اور فتاویٰ ہیں۔ مستفتی نواب وزیر الدولہ ہیں۔ اور مفتی۔ شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی۔ اس مجموعہ میں سے چند فتاویٰ ہنوز غیر مطبوعہ ہیں

چند فتاویٰ۔ کتاب ”فتاویٰ عزیزی“ میں بھی ہیں۔ اور چند فتاویٰ ایسے ہیں جو

فتاویٰ عزیزی میں ناقص ہیں اور اس مخطوطہ میں کامل ہیں۔ مثلاً

”سود دادن بکریاں“ (فتاویٰ عزیزی۔ ص ۲۸ مطبع مجتبیٰ دہلی)

مجموعہ رسائل تصوف

کتب تصوف (۱۳۱) میں ایک مخطوطہ ہے جو ۲۳ رسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ رسائل

ابوالفضل بن مبارک کے زیر مطالعہ اور اس کی ملک رہے ہیں۔ بیشتر رسائل پر ابوالفضل کی مہر

اور اس کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تفصیلاً درج ذیل ہے۔

۱۔ فتاویٰ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے سلسلہ میں پوسیل تذکرہ عمر بن عبد کونک کے ایک اور کتب خانہ سعید یہ

(مقبوضہ حکومت راجستھان) میں ۱۹۳۹ء پر ایک کتابی مجموعہ ”فتاویٰ شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین“ کے نام سے ہے

جو مولوی الزمیلی تلمیذ مولانا حسن علی لکھنوی تلمیذ شاہ عبدالعزیز کا مرتبہ و نوشتہ ہے۔

(داوین میں ابوالفضل کی عبارت منقول ہوگی)

- ۱- رسالہ دعاء الختم علی بن ابی طالب ، مہر
 - ۲- ” کتاب کشف اسرار نفائس الحکم المتخرجہ من جوامع الکلم من تصانیف الشیخ الامام الکامل المکمل الوارث قدوة المحققین ابی المنالی محمد بن اسحق بن محمد القنوی غفر اللہ عنہ۔ مہر
 - ۳- رسالہ الانوار - از ابن عربی - ” فیہ بیان کیفیت السلوک ثم کیفیت الوصول والتوفیق بن یدیه - ” ثم کیفیت الخفوع “۔ مہر
 - ۴- ” کتاب النصوص للشیخ الفاضل المکمل الوارث صدر الملة والدين محمد بن اسحق القنوی “۔ مہر
 - ۵- وصیت نامہ حضرت علیؑ
 - ۶- نقشۃ المصدور و تحفة الشکور - از شیخ صدرالدين محمد بن اسحق القنوی “ مہر
 - ۷- رسالہ المرشدہ للشیخ الکامل صدر الملة والدين القنوی - فی اسرار التصوف “
- دوسری عبارت :-
- وہی من الکلام..... القنوی.. وہی الرسائل المعروفة بالمفاوضات التي كانت بينه وبين المولى..... الطوسي..... “ مہر
- ۱۸- ” جواب مکتوب شیخ صدرالدين قنوی کہ خواجہ نعیرالدين طوسی نوشتہ اند۔ “ مہر
 - ۱۹- ” این مکتوب است کہ در مرتبہ دوم شیخ صدرالدين قنوی بخواجہ نعیرالدين طوسی در جواب جواب ایشان نوشتہ اند۔ “ مہر
 - ۲۰- رسالہ کہ در مکتوب دوم حضرت شیخ صدرالدين قنوی اشارت فرمودہ کہ متعلق بکتوب نوشتہ بود۔ ” واصل کتاب۔ ” این عبارت :- ” رسالہ ہی ہذا “ مہر

- (۱۱) "مکتوب شیخ صدرالدین قونوی بخواجه نصیرالدین طوسی" مہر
- (۱۲) "جواب خواجہ نصیرالدین طوسی مکتوب سوم شیخ صدرالدین قونوی" مہر
- (۱۳) "مکتوب چہارم شیخ صدرالدین قونوی در جواب ابن ماجہ (طوسی) مہر
- (۱۴) "مکتوب شیخ صدرالدین قونوی شیخ عقیف الدین" مہر
- (۱۵) "کتاب شیخ صدرالدین قونوی بجانب ابن سبعین علیہ الرحمۃ" مہر
- (۱۶) "کتاب آخرالی بعض الاخوان"
- (۱۷) "رسالہ المرشدہ للشیخ الکمال الوارث المحقق صدرالمدۃ الدین فی التصوف" مہر
- (۱۸) "الرسالہ للشیخ صدرالدین القونوی" مہر
- (۱۹) "نسخہ وصیتہ الشیخ صدرالدین القونوی"
- (۲۰) "مکتوب الی السلطان الشیخ سیف الحق والدین
- (۲۱) "رسالہ فی طریق التوجہ الی اللہ" مہر
- (۲۲) "قوائد لاشتی" فی التصوف
- (۲۳) "رسالہ جلیلہ ارسالہا شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ الی فخرالدین الرازی
- دیگر نوادر

مذکورہ رسائل و کتب کے علاوہ اور بھی نامدارات اس ذخیرہ میں ہیں۔ مثلاً

(۱) مجموعہ متن مستین جواب شاہ رفیع الدین -

(۲) شرح تسہیل النوح - بخط مصنف

(۳) آئین اکبری کے دو نسخے ۱۰۶۲ھ

۲۰۶۸ھ

(۴) شواہد النبوت - عبد الرحمن جامی نوشتہ عہد مولف

(۵) دیوان جامی - نوشتہ عہد مولف

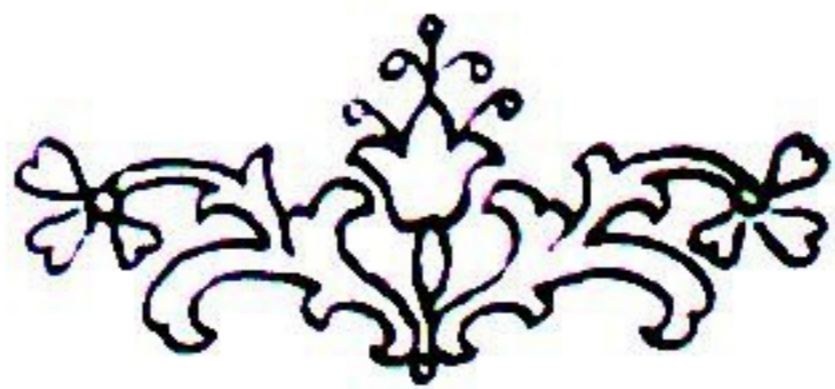
(۶) کحل الشفاء - مسودہ مصنف وغیرہ

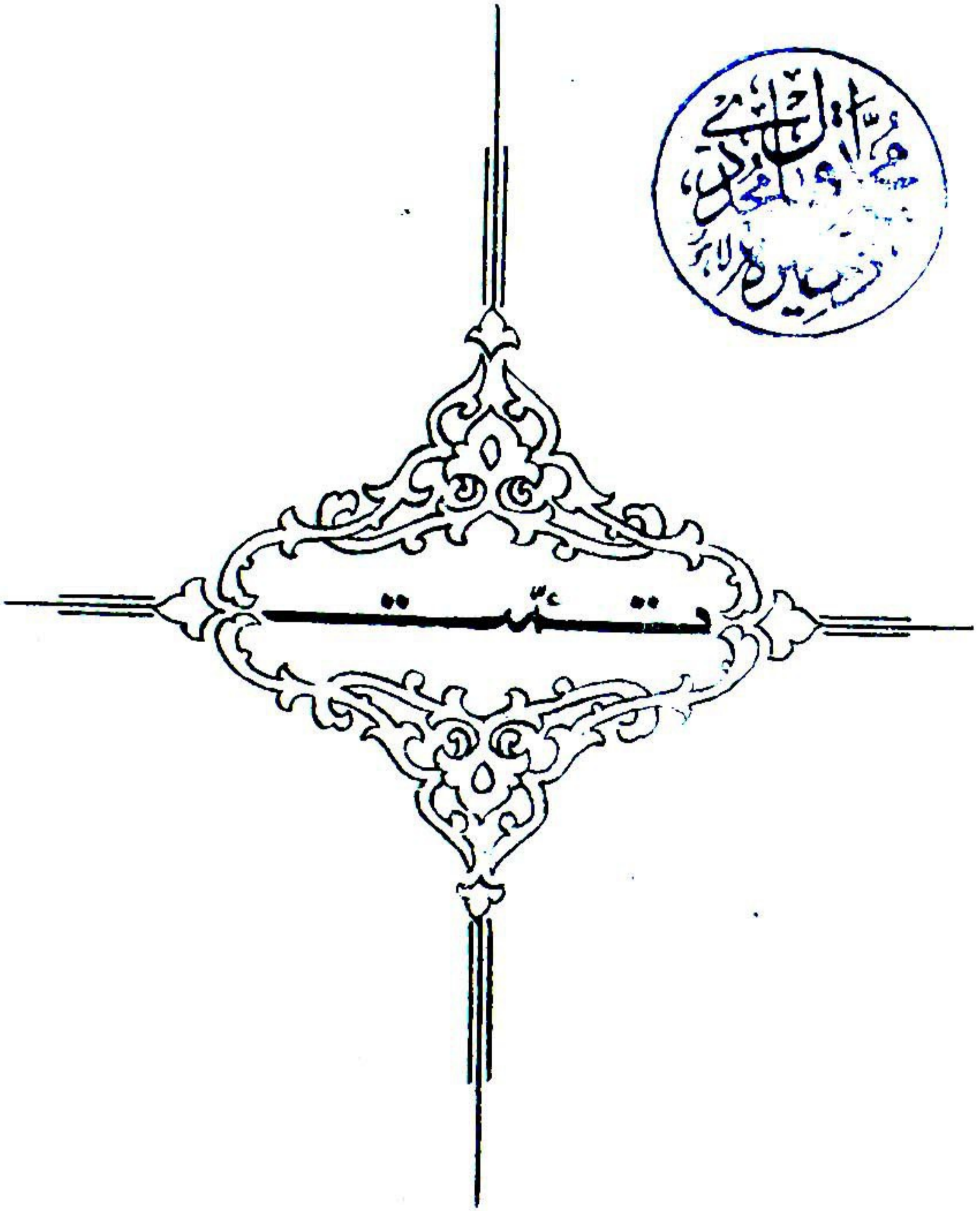
اس کتب فائزین کتابوں کی کل تعداد ۳۶۱۶ ہے ان میں سے ۸۲۹ مطبوعہ ہیں

اور ۲۷۸۷ - تسلی

اس کتب فائز کی جس فہرست سر میں نے استفادہ کیا ہے - وہ ٹونک کی معروف شخصیت داروغہ محمد یعقوب صاحب صدیقی کی مرتبہ اور انھیں کے قلم کی لکھی ہوئی نہایت خوش خط ہے - داروغہ محمد یعقوب صاحب شیخ وجیہ الدین صاحب باغیچتی کے فرزند تھے، شیخ وجیہ الدین ابن شیخ محمد پناہ حضرت سید احمد شہید کے مرید اور خلیفہ تھے - اور میرے جدا مجد حکیم سید برکات احمد کے حقیقی خالو تھے - سرحد و پنجاب کے سرکوں میں سید شہید کے دوش بدوش مصروف جہاد رہے - حادثہ بالاکوٹ کے بعد باقی افراد جماعت کے ساتھ شکار پور (سندھ) میں مقیم ہو گئے تھے -

۱۲۵۲ھ میں وزیر الدار ولد نے ان سب حضرات کو ٹونک بلایا تھا شیخ صاحب ریاست کے ذمہ دار مناصب پر منتخب رہے - ان کے فرزند محمد یعقوب صاحب بھی، داروغہ کے معزز اور اہم منصب پر تازندگی فائز رہے - فارسی و عربی کے عالم تھے حمایت دین کا جذبہ وراثت میں پایا تھا - حسن عمل اور تقویٰ سے پرہیز تھے - اعلیٰ علمی ذراقت تھا جس کا ایک نمونہ یہ فہرست ہے ان کے صاحبزادے جناب محمد یوسف صدیقی ابھی بھارت ہی میں ہیں اور فریضہ اقامت دین کی بجائے آدمی میں خلوص مہمک ہیں -





Nizami Book Agency
BUDAUN - 243601 (U.P.)

QASR-i 'ILM
A Bibliographical Survey
of
Arabic & Persian Rareworks
of TONK

Edited by

SHAUKAT ALI KHAN
Director

Rs. 40.00

Published by

Arabic & Persian Research Institute
Rajasthan, TONK.
1980